PIR
۵۴۴۶
۱۳۱۲
TSN.

امیر خسرو، خسرو بن محمود، ۶۵۱-۷۲۵ق.

[مثنوی]

مثنوی تغلق نامه خسرو دهلوی / تهذیب و تحشیه هاشمی فرید آبادی، به اهتمام محمد صدیق حسن صاحب. — [حیدرآباد دکن، مجلس مخطوطات فارسیه] ۱۳۵۲ق: ۱۹۳۳: [۱۳۱۲].

۹۳، ۱۵۱ص. نمونه عکسی.

۱. شعر فارسی - قرن ۸. الف. عنوان.

PI



مثنوی تغلق نامه

شائع کرده مجلس مخطوطات فارسیه - حیدر آباد دکن

به حسن اعانت دولت آصفیه دام اقبالها

سلسلهٔ مخطوطات فارسیہ (۱)



مثنوی

تغلق نامہ خسرو دہلوی



تہذیب و تحشیہ

سیّد ہاشمی فرید آبادی

بہ اہتمام محمد صدیق حسن صاحب، در مطبع اردو، اورنگ آباد، دکن، طبع گردید

۱۳۵۲ھ
۱۹۳۳ع



ارکان مجلس مخطوطات فارسی

۱ - نواب سر اکبر حیدر نواز جنگ بہادر (صدر نشین)

ارکان جماعت عاملہ:

۲ - نواب محمد یار جنگ

۳ - مولوی عبدالحق صاحب

۴ - مولوی غلام یزدانی صاحب

۵ - مولوی عبداللہ العمادی صاحب

۶ - سید ہاشمی (معتمد اعزازی)

۷ - سر سید مسعود جنگ

۸ - نواب صدر یار جنگ شروانی

۹ - ڈاکٹر عبدالحق صاحب پروفیسر عربی

۱۰ - ڈاکٹر نظام الدین صاحب پروفیسر فارسی

۱۱ - ڈاکٹر قاری کلیم اللہ صاحب



فہرست اجزائے کتاب

دیباچہ

(بقلم سید هاشمی فرید آبادی)

تغلق نامہ کی تاریخی نوعیت

جیسا کہ امیر خسرو کے سوانح، تذکروں اور فارسی تاریخوں سے ثابت ہے، ان کی سب سے آخری تصنیف تغلق نامہ ہے جو انہوں نے صاحب منتخب التواریخ کے بقول سلطان غیاث الدین تغلق اول کی فرمایش سے تحریر کی تھی *۔ قرآن السعدین، دول رانی خضر خاں، خزاین الفتوح اور نہ سپہر کی طرح یہ بھی اپنے عہد کی نہایت دلچسپ اور مفید تاریخی نظم ہے جس میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے قتل، خسرو خاں کی چند روزہ بادشاهی اور پھر غیاث الدین تغلق کی فتح اور تخت نشینی کے حالات درج ہیں۔ یہ تمام واقعات شاعر کی زندگی اور بعض اوقات اس کی موجودگی میں ہوئے تھے۔ اگر کشف الظنون اور ملا عبد القادر کا قول صحیح مانا جائے کہ یہ مثنوی سنہ ۷۲۵ھ میں نظم ہوئی تو احتمال ہوتا ہے کہ اس میں تغلق اول کے بادشاہی کے حالات بھی ہوں گے جو

---

* صفحہ ۵۸ (مطبوعہ نول کشور)۔

کتاب کے آخری اوراق ضایع ہونے کی وجہ سے اب مفقود ہوگئے۔

تعداد اشعار

لیکن کشف الظنون اور بعض تذکروں میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس مثنوی کے کل اشعار کی تعداد تین ہزار تھی – اور جو نسخہ اب ہمیں دستیاب ہوا، اس میں سے حیاتی کاشی کے (۱۷۹) اشعار خارج کردینے کے بعد بھی جو اشعار محفوظ ہیں (مع منظوم عنوانات) ان کی تعداد (۲۷۴۲) باقی رہتی ہے - یہ ٹھیک اندازہ نہیں کیا جا سکتا کہ ابتدائی اشعار جو تلف ہوئے ان کی تعداد کتنی تھی- تاہم یہ قیاس کرنا بےجا نہ ہوگا کہ آخر کے جو اشعار اب نہیں ملتے وہ کم و بیش دو سو ہوں گے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ شاعر نے اپنے ممدوح کی تخت نشینی کے بعد اس عہد کے دوسرے واقعات قلم بند نہیں کیے اور کیے بھی تو بہت سرسری طور پر ان کا ذکر کیا ہوگا —

سنہ تصنیف

اس میں شک نہیں کہ امیر خسرو بنگالہ کی فوج کشی تک تغلق اول کے ہمراہ اور بادشاہ کے ندیم تھے لیکن ان کی تاریخ وفات ۱۸ شوال سنہ ۷۲۵ ھ ہے۔ اور زندگی کے آخری چند مہینے انھوں نے اپنے محبوب و محترم پیر کے ماتم میں گزارے – پس یہ قول کسی قدر مشکوک معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو نے یہ پوری مثنوی زندگی کے اسی آخری سال میں نظم کی ہو* —

---

* مولوی رشید احمد صاحب مرحوم نے اپنے ناتمام مقدمے میں کشفؐ الظنون کا یہ قول لکھا ہے کہ "یہ نظم تمام ہونے نہیں پائی تھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

بہر حال چونکہ یہ مثنوی امیر خسرو کے آخری زمانے اور پیرانہ سالی کی تصنیف ہے دوسرے، ایک ایسے بادشاہ کے ایما سے لکھی گئی جس کی نسبت مشہور ہے کہ وہ ان کے محترم مرشد سے چنداں حسن عقیدت نہ رکھتا تھا، بظاہر اسی لیے اس مثنوی میں وہ جوش و ولولہ نہیں پایا جاتا جو حضرت طوطئی ہند کی سب سے پہلی تاریخی مثنوی قرآن السعدین کا امتیاز ہے۔

ادبی حیثیت

تاہم کلام کی استادانہ پختگی اور بیان کی حیرت انگیز قوت و قدرت ہر ورق سے نمایاں ہے - تاریخی جزئیات کی صحت کا پاس ہر داستان سے آشکارا ہے - اور یہ وہ خصوصیت ہے جس کی بدولت یہ فخر آمیز دعویٰ کرنا بالکل بجا ہوگا کہ شاید دنیا کی کسی قوم نے ایسا شاعر نہیں پیدا کیا جس نے طویل اور اہم تاریخی واقعات کو شاعرانہ حسن گفتار کے ساتھ اتنی صحت سے نظم کا جامہ پہنانے میں کامیابی پائی ہو جیسی کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

کہ حضرت امیر کی وفات ہوگئی" مگر کشف الظنون (مطبوعۂ لائپزگ سنہ ۱۸۳۵ ع) کی جلد دوم صفحہ (۳۲۱) میں تغلق نامہ کے متعلق صرف یہ عبارت درج ہے:-

"تعلق نامہ خسرو الدهلوی المتوفی سنہ ۷۲۵ ھ وهو نظم فارسی فی ثلاثة آلاف بیت" (تغلق کی بجاے "تعلق" صریحاً کاتب کی غلطی ہے - ۱۲) -

اس عبارت سے مولوی رشید احمد صاحب کا قیاس ثابت نہیں ہوسکتا - مگر ممکن ہے کسی دوسری جگہ کشف الظنون میں ضمناً کوئی ایسی عبارت آگئی ہو جس سے ان مرحوم نے یہ نتیجہ اخذ کیا - ۱۲ —

پرانی دہلی کے اس درباری شاعر کے حصے میں آئی * —

مگر جیسا کہ ہم کہہ رہے تھے تغلق نامہ میں شاعرانہ رنگینیاں کم ہیں - صنایع بدایع جن میں امیر خسرو کو بڑی مہارت حاصل ہے، ان کی مثالیں اتفاقی طور پر کہیں کہیں نظر آجاتی ہیں - اور مجموعی طور پر یہ مثنوی ہندوستان کے اس بے مثل ادیب کے

تاریخی مرتبہ

بہترین ادبی یا شاعرانہ کارناموں میں شمار نہیں ہوسکتی بلکہ یہ محض ایک بیش بہا بلند پایہ تاریخی نظم ہے- دوسری تاریخی مثنویوں کے خلاف اس میں بہت تھوڑے زمانے کے حالات نظم کیے گئے ہیں- اور سب سے بڑھ کر جو بات اس موقع پر ہم جتانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اس مثنوی کا بڑا حصہ سلطان قطب الدین کے قتل، سلاطین خلجی کے خاندان کی تباہی، اور ایک ادنی درجے کے نو مسلم، نو دولت کے غصب سلطنت اور پایہ تخت دہلی کے مسلمانوں پر مصائب و شدائد کے درد انگیز حالات پر مشتمل ہے —

نایابی کے اسباب

مسلمانوں کے اعلیٰ طبقات میں آج سے سو برس پہلے تک ہفت اقلیم کی بادشاہی کا جو غرور و ناز تھا اور اسی نسبت سے ان کی حمیت و خود داری جس مرتبے کی تھی، اگر اس کا لحاظ رکھا جائے تو یہ قیاس محض لا یعنی نہ ہوگا کہ تغلق نامہ کی سادہ بیانی سے بڑھ کر اس کا تاریخی موضوع ایسا تھا کہ آج سے چند صدی پہلے کے تعلیم یافتہ مسلمانوں

---

* سر ہنری الیٹ نے بھی اپنی مشہور تاریخ ہند میں ایک انگریز مستشرق کی قریب قریب یہی رائے نقل کی ہے (جلد سوم ضمیمہ)-

میں درجۂ قبول حاصل نہ کرسکا - ادھر پہلے تو سلطان محمد تغلق نے پایۂ تخت دہلی کی آبادی دکن میں منتقل کی اور اس شہر کو بالکل ویران و بے چراغ کردیا - پھر کچھ مدت کے بعد تیمور کے خوفناک حملے اور بعد کی طوائف الملوکی کے ہنگاموں میں جہاں اور علم و فن کے خزانے غارت ہوئے، وہاں بظاہر یہ کتاب بھی قریب قریب مفقود ہو گئی —

امیر خسرو کی بعض اور تصانیف زمانے کی اس دست برد سے محفوظ نہیں رہیں اور جیسا کہ بعض مبصرین کا اندازہ ہے ان کا آدھے سے زیادہ کلام بے نشان ہو گیا - اسی میں مثنوی تغلق نامہ کو بھی شامل سمجھنا چاہیے - چنانچہ اکبر کے عہد میں جب دوبارہ ہندوستان میں امن و امان اور علم و فن کا چرچا ہوا تو اس وقت یہ مثنوی بہت ہی کم یاب ہو گئی تھی —

فیضی کا رقعہ

اس بارے میں سب سے دلچسپ اور قیمتی شہادت ملک الشعرا فیضی کے رقعے سے بہم پہنچتی ہے جو اس نے راجہ علی خاں فاروقی والیٔ خاندیس کو تحریر کیا تھا - یہ رقعہ سر ہنری الیٹ کے کاغذات کے ساتھ متحف برطانیہ میں محفوظ ہے اور اس تک میری رہنمائی لنڈن یونیورسٹی کے ایک طالب علم محمد اشرف صاحب نے کی جو خود بھی غالباً امیر خسرو کی شاعری کے متعلق علمی تحقیقات کر رہے تھے - اس معاونت پر میں ان کا دل سے ممنون ہوں - رقعے کی عبارت یہ ہے :—

"بہ سلطنت و ابہت پناہ سیدالاقران راجہ علی خاں فاروقی والیٔ خاندیس اسعد کہ نواب معلّی القاب مزکّی اوصاف مویّد و منصور باشید - این

ذرۂ بے نام و نشان خاک نشین را چه یارا که دم از اشتیاق ... بموجب ضرور استدعا می نماید که از کتاب تغلق نامه که از انفاس مقدسۂ امیر خسرو هست ، چند ورق از اول و چندے از آخر رفته ، التفات فرموده دو جز از اول و همین قدر از آخر به یکے از خدمت گاران امر فرمایند که بهر خطے مسوده نموده بجهت بنده مصحوب حاملان عریضه فرستند - امید که مکارم عالیه را عذر پذیر این جرأت و تصدیع خواهند داشت - ادام الله افضالکم —

العبدالاقل فیضی " —

اس رقعه سے اندازه هوتا هے که یه مثنوی اکبر بادشاه کے زمانے میں کم سے کم شمالی هندوستان میں بهت نادرالوجود هو گئی تهی - دوسرے یه که بظاهر شاهی کتب خانه میں اس کا جو نسخه موجود تها اس کے ابتدائی اور آخری اوراق ضایع هو گئے

صاحب فرهنگ جهانگیری اور تغلق نامه

تهے - تغلق نامه کا جو نسخه مولف فرهنگ جهانگیری جمال الدین انجو ، کے سامنے تها ممکن هے وه کوئی دوسرا اور مکمل نسخه هو لیکن اول تو اس نے اپنے نسخے کا جس سے کام لیا کوئی ذکر نهیں کیا دوسرے یه بات بعید از قیاس هے که فیضی کو اس نسخے کا علم نه هوا هو کیوں که انجو اکبر بادشاه هی کے حکم سے اس کے آخری زمانے میں فرهنگ جهانگیری کی تالیف میں مصروف تها - خود اس مولف لغت کا تغلق نامه سے کام لینا متعدد اشعار سے ثابت هے جو اس نے سنده میں نقل کیے هیں اور انهیں هم آگے اپنے ناظرین کے سامنے پیش کریں گے —

فرشته کا قول

اس موقع پر محمد قاسم فرشته کا قول بهی نقل کر دینا چاهئے - اس نے اپنی مشهور تاریخ (کم سے کم اس کے ابتدائی مقالے) سنه ۱۰۱۵ ھ یعنی عهد جهانگیری کے بالکل ابتدا میں تالیف کی - اور وه بهی بیان کرتا هے که تغلق نامه جسے امیر خسرو نے غیاث الدین تغلق کے نام لکها تها ، کم یاب هو گیا هے * اس مورخ نے تغلق نامه کے چار شعر نقل کیے هیں جن کا مولوی رشید احمد صاحب نے اپنے مقدمه میں حواله دیا هے † - لیکن یه شعر سلطان معزالدین کیقباد کے حالات کی ضمن میں درج هیں - قطب الدین مبارک ، خسرو خاں یا خود غیاث الدین تغلق کے حالات میں اس مثنوی کا کوئی شعر نقل نهیں کیا حالانکه جا بجا دوسرے اشعار اور قطعات موجود هیں —

حیاتی کا بیان

مذکورۂ بالا اسباب کو پڑهنے کے بعد حیاتی کاشی کی عبارت جو اس نے کتاب کے عنوان میں لکهی هے سمجهنی آسان هوجاتی هے :—

---

* جلد اول مطبوعۂ نول کشور صفحه ۱۳۲ —

† اشعار یه هیں :—

نشاید پادشه را مست بودن — نه در عشق و هوس پیوست بودن
بود شه پاسبان خلق پیوست — خطا باشد که باشد پاسبان مست
شبان چوں شد خراب از بادۂ ناب — رمه در معدۂ گرگاں کند خواب
در آئینے که رسم ملک داری است — ثبات کار ها در هوشیاری است

(فرشته - طبع نول کشور - جلد اول - صفحه ۸۹)

تغلق نامه میں ان اشعار کا نشان ۲۷۹ تا ۲۸۲ هے —

"آغاز سخن در شرح چگونگی بنظم آوردن این چند داستان و با تمام رسانیدن کتاب تغلق نامۂ سخن پیرائے گلزار ہر تازگی و نوی گنجور خزانۂ معنوی امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ نہ از نقوش دیباچہ اش اثرے بود و نہ از نگارش خاتمہ اش خبرے، نہ حدیقۂ حمدش را درہا باز و نہ گلشن مدحت را دستان سرائے بآواز" —

نسخہ میں "خاتمہ اش" کی بجائے "خامہ اش" درج ہے مگر یہ صریحاً کتابت کی غلطی ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ حیاتی نے صرف "این چند داستان" نظم کرنے کا دعویٰ کیا ہے اور کتاب تغلق نامہ کو جس میں دیباچہ حمد مدح خاتمہ موجود نہ تھا اتمام کو پہنچایا ہے۔ نہ یہ کہ پوری کتاب خود لکھنے کا ادعا کیا ہو۔ اپنی منظوم تمہید میں بھی حمد اور بادشاہ وقت جہانگیر کی صفت و ثنا کے بعد حیاتی لکھتا ہے کہ سنہ ۱۰۱۹ ھ میں ایک رات بادشاہ نے امیر خسرو کے تغلق نامہ کا ذکر کیا:

ع "کہ * در تاریخ سال شش صد و اند"

من جملہ اور منظوم تصانیف کے یہ کتاب بھی خسرو نے

---

* یہ جہانگیر یا خود حیاتی کی غلطی ہے۔ امیر خسرو کی عمر کا بڑا زمانہ "شش صد و اند" یعنی ساتویں صدی میں گزرا لیکن جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور خود مثنوی کے واقعات سے جو سنہ ۷۲۰ ھ میں ہوئے، ظاہر ہے، کہ تغلق نامہ آٹھویں صدی کی تصنیف ہے —

لکھی مگر اس کے آغاز و آخر کے اشعار غائب ہو گئے ہیں —

ازاں دفتر، ولے ز آغاز و انجام سخن را نے نشاں نے قصہ را نام

اور اسی کمی کو پورا کرنے کا حیاتی کو حکم دیا۔ حیاتی کے اشعار کی تعداد اور ان کا لب لباب ہم نے اپنے خلاصۂ مثنوی میں لکھ دیا ہے اور مولوی رشید احمد صاحب کے تمام مقالے میں بھی یہ بحث خاصی تفصیل سے موجود ہے —

حیاتی کے اشعار کی تعداد اور ان کا صلہ

حیاتی کے ان کل ابتدائی اشعار کی تعداد (۱۷۵) ہے۔ ممکن ہے کہ اس نے آخیر کے بھی کچھ شعر جن کا وعدہ کیا ہے (دیکھو بیت ۱۹۸ تا ۱۷۷) تحریر کیے ہوں لیکن وہ اب مفقود ہیں۔ ان محفوظ تمہیدی اشعار کی تاریخی اہمیت اور معنوی خوبی تقریباً صفر ہے مگر اس میں شک نہیں کہ ادبی اعتبار سے یہ شعر نہایت صاف و شگفتہ ہیں۔ کم سے کم اس کے ممدوح جہانگیر کو تو وہ اتنے پسند آئے کہ اس نے حیاتی کو زر سرخ و سفید سے تلوا کر اس کے ہم وزن روپیہ انعام دیا۔ تذکروں میں سعیدائے گیلانی کا یہ قطعۂ تاریخ اس واقعے کی یادگار میں نقل کیا ہے :—

چون حیاتی را بزر سنجید شاہنشاہ عصر
بادشاہ عدل گستر شاہ گردون اقتدار
شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ
آفتاب ہفت کشور سایۂ پروردگار
بہر تاریخش بروے گفتہ میزان چرخ

شاعر سنجیدۂ شاہی رقم زد روزگار

احوال حیاتی کاشی

اس موقع پر حیاتی کاشی کے حالات میں مختصر طور پر یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ یہ شاعر اپنے وطن ایران سے پہلے احمد نگر آیا اور بظاہر اپنے آخری زمانے میں جہانگیری دربار میں پہنچا تھا۔ عہد جہانگیری کی مشہور تاریخوں میں اس کا حال نہیں ملتا۔ تزک جہانگیری بھی اسے سونے چاندی میں تولنے کا ذکر نہیں کرتی۔ قریب العصر تاریخی تذکرہ یعنی 'طبقات شاہ جہانی' ذیل کی چند سطروں پر اکتفا کرتا ہے :—

حیاتی کاشی۔ "از دردمنداں بود و در اقسام شعر مستثنیٰ۔ صاحب دیوان بودہ و باسخنداں اکابر سرے داشت اگرچہ از مادۂ علمی عاری بود اما فہمے درست داشتہ۔ وفاتش در زمان جہانگیر بادشاہ واقع شد"

'واله داغستانی' کے ضخیم تذکرے میں صرف ایک سطر حیاتی کاشی کے حصے میں آئی۔ بعد کے ہندوستانی تذکروں میں سب سے واضح کیفیت ہم کو 'خزانۂ عامرہ' میں دستیاب ہوئی جس نے بعض پہلے تذکروں کی غلطی بھی صاف کردی ہے :—

حیاتی کاشی

"حیاتی کاشی: شاعر شیریں ابیات است و میر آب چشمۂ آب حیات۔ آغاز حال تخلص 'سقائی' می کرد۔ وجہ تخلص این است کہ بمصاحبت بعضے ملاحدہ پرکار ہمکش گرد اہل نقطہ گردید و در علم منطقہ ترقی بسیار کردہ مرکز دائرۂ نقطویان گشت و نقد ہوش

در عشق صراف پسرے باختہ ہمراہ او از 'کاشان' 'بقزوین' رفت و مدتے در آنجا با امنا یعنی اہل نقطہ اختلاط داشت جمعے ازین طائفہ را با چند کتاب در حضور 'شاہ طہماسپ صفوی' بردند و بحکم شاہی ہمہ این ہا محبوس و معذب گردیدند۔ بعد در سال جانے از شکنجۂ حبس نجات یافتہ جانب شیراز رفت و یک دو سال درانجا گزرانیدہ در سنہ ۹۸۹ ستہ و ثمانین وتسع مائۃ بوطن مانوس کاشان شتافت و نقطہ را از لوح خاطر شستہ سر بر خط دین نبوی گذاشت و بعد زمان بسیر از کاشان متوجہ دیار دکن گردیدہ در احمد نگر بسر می برد۔ یکے از مقربان جہانگیر بادشاہ تعریف او بہ سمع بادشاہ رسانید۔ حکم طلب او صادر شد۔ حیاتی امتثال امر نمودہ خود را بدرگاہ رسانید و مشمول عواطف خسروانہ گردید۔ در سنۃ تسعۃ و عشر و الف مثنوی امیر خسرو مسمی بہ تغلق نامہ پسند خاطر بادشاہ افتاد۔ یک مبحث آن کتاب مفقود بود۔ شعراء ملازم رکاب بہ نظم آن مبحث مامور شدند۔ ہر کدام سرمایۂ فکر خود تحفۂ محل بادشاہی ساخت۔ ازاں جملہ نظم حیاتی نہایت مقبول افتاد۔ حکم شد تا بجلدوئے آن حیاتی را بزر سرخ و سفید سنجیدند۔ شش خریطہ در پلہ افتاد۔ ہر یک خریطہ مشتمل بر ہزار اشرفی و روپیہ۔ و سعیدائے گیلانی در تاریخ این واقعہ گوید :—

"چوں حیاتی را — الخ"

خان آرزو را در حیاتی گیلانی و حیاتی کاشی غلط واقع شدہ - از مطالعہ مجمع النفائس تالیف او واضح می شود - از انفاس حیاتی است: اشعار ....، (خزانۂ عامرہ) —

حیاتی کی نظم کا صحیح زمانہ

آزاد کے مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہے کہ حیاتی نے تغلق نامہ کا صرف ایک "مبحث" (یا فصل) جو گم ہوگیا تھا تحریر کیا۔ دوسرے، قطعۂ تاریخ سے حیاتی کی نظم کا صحیح سال بھی معلوم ہوگیا اور اس میں مطلق شبہ نہیں رہا کہ وہ تغلق نامہ جس سے فرشتہ نے سنہ ۱۰۱۵ ھ میں چار شعر نقل کیے حیاتی کا لکھا ہوا کلام نہیں ہوسکتا کیوں کہ 'حیاتی' نے تغلق نامہ میں جو کچھ لکھا وہ فرشتہ سے چار سال بعد سنہ ۱۰۱۹ ھ کی تحریر ہے —

۲ - علیٰ ھذا فرہنگ جہانگیری کی تالیف اکبر کے عہد سنہ ۱۰۰۵ھ میں شروع ہوئی اور سنہ ۱۰۱۷ ھ میں تکمیل کو پہنچی چنانچہ ع :-

"زہے فرہنگ نور الدین جہانگیر"

سال تکمیل کی تاریخ ہے - اگر تغلق نامہ کا یہ نسخہ جو ہمارے سامنے ہے حیاتی کاشی کی سنہ ۱۰۱۹ ھ کی تصنیف ہوتا تو ظاہر ہے کہ اس کے چند سال پہلے کی تالیف فرہنگ جہانگیری میں اس کے اشعار نقل نہیں کیے جا سکتے تھے دوسرے فرشتہ اور عضد الدولہ انجو دونوں تغلق نامہ کے اشعار کو صراحتاً امیر خسرو کے نام سے نقل کرتے ہیں اور یہ نا ممکن ہے کہ انہوں نے اپنے ہم عصر

حیاتی کے کلام کو امیر خسرو سے منسوب کردیا ہو —

تغلق نامہ کے اشعار فرہنگ جہانگیری میں

فرشتہ کے اشعار ہم اوپر نقل کرچکے ہیں۔ ذیل میں وہ اشعار نقل کرتے ہیں جو ایک سرسری تلاش سے فرہنگ جہانگیری میں صراحتاً امیر خسرو کے نام سے ہمیں دستیاب ہوے اور جو ہمارے نسخۂ تغلق نامہ میں موجود ہیں :—

اشعار تغلق نامہ جو فرہنگ جہانگیری (مطبوعہ سنہ ۱۸۷۹ع مطبع نور ہند لکھنو) میں سنداً نقل کئے گئے ہیں :

صفحہ جہانگیری	(لفظ)	تحت نشان بیت تغلق نامہ	شعر
۳۳۲	خراب	۲۸۱	شباں چوں شد خراب از بادۂ ناب ومہ در معدۂ گرگاں کند خواب
۴۰۵	مردم	۴۸۹	نشاید ہیچ مردم خفتہ درکار کہ در پایاں پشیمانی دہد بار
۳۲۸	چرخ	۹۱۱	کسے کش چشم زخم از چرخ روزیست رسد گرچش جہاں در چرخ دوزیست
"	"	۹۱۲	چو زخم از قہر بے تدبیر چرخ است نہ کم تر تیر چرخ از قہر چرخ است
۴۲۰	بزانہ	۱۱۷۶	ولایت دارم و گنج و خزانہ سپاہے نیز چوں باد بزانہ
۴۰۴	لر	۱۲۱۱	ملک کو لشکر آفت سگالش چو موے لر پریشاں دید حالش
۴۰۴	لر	۱۲۱۲	ترش رو بود چوں افغان جنگی ولے ہم چوں کلاہ لر بہ تنگی

۱۷۴ شارک ۱۹۱۴ اگر شاہیں زبوں گردد ز شارک
کلہ گل مرغ را زیبد بتارک

۹۱ باخہ ۱۸۷۱ بسا بر دل نہنگ از تیغ کہنہ
کہ بر ہز دیدہ چوں باخہ بسینہ

(ف) شمس اللغات چھاپہ بمبئی صفحہ (۱۱۳) میں بھی یہ شعر امیر خسرو کے نام سے درج ہے —

۱۴۳ دار ۲۱۳۸ خودش در دہلی و جاں در ہوا دو
تنش در شہر و جاں در دار مندو

۲۰۴ لر ۲۱۵۴ لوے کردند ناہموار در پیش
کہ باد از سر برآید در تگ خویش

۱۲۷ تار-تال ۲۱۹۹ ز سیری بسکہ ہند و سیر خورشد
ہمہ تال برنجش تال زر شد

۱۲۰ پایگاہ ۲۸۴۹ رمہ گرگان رہایند از سپاہش
فرس دزداں بردند از پایگاہش

ذیل کے دو شعروں کے متعلق جو تغلق نامہ کے بیت نشان (۹۴۸) و (۹۴۹) ہیں، فرہنگ جہانگیری جلد اول صفحہ (۴۵۱) میں یہ عبارت لکھی ہے :—

"حکیم امیر خسرو ایں معانی را در کور کردن پسران سلطان السلاطین، رقاب الامم، ملوک الشرق والعجم علاء الدین والدنیا گفتہ :—

کسے کو برکشید ایں دیدۂ سر بسان خستہ شفتالو بود تر
ہو چشم او چو در عذاب خستہ ہمیشہ خستہ و در خوں نشستہ

تغلق نامہ کی دوبارہ نایابی

لیکن حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ جہانگیر کی اس قدردانی اور کاوش کے باوجود تغلق نامہ کا یہ نسخہ بھی جس کی حماتی نے تمہید لکھی تھی ملک میں رواج نہ پا سکا اور بعد کی تاریخوں اور تذکروں میں اس کا بہت ہی مجمل ذکر یا صرف نام باقی رہ گیا ہے۔ اسی سلسلے میں مجھے متحف برطانیہ میں نواب ضیاء الدین خاں نیر دہلوی کی ایک تحریر ملی جو انہوں نے امیر خسرو کے حالات اور تصانیف کے متعلق بطور یادداشت قلمبند فرمائی تھی۔ یہ غالباً سنہ ۱۸۳۸ ع کی تحریر ہے اور سر ہنری الیٹ کے ذخیرے کے ساتھ متحف مذکور میں داخل ہوگئی ہے —

نواب ضیاء الدین خاں کا بیان

نواب صاحب موصوف نے من جملہ اور تاریخی مخطوطات کے امیر خسرو کی تاریخی مثنوی خزائن الفتوح کا ایک نسخہ سر ہنری الیٹ کو دیا تھا۔ اور اسی فاضل انگریز کی فرمایش سے خود اپنی قلم سے امیر خسرو کے حالات بھی لکھ کر کتاب کے ساتھ بھیجے تھے۔ اس میں نواب صاحب موصوف لکھتے ہیں :—

"مثنوی نہمیں تغلق نامہ است کہ در حال تغلق شاہ تصنیف نمودہ کہ بس عدیم الوجود است و آخرین تصنیفات اوست"

پھر حاشیہ پر یہ سطر تحریر کی ہے :—

"ہمگی کتب مذکورہ مصنفۂ امیر خسرو بجز تغلق نامہ کہ جز اسمے مسمی ندارد نزد ایں احقرالعباد موجود"

تغلق نامہ کی دریافت

اس طرح اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مثنوی گزشتہ دو صدی میں بھی نایاب رہی اور سنہ ۱۹۱۴ ع میں جب نواب اسحاق خاں مرحوم نے کلیات خسرو کی تلاش اور طبع کا وسیع پیمانے پر اہتمام کیا تو اس وقت بھی ہندوستان یا بیرونی ممالک کے کسی مشہور کتب خانے میں اس کتاب کا پتہ نہیں چلا اور یہ محض نادر اتفاق تھا کہ یہ مثنوی مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس حبیب گنج کے ذاتی کتب خانے سے اور جہانگیر نامہ کے نام سے بر آمد ہوئی۔ مولانا شروانی صاحب کو ایک مدت تک یہ شبہ رہا کہ یہ کتاب حقیقت میں امیر خسرو کا تغلق نامہ ہے یا حیاتی کاشی کی بعد کی نظم۔ لیکن دنیائے ادب کو مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم کا احسان مند ہونا چاہیے جنہوں نے بہت جلد معلوم کرلیا کہ حیاتی کاشی کی تمہید کے ساتھ اصلی تغلق نامہ بھی ہے۔ اس عظیم الشان "دریافت" کا فخر انہی مرحوم کو حاصل ہے۔ پھر انہوں نے شروانی صاحب کے نسخے کی اپنے قلم سے نقل کی اور اس پر ایک مقدمہ بھی تحریر کیا جو پورا نہ ہونے پایا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا —

نواب اسحاق خاں کے انتقال سے کلیات خسرو کی طبع و اشاعت کا کام بھی معرض التوا میں پڑ گیا اور تغلق نامہ کو شاید اس واسطے اور بھی نظر انداز کر دیا گیا کہ اس کی اصلیت ہی مشکوک و مشتبہ تھی —

تین سال ہوتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا

نسخہ ان کے داماد کی وساطت سے میری نظر سے گزرا۔ اور محض کتاب کی چند داستانیں پڑھ کر ہی مجھے یقین ہو گیا کہ یہ امیر خسرو کی گم شدہ مثنوی ہے۔ یورپ کے سفر میں بھی یہ نسخہ میرے ساتھ تھا۔ اور میں نے کوشش کی کہ وہاں کے کسی کتب خانے میں اس کا دوسرا نسخہ ناقص یا کامل مل سکے تو بہم پہنچایا جائے۔ لیکن اس تلاش میں کامیابی نہ ہوئی اور آخر میں یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ مجلس مخطوطات فارسیہ کی طرف سے مولوی رشید احمد صاحب کا نسخہ خرید لیا جائے اور مولانا شروانی کے اصل نسخے سے اس کا مقابلہ کر کے یہ کتاب بجنسہ چھاپ دی جائے —

مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا نا تمام مقدمہ بھی کتاب کے ساتھ چھاپا جا رہا ہے۔ اور مثنوی کے تاریخی واقعات کا ایک خلاصہ میں نے لکھ کر مقدمے کے بعد شامل کتاب کردیا ہے۔

کتاب کی تاریخی اہمیت

تغلق نامہ کی تاریخی اہمیت، اصل مثنوی بلکہ محض اس کے اردو خلاصے کے مطالعہ سے واضح ہو گی لیکن میں یہاں خاص طور پر اس کی ایک خصوصیت بیان کردینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس مثنوی میں سلطان قطب الدین کے قتل، خاندان علائی کی تباہی، خسرو خاں کی چند روزہ بادشاہی، تغلق کی سرتابی، بعض امرا سے خط کتابت، دہلی پر چڑھائی اور دو بڑی لڑائیوں کے بعد فتح یابی، خسرو خاں اور اس کے بھائی کی گرفتاری، اور قتل کے متعلق ایسے صحیح اور تفصیلی حالات ملتے ہیں جو کسی

دوسری تاریخ میں موجود نہیں ہیں۔ افریقی سیاح ابن بطوطہ کا بیان بے ربط اور بہت مجمل ہے اور ہمیں اس سے زیادہ توقع رکھنے کا حق بھی نہیں ہے —

برنی کی تاریخ اور غلطیاں

لیکن ضیاءالدین برنی جس کی تاریخ محفوظ ہے اور جو ان تمام واقعات کے وقت خود دہلی یا اس کی نواح میں موجود ہوگا، افسوس ہے کہ اس نے بھی ان واقعات کو اچھی طرح اور پوری صحت و وضاحت کے ساتھ قلم بند نہیں کیا۔ اور اس کی تاریخ میں ان واقعات کا کوئی صحیح مہینہ یا سنہ تک درج نہیں ہے۔ 'خسرو' کی بادشاہی کا زمانہ اس نے ایک جگہ "چار ماہ" اور دوسری جگہ "سہ چار ماہ" لکھ دیا ہے*

معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اسی بے احتیاطی سے بعد کے اکثر تاریخ نگاروں کو طرح طرح کے مغالطے ہوئے۔ اور قطب‌الدین کے قتل سے محمد تغلق کی تخت نشینی تک جملہ واقعات کی تاریخیں مختل ہو گئیں پس تغلق نامہ کے مل جانے سے ہماری تاریخ کا

اہم واقعات کی صحیح تاریخیں

یہی فائدہ کچھ کم نہیں کہ اس مثنوی کی بدولت سب تاریخوں کی تصحیح ہو جاتی ہے کیونکہ امیر خسرو نے نہایت صراحت سے لکھا ہے کہ قطب‌الدین کا قتل جمادی‌الثانی سنہ ۷۲۰ھ کی مین چاند رات کو واقع ہوا† :—

* برنی مطبوعہ ایشیا تک سوسائٹی صفحہ ۴۱۱، ۴۱۲

† سیرالاولیا (مطبوعہ چرنجی لال صفحہ ۱۵۱) اور حضرت

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

چو تاریخ عرب شد هفصد و بیست … ثهات قطب شد کم جانب زیست
جماد دومین را شد پدیدار … هلال تیره و تاریک دیدار
شد آں مہ بوهمہ گیہاں مبارک … مگر بر طالع سلطان مبارک

اور ٹھیک دو مہینے بعد غازی ملک تغلق غاصب خسرو خاں کو شکست دے کر پہلی شعبان سنہ ۷۲۰ھ کو تخت دہلی پر متمکن ہو گیا :—

"چو صبح غرۂ شعبان فرخ … نہود از تخت گاہ آسماں رخ"

یہ ہفتے کا دن تھا اور خسرو خاں سے آخری لڑائی اس سے ایک دن پہلے یعنی جمعہ کو ہوئی تھی :—

همہ شب بود خسرو لشکر آراے … سران و سر کشانش نیز برپاے
چو صبح جمعہ تیغ تیز برداشت … زمانہ غلغل خونریز برداشت

دن کا ذکر برنی اور بعد کے مورخوں نے بھی کیا ہے کہ لڑائی جمعہ کو ہوئی اور دوسرے دن تغلق تخت نشین ہوا مگر ان میں سے کوئی صحیح تاریخ نہیں لکھتا —

اس عہد کے رسل و رسایل

اس اہم تاریخی اطلاع کے بہم پہنچ جانے کے بعد ہمیں یہ اندازہ کرنے کا بھی موقع ملتا ہے کہ اس زمانے میں رسل و رسایل کا کس قدر عمدہ انتظام تھا کہ صرف دو مہینے کے اندر تغلق بعض اور ہم خیال امیروں کی فوج

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ)

سلطان‌المشایخ کے بعض دوسرے تذکروں میں بھی یہ بات صفا تحریر ہے کہ سلطان قطب‌الدین چاند رات کو مارا گیا لیکن ان تذکروں میں صحیح مہینہ درج نہیں ہے —

ساتھ لے کر دیپال پور سے لڑتا بھڑتا پائے تخت دہلی تک پہنچ گیا تھا۔ کہ شروع میں راقم الحروف کو اس دو مہینے کی مدت تسلیم کرنے میں اسی لیئے تامل تھا کہ اتنے قلیل زمانے میں غازی ملک تغلق کو دور دور کے صوبہ داروں سے خط کتابت کرنے کی مہلت کیونکر ملی۔ امیر خسرو نے ان صوبہ داروں کے نام اور مقام اور ان کی مکاتبت کا حال خاصی تفصیل سے تحریر فرمایا ہے (۱۰۷۴ تا ۱۳۱۵)۔ پائے تخت دہلی سے خود تغلق کا مستقر دیپال پورا دو سو میل سے زیادہ فاصلے پر تھا۔ اگر چہ اس صوبہ کی حدود سرستی ندی یعنی موجودہ شہر حصار کے قریب تک پھیلی ہوئی تھیں جس کا فاصلہ دہلی سے سو میل سے بھی کم ہے۔ جن صوبہ داروں کو تغلق نے خط لکھ کر خسرو خاں کی مخالفت پر ابھارا ان میں سب سے زیادہ دور سہوان (موجودہ ضلع لڑکانا) صوبۂ سندھ اور جالور (ریاست جودھپور) کے والی تھے۔ نقشے میں دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ دیپال پور سے سہوان کا فاصلہ تقریباً (۴۲۵) میل اور جالور کا (۴۰۰) میل کے قریب ہے۔ ڈاک چوکی کے عمدہ انتظام کی بدولت اتنے دور کے مقامات تک سرکاری ڈاک کا ہفتہ عشرہ میں پہنچ جانا خلاف قیاس نہیں اور ابن بطوطہ کے سفر نامے نیز برنی وغیرہ مورخوں کی تحریروں میں ایسی نظیریں بھی ملی ہیں کہ سرکاری ہرکاروں نے اس سے بھی زیادہ سرعت کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام تک اطلاعات پہنچا دیں۔ جیسا کہ مثنوی یا اس کے خلاصے سے معلوم ہوگا تغلق نے جن صوبہ داروں کو خط لکھے تھے ان میں سے صرف ایک شخص 'بہرام ایبہ' فوج کے

ساتھ تغلق سے آملا اور دہلی پر لشکر کشی میں نمایاں خدمات انجام دیں اسی بہرام کو بعد میں کشلی خاں کا خطاب اور پورے سندھ و ملتان کی صوبہ داری عطا ہوئی تھی —

کتاب کے ادبی محاسن یا صنایع بدایع پر میں نے کچھ نہیں لکھا۔ تغلق نامہ میں ایسے صنایع بہت کم ہیں اور مصنف علیہ الرحمۃ کے ان کمالات پر زیادہ واقف اہل ذوق کلیات خسرو کے بعض دیباچوں میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ البتہ مختصر طور پر یہ لکھنا باقی ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا نسخہ مجلس مخطوطات کے لیے خریدنے کے بعد اس کی اصل کتب خانہ حبیب گنج سے ملا ئی گئی اور مخدومی مولانا شروانی رئیس حبیب گنج کی عنایت سے تغلق نامہ کا یہ دنیا میں واحد نسخہ کئی ہفتے میرے پاس رہا۔ اس عنایت پر میں مجلس کی طرف سے جناب ممدوح کا شکریہ ادا کرتا ہوں —

نسخۂ حبیب گنج — حبیب گنج کے اس نسخہ میں بھی کاتب کا نام یا کتابت کا سن درج نہیں ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا آخری اوراق مفقود ہیں' آخری صفحہ پر ترک موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آگے ضرور کم سے کم ایک یا زیادہ اوراق موجود تھے۔ اسی خاتمۂ کتاب سے چند ورق پہلے حاشیہ پر ایک عنوان کا شعر تحریر ہے۔ یہ اسی بحر و قافیہ میں ہے جس میں تغلق نامہ کی داستانوں کے دوسرے عنوانات لکھے گئے ہیں —

حدیث چترو کشوردادن شہزادگان وانکہ بشغل آراستن کار ملوک وبندہ وچاکر

اس عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم ایک داستان امیر خسرو کی لکھی ہوئی اور موجود تھی جس میں تغلق کی تخت نشینی کے بعد، ملوک و امرا کے جدید مراتب و مناصب کا حال تحریر تھا —

نسخے کے اوراق بھی بعض جگہ غیر مرتب ہوگئے ہیں مگر ان کا سلسلہ تھوڑے سے تجسس کے بعد مل جاتا ہے۔ کتابت کی بے شمار غلطیاں پائی جاتی ہیں، جن میں بہت سی مولوی رشید احمد صاحب مرحوم نے اپنی نقل میں درست کردی تھیں اور ہم نے اس اصلاح سے کافی استفادہ کیا۔ کتاب کو بار بار محنت اور غور کے ساتھ پڑھنے سے بہت سی دوسری غلطیاں بھی صاف ہوگئیں۔ مگر سوائے بالکل صریحی اور یقینی اغلاط کے ہم نے متن میں ہر جگہ نسخۂ حبیب گنج کی کتابت کی بجنسہ نقل کردی ہے اور مولوی رشید احمد صاحب یا اپنی قیاسی تصحیح کو حاشیہ میں لکھا ہے۔ کتاب کی آخری خواندگی اور تصحیح میں مولانا احتشام الدین صاحب حقی دہلوی سے نہایت مفید مشورے ملے جس کے لئے میں ان کا منت گزار ہوں ہر بار کی خواندگی اور تصحیح میں شہدا محمد صاحب حیدرآبادی جو مجلس مخطوطات کے دفتر میں کام کرتے ہیں؛ برابر معین رہے اور بعض عمدہ مشوروں سے مجھے ممنون کیا —

نسخۂ حبیب گنج کے ایک صفحہ کا عکس لے کر شامل کتاب کر دیا گیا ہے جس سے اس کی تقطیع اور خط کا اندازہ ہوگا۔ یہاں اتنا اور لکھ دینا چاہئے کہ اس نسخہ کے سر ورق پر یہ

الفاظ تحریر ہیں:

" جہانگیر نامہ عطائے حیاتی کاشی۔
الله اکبر۔
دہلی۔ خانقاہ قطب صاحب۔
مرزا سکندر بخت "

پہلے جملے سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید یہ نسخہ خود حیاتی کاشی نے لکھوا کر اپنے کسی دوست کو "عطا" کیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ اس کے بعد کی سر گزشت نا معلوم ہے اور خود مرزا سکندر بخت کے متعلق بجز اس صریحی قیاس کے کہ تیموری خاندان کے شہزادے ہوں گے * اور کچھ حالات معلوم نہیں ہوئے۔ نسخہ مجلد ہے۔ اگرچہ جلد کچھ بہت پرانی نہیں ہے۔ البتہ کاغذ یقیناً کم و بیش دو سو سال کا پرانا معلوم ہوتا ہے۔ جگہ جگہ سے کرم خوردہ اور کہیں کہیں پانی کی سیل کا نشان بھی موجود ہے۔ کل صفحات (۱۹۷) ہیں۔ نثر کا پہلا عنوان اور بعد کے

---

* مکرمی مولوی غلام یزدانی صاحب جنھوں نے از راہ کرم اس مقدمے کو ناقدانہ ملاحظہ کیا اور اپنی رائے سے مجھے مستفید فرمایا، لکھتے ہیں کہ:

'' ایک میرزا سکندر بخت دہلی میں غدر کے بعد بھی موجود تھے اور تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان کا انتقال ہوا ہے ''—

خود جناب شروانی صاحب کو یہ کتاب لکھنو کے کسی کتب فروش سے ملی تھی —

غائب هوگئے هیں - اور جا بجا سے عنوان بھی چھوٹ گئے هیں - ایسی عمدہ کتاب کو حوادث روزگار نے ابتر و پریشان کردیا ھے - میرے خیال میں اسی وقت یہ بات آئی کہ کسی ایسے شاعر سے جو اس کا اهل هو فرمایش کی جائے کہ اس نظم میں سے جو چیزیں ضایع هوگئی هیں وہ ان کو پورا کردے' —

یہ فرمانے کے بعد (حیاتی بیان کرتا ھے کہ) اس وقت جب کہ زمانہ فتنے سے خالی تھا' میرے نصیبے کا قفل کھلا - اور بادشاہ کی نظر مجھ پر پڑی اور اشارہ هوا کہ اے شخص اس پرانے مجموعے کو تو نیا کر تاکہ خسرو کی روح هم سے خوش هو - تو اس کام کی بخوبی اهلیت رکھتا ھے - جب تک یہ اتمام کو نہ پہنچے هاتھہ سے قلم نہ رکھیو (نمبر ۸۰ تا ۱۰۰) -

حیاتی کہتا ھے کہ میں نے حکم بادشاهی کو بسر و چشم قبول کیا اور اس نظم کے لکھنے میں دل و جان سے مصروف هوگیا —

پھر چند اشعار میں بادشاہ کے اس خیال کی تعریف لکھہ کر اسے دعائیں دی هیں (تا نمبر ۱۲۵) اور یہ دو شعر نقل کیے هیں :—

۱ – چو بیند آسماں از دیدۂ مهر شود خارا زر از زیبائی چهر
۲ – نگر هدهد کہ مرغے کم هنر شد سلیمان چوں گزیدش تاجور شد

پھر نیکوں کی تعریف اور ان کی صحبت کے فوائد اور تمثیل میں ایک حکایت لکھی ھے (نمبر ۱۲۷ تا نمبر ۱۵۱) اور اس کے بعد صراحت کی ھے کہ میں نے یہ اشعار نصیحت آمیز اس وجہ سے لکھے کہ تغلق نامۂ خسرو میں ایک داستان پند و موعظت

کی تھی جو ضایع هوگئی اور اب اس کے صرف یہی دو شعر (جو اوپر نقل کیے گئے) باقی رہ گئے هیں - چونکہ بادشاہ کا حکم تھا کہ یہ کمی پوری کی جاے لہذا میں نے چند ٹکڑے اسی مثنوی کی طرز پر نظم کیے - اور ان دو شعروں پر اتنے نفیس اشعار کا اضافہ کردیا (تا نمبر ۱۶۷) —

مذکورۂ بالا بیان کے بعد متن میں تو صریحاً اصل مثنوی یعنی تغلق نامۂ امیر خسرو کی نظم شروع هوجاتی ھے لیکن حاشیہ پر بارہ شعر' بظاهر بعد میں' بڑھا دئے گئے هیں - ان میں حیاتی لکھتا ھے کہ اگر اب بھی میرے (یعنی حیاتی کے) عمدہ کلام کی تشنگی باقی ھے تو ناظرین کتاب کے خاتمے کو دیکھیں جہاں میں نے بڑے تکلف سے بزم مسرت کا نقشہ کھینچا ھے* (نمبر ۱۶۸ تا نمبر ۱۸۰) —

پھر امیر خسرو کے وهی دونوں شعر' (جن پر یہ تمہید کے ایک سو چھتر شعر لکھے تھے) نقل کردیے هیں جو اس بات کا مکرر اشارہ ھے کہ یہاں سے اصل مثنوی تغلق نامۂ خسرو شروع هوتی ھے —

اصل مثنوی تغلق نامہ

(۱)

هر چند تغلق نامہ کے ابتدائی اوراق ضایع هو گئے اور بظاهر حمد و نعت کی داستان یا پہلے باب میں صرف وہ دو شعر باقی

* لیکن جیسا کہ مقدمۂ کتاب میں هم بیان کرچکے هیں همارا نسخہ ناقص الآخر ھے اور اصل مثنوی کے آخری اوراق کے ساتھہ بظاهر حیاتی کے یہ محولۂ بالا اشعار بھی نابود هو گئے هیں -

رہ گئے جن کا حیاتی نے اوپر ذکر کیا تاہم مثنوی کا اصل مضمون یہیں سے شروع ہوتا ہے اور مصنف رحمۃاللہ علیہ ایک تمثیلی حکایت سے کتاب کا آغاز کرتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے جوہریوں کی پرکھ آزمانے کے لیے انگوٹھی پر سبز بلور کا ٹکڑا جڑوا لیا اور فن کے ایک ماہر کو دے کر کہا کہ اس زمرد کی قیمت کیا ہوگی۔ وہ شخص جس طرح اپنے فن میں کامل تھا اسی طرح نہایت عاقل و ادب شناس بھی تھا۔ کہنے لگا کہ ایسا جواہر دنیا بھر میں نہیں مل سکتا۔ اس پر بادشاہ نے بگڑ کر ارادہ کیا کہ اس جوہری کو اندھا کرادے لیکن اس نے رو کر جان کی امان مانگی اور عرض کیا کہ اے بادشاہ میں نے پہلی ہی نظر میں اس نگینے کی حقیقت پہچان لی تھی لیکن جب یہ بادشاہ کے ہاتھ میں آیا تو از خود بیش قیمت جواہر بن گیا۔ میں نے اسے زمرد اس لیے نہیں کہا کہ سوائے رنگ کے اس میں کچھ نہ تھا اور ادب شاہی کی وجہ سے اس کا اعزاز یہ کیا کہ اسے ایک نادر روزگار چیز بتایا —

یہ حکایت لکھ کر، امیر خسرو اپنے ممدوح بادشاہ (غیاث الدین تغلق اول) سے خطاب کرتے ہیں کہ ہر چند میری کتاب کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی لیکن جب تجھ جیسا بادشاہ اس پر کرم کی نظر کرے گا تو اس کی قیمت خود بخود بڑھ جائے گی۔ پھر اپنی اور اپنے کام کی بے حقیقتی لکھ کر فرماتے ہیں "میں نے اپنی لیاقت کے مطابق کوشش کی ہے۔ اے بادشاہ تو اپنی شان کے مطابق کام کو اور اسے قبولیت دے"۔ آخر میں چند شعر اپنی گناہ گاری اور اس کے مقابلے میں رحمت الٰہی کی بے کراں

وسعت پر تحریر کیے ہیں اور حسب معمول بادشاہ کو دعا دے کر دوسری داستان شروع کی ہے۔ (تا بیت ۲۷۰)

(۲)

نہ سپہر وغیرہ بعض دوسری مثنویوں کی طرح مصنف رح نے اس مثنوی کی داستان کے عنوان بھی منظوم تحریر کیے ہیں۔ لیکن اصل مثنوی کی بحر ہزج مسدس مکسور ہے اور جملہ عنوانوں کی بحر ہزج سالم ہے چنانچہ اصل مثنوی کا پہلا عنوان یہ ہے:-

خطاب از حضرت شاہ و از و خواہش بہ بستاخی

کہ از چشم رضا و مرحمت بیند دریں دفتر

پھر بادشاہ وقت غیاث الدین تغلق کی مدح کرتے ہیں کہ وہ رزم و بزم دونوں میں یگانۂ روزگار ہے۔ اس کی بزم "فردوس زمانہ" ہے اور اس میں بہت سے "فردوسی" یعنی شعرائے قادرالکلام موجود ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنی جادو بیانی دکھائی اور شاہ نامے لکھے۔ مجھکو بھی بادشاہی اشارہ ہوا کہ اس کے نام پر تازہ نقش تیار کروں۔ ہر چند میری مٹھی میں کوئی موتی اس قابل نہ تھا کہ اسے مسند شاہی پر نچھاور کرتا لیکن جب اس شاہ غازی کے حالات لکھنے کی ہمت کی تو اس کی برکت سے معانی کے موتی غیب سے برسنے لگے۔ اسی امداد غیبی سے میں نے یہ موتیوں کی لڑی تیار کی کہ شاید حضور بادشاہ کے پسند آئے کیونکہ ادنیٰ کلام بھی بادشاہ کی پسند سے اعلیٰ ہوجاتا ہے۔ اور جس خطا کو بادشاہ جائز رکھتے ہیں، وہ تحریر کی زینت و صنعت بن جاتی ہے (۲۲۵ تا ۲۳۸)۔ اس کے بعد دوبارہ تقریباً

(۳۰) شعر بادشاہ کے اوصاف جہاں داری، سپہ گری، حسن انتظام اور عدل و تدبیر کی مدح میں لکھے ہیں اور دعا دے کر، "در شروع نظم می گوید" کے نثریہ عنوان سے اصل قصے کا آغاز کیا ہے۔ یعنی سلطان قطب الدین خلجی، کی آئندہ تباہی کی تمہید میں لکھتے ہیں کہ شراب، عشق، جوانی، حکومت اور اقبالمندی وغیرہ ایسی ہوائیں ہیں کہ جس کے سر میں بھر جاتی ہیں، اسے مستقبل کا کچھ ہوش باقی نہیں رہتا لیکن بادشاہ کو عشق و مستی کی وجہ سے مدہوش ہو جانا کسی طرح مناسب نہیں کیوں کہ اس کے ذمے صرف اپنی ہی سود و بہبود اور ذاتی حفاظت نہیں ہے بلکہ تمام رعایا کی حفاظت اور پاسبانی کا وہی ذمہ دار ہوتا ہے بادشاہوں کو آدمی کے انتخاب میں بھی بہت احتیاط کرنی چاہیے۔ خصوصاً اس لیے کہ ان کے سامنے جو لوگ آتے ہیں ان میں بہت سے دوست کے لباس میں چھپے ہوئے دشمن ہوتے ہیں۔ انہی نصائح میں یہ بلیغ شعر لکھا ہے:—

"چو در ہر کس سپاس و ناسپاسی است فراست دختر مردم شناسی است"

پھر لکھتے ہیں کہ آخرکار یہ بات سب پر روشن ہوگئی کہ سلطنت پر عنقریب بلا آنے والی ہے اور سلطان قطب الدین مبارک (خلجی) کی زندگی کی خیر نہیں ہے۔ حسن خسرو خاں جس کو بادشاہ نے خاک سے پاک کیا اور بہت ادنیٰ درجے سے رتبۂ اعلیٰ تک پہنچایا، اور جس کی نسبت کسی برائی کا گمان اس کے دل میں نہ گزرتا تھا، وہ سپیرے کے پالے ہوئے سانپ کی طرح بادشاہ کی جان لینے کے درپے ہو گیا۔ بعض لوگوں نے

اشارے کنایے میں بادشاہ سے یہ بات عرض بھی کی لیکن قضائے آسمانی نے اس کے گوش تمیز کو بند کردیا۔ اور اس نے دوست دشمن میں امتیاز نہ کیا۔ یہاں ایک شعر (نمبر ۳۰۹) میں بادشاہ کی ہوسناکی کے قام سے اسی جذبۂ شہوت رانی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کی صراحت مولف فیروز شاہی نے اس واقعے کے بیان میں جابجا کی ہے—

حسن خسرو خاں کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ نسل و نژاد کے اعتبار سے ہندو تھا۔ بادشاہ نے اسے وزارت و نیابت کے عہدوں سے سرفراز کیا اور اس کے ساتھ یک جان و دو تن ہوگیا لیکن حسن کا دل صاف نہ تھا۔ وہ ظاہری اطاعت کی تہ میں دشمنی کی تلوار تیز کر رہا تھا۔ خبرداروں نے کئی بار مخبری کی۔ لیکن بادشاہ کا ستارہ گردش میں تھا۔ اور عشق و محبت پر کسی کی بادشاہی کا زور نہیں چلتا۔ وہ اسی طرح غفلت میں رہا۔ اور حسن نے غداری کے ارادے سے براد و قوم کے بہت سے ہندوؤں کو اپنے پاس نوکر رکھ لیا۔ امیر خسرو فرماتے ہیں کہ یہ قوم ہندوؤں میں سپاہی پیشہ اور لڑنے والی ہوتی ہے۔ بدایونی نے بھی حسن خسرو خان کے براد و ساتھیوں کا ذکر کیا ہے۔ لیکن برنی اور اکثر بعد کے مورخ انہیں "پروار" بتاتے ہیں جو براد و یا براوو سے الگ، گجرات کی ایک نیچ ذات کا نام ہے—

الغرض، امیر خسرو تحریر فرماتے ہیں کہ جس شام کو جمادی الثانی سنہ ۷۲۰ھ کا نیا چاند نکلا، اسی رات خسرو خاں نے اپنے ساتھیوں کو محل کے اندر بلا لیا۔ غافل بادشاہ سے محل کے

دروازوں کی کنجیاں وہ پہلے ہی حاصل کرچکا تھا - لیکن اندر کے حصے میں جب وہ بالا خانے کی طرف چلے جہاں بادشاہ اور خسرو خاں تھے تو راستے میں قاضی سے دو چار ہوے اور اسے انہوں نے مار ڈالا - برنی نے اس کا پورا نام قاضی ضیاء الدین لکھا ہے اور صراحت کی ہے کہ وہ بادشاہ کا اُستاد تھا اور اس نے خسرو خاں کی سازش سے ایک مرتبہ بادشاہ کو خبردار بھی کیا تھا ، لیکن بادشاہ نے اس کی بات نہیں سنی بلکہ خسرو خاں سے کہہ دیا کہ قاضی ضیاء الدین تیری نسبت ایسا کچھ کہتا ہے- برنی کا بیان ہے کہ اسی دشمنی کی بنا پر خسرو کے آدمیوں نے ضیاء الدین کو قتل کیا —

بہر حال قاضی کے مرنے پر محل میں ہنگامہ برپا ہوگیا - تغلق نامے کے بیان کے مطابق کچھ اور بادشاہی آدمی بھی اسی ہنگامے میں مارے گئے اور بادشاہ کو بھی آخرکار خبر ہوگئی کہ اس کے ساتھ دغا کی جارہی ہے - تب خسرو خاں کو جو بالا خانے پر اس کے پاس تھا پٹخ کر وہ اُس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا ؛ لیکن کوئی ہتیار ہاتھ نہ آیا جس سے خسرو خاں کو مار سکتا اور چونکہ نیچے کے شور اور آوازوں سے معلوم ہوتا تھا کہ حملہ آور بالاخانے پرچڑھ رہے ہیں لہذا خسروخاں کو چھوڑ کر وہ زینے کی طرف چلا - جیسا کہ برنی نے لکھا ہے یہ محل سرا کا راستہ تھا مگر اس سے قبل کہ بچ کر نکل سکے ، خسرو خاں نے دوڑ کر اس کے پٹے پکڑ لئے اور اتنی دیر میں کہ بادشاہ اپنے بال اس کے ہاتھ سے چھڑاے ' اس کے ہندو ساتھی آ پہنچے - اور ان میں سے ایک شخص جاہریا نام (جہریا) نے ایک

ہی کاری وار میں بادشاہ کا کام تمام کردیا اور سر کاٹ کر نیچے صحن میں پھینک دیا - (تاریخ نمبر ۳۷۴) - برنی نے صراحت کی ہے کہ یہ قصر ہزار ستون کا واقعہ ہے —

پھر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ حسن خسرو خاں کے ساتھیوں میں یہ گفتگو ہوئی کہ اب تخت پر کس کو بٹھایا جاے - اس کے ہوا خواہوں نے اس موقع پر کسی شہزادے کو تخت پر بٹھانے کی سخت مخالفت کی - اور کہا کہ جب تونے اپنے ولی نعمت کو قتل کر دیا تو اب خود بادشاہی اختیار کر ورنہ تجھے کوئی بادشاہ زندہ نہ چھوڑےگا - اس راے میں خسرو خاں کے بعض مسلمان رفیق بھی شریک تھے - یہی مشورہ آخر میں اختیار کرلیا گیا - اور دوسری صبح خسرو خاں نے مسند شاہی پر جلوس کیا -

مصنف تغلق نامہ کے اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خسروخاں کا منشاء صرف سلطان قطب الدین کو ہلاک کردینے کا تھا - تخت پر قبضہ کرنے کی راے بعد میں قرار پائی - لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ برنی کے قول کے مطابق وہ سازش کی تیاریاں مدت سے کر رہا تھا - برنی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اسی رات تمام بڑے بڑے امرا کو خسرو خاں نے قصر ہزار ستون میں بلا کر نظر بند کردیا اور رات بھر محل میں ایسی روشنی رکھی کہ دن معلوم ہوتا تھا - مگر امیر خسرو نے اس نظر بندی اور روشنی کا کوئی ذکر نہیں کیا —

(۳)

" سخن در سن عمرو خواندن شہزادگاں وانکہ
حدیث دو خلف کاں از خلاف آمد نہ خلجو"

زمانے کے عبرت ناک انقلابات اور دنیا کے عیش و جاہ کی بے ثباتی پر چند نصیحت آمیز شعر لکھ کر مصنف رح تحریر فرماتے ہیں (از نمبر ۴۱۷) کہ پہلے کے جو عبرت ناک افسانے سنے تھے، ان سے بڑھ کر خود اپنے زمانے میں یہ حادثہ اپنی آنکھوں دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ علاءالدین جیسے صاحب سطوت بادشاہ کی اولاد ایسی بے دردی سے بے گناہ قتل کردی گئی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ سلطان قطب‌الدین کے مارے جانے کے بعد اس کے پانچ بھائی باقی تھے - ایک فرید خاں (۱۵) سال کا جو قرآن ختم کرچکا تھا اور سپاہیانہ فنون سیکھ رہا تھا - دوسرے ابوبکر خاں جس کی عمر (۱۴) سال کی تھی، قرآن پڑھ رہا تھا اور نظم و نثر اور خوش نویسی سے خاص مناسبت اور دلچسپی رکھتا تھا - ان سے چھوٹے علی خاں اور بہا خاں دونوں آٹھ آٹھ سال کے تھے اور پانچواں بھائی عثمان صرف پانچ سال کا تھا - اس جگہ یہ تصریح مناسب ہوگی کہ مورخ برنی نے صرف دو شہزادوں کے نام لکھے ہیں اور تغلق نامے میں ان کے نام عمر اور تعلیم کی جو تفصیل درج ہے وہ اور کسی تاریخ میں نہیں ہے - اسی سے بخوبی ثابت ہے کہ یہ مثنوی امیر خسرو کی تصنیف ہے جو اس وقت پایۂ تخت دہلی میں موجود تھے —

القصہ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ ایسے کم سن، ہونہار ناز پروردہ شہزادوں کی نسبت خسرو خاں نمک حرام نے قتل و نابینا کرنے کا حکم دیا - حکم کے ساتھ ہی اس کے وحشی سپاہی محلات شاہی میں، جہاں ہوا اور فرشتے کا گزر نہ تھا، بے محابا گھس

پڑے - محل سرا میں ایک قیامت برپا ہوگئی - پردہ نشین بیبیاں بد حواس ہوکر ہر طرف بھاگتی اور چھپتی پھرتی تھیں اور ان کے پیچھے یہ غولان بیابانی دوڑ رہے تھے اور شہزادوں کو نام لے لے کے پکارتے تھے کہ اگر وہ باہر نکل آئیں تو ان کے ساتھ کوئی برائی نہ کی جائے گی - جب ان شہزادوں کو یقین ہوگیا کہ ان قضا کے فرشتوں سے جان بچانا غیر ممکن ہے تو انہوں نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کردیا - اور جس طرح قصائی بھیڑوں کو مسلخ کی طرف ہانک کے لے چلتا ہے، ان معصوم مظلوموں کو خسرو خاں کے سپاہی لے چلے - ان کے پیچھے پیچھے ان کی مائیں اور محل سرا کی بیبیاں اور نوکریں فریاد و فغاں کرتی چلیں - وہ ان بچوں کو اپنے سے جدا کرنا نہ چاہتی تھیں کہ ظالموں نے پہلے ان میں سے دو بڑے بھائیوں کو زبردستی جدا کیا - اس وقت فرید خاں نے سخت فریاد و فغاں کی مگر شہزادہ ابوبکر نے اسے روکا کہ یہ نالہ و فریاد مردانگی کے خلاف ہے - اگر تقدیر میں مارا جانا لکھا ہے تو ہمیں مردوں کی طرح صبر و شکر سے جان دینی چاہیے - پھر ان شہزادوں نے وضو کے لیے پانی مانگا - اور پانی نہ مل سکا تو تیمم کر کے دوگانہ ادا کیا اور ان بے رحم جلادوں کے آگے گردن جھکا دی - یہ قتل و خون ناحق بظاہر محل سرا کے بالا خانے پر ہوا تھا اور یہیں سے ان کا خون پرنالے کے راستے بہہ کر نیچے گیا (بیت نمبر ۵۲۴) - شاہی محل سرا میں سخت کہرام برپا ہوگیا، خصوصاً ان معصوم مقتولوں کی ماؤں نے رو رو کے برا حال کیا اور ایسے دلگداز بین کیے کہ محلات شاہی میں کبھی نہ سنے گئے ہوں گے —

ان دو بڑے شہزادوں کو قتل کرانے کے بعد خسرو خاں نے باقی تینوں بچوں کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا کر اندھا کرا دیا - یہ کیفیت امیر خسرو نے ایک جداگانہ عنوان کے تحت میں ایسی درد ناک تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے جسے پڑھ کر بے اختیار دل بھر آتا ہے اور جیسا کہ وہ خود تصریح کرتے ہیں (نمبر ۶۱۹) یہ تمام حالات انھوں نے ایک چشم دید راوی سے سن کر لکھے ہیں ' اور حقیقت میں یہ دونوں داستانیں تاریخی اہمیت کے علاوہ ' امیر خسرو کی قوت مشاہدہ اور قوت بیان کا حیرت انگیز اور یادگار نمونہ ہیں - مجھے امید نہیں کہ کوئی تاریخی نظم صحت واقعات اور بیان کی درد انگیزی میں ان داستانوں سے بڑھ کر کبھی لکھی گئی ہو حتیٰ کہ میرے ایک ذی علم دوست یہ قیاس ظاہر کرتے تھے کہ امیر خسرو نے جس تفصیل کے ساتھ محل سرائے شاہی کے ان واقعات کو تحریر کیا ہے انھیں پڑھنے کی با حمیت مسلمان غالباً تاب نہ لاسکتے تھے - اور شاید اسی لیے امیر خسرو کی تاریخی مثنویوں میں صرف تغلق نامہ ایسی کتاب ہے جو زیادہ مقبول و مروج نہ ہوسکا -

(۴)

اس کے بعد ایک مستقل عنوان کے تحت میں امیر خسرو نے بیان کیا ہے کہ حسن خسرو خاں کی ایسی غداری اور تخت سلطنت پر غاصبانہ قبضہ کرلینے کے باوجود امرائے سلطنت میں سے کسی نے دم نہ مارا - اور اپنے بادشاہ کے قتل کیے جانے پر کسی کی ہمت یا حمیت نہ ہوئی کہ کافر نعمت حسن سے ان سفاکیوں کا بدلہ

لیتا - بخلاف اس کے سب کے سب طوعاً یا کرہاً اس کی اطاعت پر آمادہ ہوگئے بجز غازی ملک تغلق کے جو اپنے اولیائے نعمت کی یہ خانہ بربادی سن کر سخت پیچ و تاب کھاتا تھا اور انتقام لینے کے لیے بے چین تھا لیکن چونکہ اس کا بیٹا ملک فخرالدین جونا خاں جو آگے چل کر محمد تغلق کے نام سے وارث تخت ہوا اور جسے امیر خسرو ملک فخرالدول اور فخرالحق کے نام سے یاد کرتے ہیں' پائے تخت دہلی میں موجود تھا اور اس اندیشے سے کہ حسن اسے کوئی گزند نہ پہنچائے غازی ملک تغلق اپنے ارادۂ انتقام کا اظہار نہ کر سکا (نمبر ۶۸۰ تا نمبر ۷۱۰) —

خود ملک فخرالدین کو ان افسوسناک واقعات کا دلی صدمہ تھا اور بالآخر جب اس سے صبر نہ ہوسکا تو اس نے ایک محرم راز علی یغدی کو اپنے باپ کے پاس بھیجا اور جملہ حالات سے اطلاع دی - " علی اغدی " کے نام سے ایک امیر کا ذکر ضیاء الدین برنی نے کیا ہے جو تغلق اول کے امیران دولت میں شامل تھا اور اعجاز خسروی کے بعض خطوط میں بھی یہ نام بسبیل تمثیل آتا ہے - القصہ جب علی ' غازی ملک تغلق کے پاس پہنچا تو اس نے جواب میں بیٹے کو کہلا بھیجا کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو پائے تخت دہلی سے نکل کر آجائے - چنانچہ فخرالدین جونا نے ملک بہرام کے بیٹے کو ہم راز بنایا اور چند چیدہ سواروں کے ساتھ باپ کے صوبے کی طرف روانہ ہوگیا اور دہلی کے لشکر کثیر میں سے کسی کی ہمت ' نہ ہوئی کہ اس کو جا پکڑتا - برنی نے لکھا ہے (اور غالباً یہ اس کی بھول ہے) کہ خسرو خاں نے اس کے تعاقب میں لوگ بھیجے

تھے مگر وہ اس کو نہ پا سکے اور ناکام واپس آ گئے۔ ابن بطوطہ کی روایت یہ ہے کہ خسرو خاں نے فخرالدین کو حکم دیا کہ گھوڑے شہر کے باہر پھرا لائے۔ وہ بھاگنے کی فکر میں تھا۔ اسی حیلے شہر کے باہر نکلا اور دیپالپور کی طرف فرار ہوگیا ـــ

بہر حال فخرالدین اور اس کے ساتھی بخیر و عافیت غازی ملک کے پاس پہنچ گئے اور بیٹے نے باپ کو آمادہ کیا کہ وہ غاصب خسرو خاں پر فوج کشی کرے۔ اور اس نے بیٹے کو اطمینان دلایا کہ میں صرف تیرے آنے کا منتظر تھا اور اب اپنے اولیاے نعمت کے انتقام لینے میں کوشش کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کروں گا ـــ

اس داستان میں کتابت کی اغلاط اور کاغذ کے کرم خوردہ ہونے سے اصل نسخے کے بعض اشعار صاف اور صحیح نہ پڑھے جاسکے۔ تاہم "صفت خنجر ملک غازی" کے ذیلی عنوان کے تحت میں شاعر نے اس امیر کے سپاہیانہ جذبات کا نقشہ کھینچا ہے (نمبر ۷۷۲ تا نمبر ۷۸۶) اور بیٹے کی ملاقات اور گفتگو (نمبر ۸۱۳ تا نمبر ۸۴۳) اس خوبی سے لکھی ہے کہ بے اختیار آفرین کہنے کو جی چاہتا ہے ـــ

(۵)

مصنف(رح) لکھتے ہیں کہ ملک فخرالدین کے دہلی سے نکل جانے سے یہ معلوم ہوا گویا مکان کے چار ارکان میں سے ایک رکن، یا تخت کے پایے میں سے ایک پایہ کم ہوگیا۔ اس نے گھوڑا باہر کیا ہانکا کہ حسن کا گھوڑا یک بیک بیٹھ گیا۔ اور کہاں کے سرے ڈھیلے ہوگئے ـــ

رفیقوں سے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے۔ اور دوسرے امیروں

کو کس طرح قابو میں رکھا جائے۔ ہوا خواہوں نے رائے دی کہ اول تو جتنے شاہزادے تخت کے وارث ابھی تک زندہ ہیں سب کو قتل کرا دیا جائے کہ سوائے تیرے کوئی سلطنت کا دعویدار نہ رہے۔ دوسرے جنگ جویوں کو قابو میں رکھنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ انھیں بے دریغ روپیہ دیا جائے۔ اگر تو بادشاہ رہا تو یہ روپیہ سب وصول ہو جائے گا ورنہ ظاہر ہے کہ تیرے کس کام آئے گا۔ حسن کو یہ مشورہ پسند آیا اور کمال بے رحمی سے جو شہزادے زندہ باقی تھے انہیں قتل کرا دیا۔ ملک غازی کو یہ اطلاع ملی تو اور زیادہ غضب ناک ہوا اور دل میں کہا کہ اگر خدا چاہے تو ان غداروں کا انتقام ان کتوں سے لیے بغیر نہ رہوں گا۔ (تا نمبر ۸۹۶) ـــ

اس کے بعد امیر خسرو نے انئے عنوان کے تحت میں دوبارہ حسن کے مجلس مشاورت کرنے کا حال لکھا ہے۔ در حقیقت حسن خسرو خاں فخرالدین جونا کے نکل جانے سے ہی ایسا لرز گیا تھا (چو شمشیر تنک از جنبش سخت) کہ اسے غازی ملک تغلق کی فوج کشی اور اپنا برا انجام آنکھوں کے سامنے نظر آتا تھا اور وہ اپنے اس خوف و ہراس کو چھپا نہ سکتا تھا۔ لیکن ان دو تین مسلمان امیروں میں جو سلطان قطب الدین کے قتل کی سازش میں حسن کے شریک ہوگئے، ایک شخص یوسف صوفی بہت تیز و تند تھا۔ برنی نے بھی اس کا ذکر بہت کچھ نفرین و ملامت کے ساتھ کیا ہے۔ مذکورۂ بالا مجلس مشاورت میں اس نے حسن کی حمایت اور وفاداری میں ایک پرجوش تقریر کی

اور کہا کہ ہمیں ہرگز غازی ملک سے خوف نہ کرنا چاہیے اور اگر وہ سرکشی کرے تو اپنے نئے بادشاہ کے سامنے سینہ سپر ہوکر باغی کی سرکوبی کرنی چاہیے - پھر اسی جوش و خروش میں ایک تیز پا قاصد غازی ملک تغلق کے پاس دیپالپور بھیجا اور یہ پیام دیا کہ اے سردار اگرچہ تو جنگ آزمودہ اور بہادر ہے لیکن حق کے سامنے سر جھکانا تیرا فرض ہے - ورنہ تیرا وہی انجام ہوگا جو بادشاہوں سے بغاوت کرنے والوں کا ہونا چاہیے - غازی ملک تغلق یہ پیام سن کر یوسف صوفی کی گستاخی پر بہت بگڑا اور اس کو سخت سست کہتے کہتے یہاں تک بے قابو ہوا کہ تلوار کھینچ کے قاصد ہی کا سر اڑا دیا (نمبر ۹۸۹) - دہلی میں جب یہ خبر پہنچی تو صوفی خاں اور حسن کے ساتھیوں کو اور زیادہ پریشانی ہوئی اور وہ سمجھ گئے کہ غازی ملک اس قسم کی دھمکیوں سے قابو میں آنے والا نہیں ہے - (تمثیل میں ایک اونٹ کی دلچسپ حکایت جسے بڈھے کاشتکار نے ڈھولک بجا کے ڈرانا چاہا تھا - تا نمبر ۱۰۱۹) —

(۶)

تقریباً (۳۰) اشعار قلم اور خط نویسی کی تعریف میں لکھنے کے بعد امیر خسرو بیان کرتے ہیں کہ فخرالدین جونا سے سلطان قطب الدین کے حالات قتل سن سن کر غازی ملک تغلق کو اور زیادہ غصہ آیا کہ ملک میں اتنے نمک خوار امیر و وزیر موجود ہیں مگر حیف ہے کہ کسی کو اپنے ولی نعمت کے

بچانے یا اس کا انتقام لینے کی توفیق یا ہمت نہ ہوئی - اس نے کہا کہ اب میں پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ اگر اور کوئی میرا ساتھ نہ دے گا تو بھی خدا کے بھروسے پر تنہا ان کافر غاصبوں سے بدلہ لیئے بغیر نہ رہوں گا - پھر دبیر خاص کو طلب کیا اور ذیل کے بڑے بڑے امیروں اور صوبے داروں کے نام خط لکھوائے - خط لکھوانے کا ذکر دوسری تاریخوں میں بھی آتا ہے - لیکن ناموں کی یہ تفصیل و تصریح کہیں موجود نہیں ہے - اور بجائے خود اس بات کی مزید شہادت ہے کہ مثنوی تغلق نامہ کسی باخبر ہم عصر مورخ ہی کی تحریر ہو سکتی ہے -

۱ - ایک خط مغلطی حاکم ملتان کے نام - برنی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور جیسا کہ آگے آئے گا یہ شخص غازی ملک تغلق کا ساتھ نہ دینے کی وجہ سے اپنے ہی ایک ماتحت سردار بہرام سراج کے ہاتھ سے مارا گیا - فرشتہ وغیرہ بعد کے بعض مورخوں نے اس بہرام سراج کو غلطی سے بہرام ایبہ لکھ دیا ہے -

۲ - دوسرا خط محمد شاہ حاکم سیوستان کے نام - سیوستان سے سندھ کا شمالی مغربی علاقہ سہوان مراد ہے جو اب ضلع لڑکانا میں معمولی قصبہ رہ گیا ہے اور اُس وقت ایک صوبے کا صدر مقام تھا —

۳ - تیسرا خط بہرام ایبہ (حاکم اُچّھ) کے نام جس کا خطاب کشلو خاں ہوا - ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ غازی ملک تغلق نے ملک جونا سے دہلی بھاگ کر آنے سے بھی پیشتر ملک بہرام

کو جو اس کا بڑا دوست تھا، خفیہ خط بھیجا اور مشورہ کیا تھا کہ قطب الدین خلجی کا انتقام کس طرح لیا جائے - بہرام ہی نے اس کو یہ صلاح دی کہ پہلے اپنے اور خود بہرام کے بیٹے کو دہلی سے کسی طرح نکال لیا جائے - چنانچہ ابن بطوطہ کے بیان کے موافق ملک جونا اور ملک بہرام کا بیٹا خود غازی ملک تغلق کی تحریک سے فرار ہوئے، اگرچہ تغلق نامہ میں جیسا کہ ہم ابھی پڑھ چکے ہیں، یہ بیان کیا گیا ہے کہ خود ملک فخرالدین جونا نے اپنے باپ کو دہلی کے انقلاب کی اطلاع دی - اس وقت تک غازی ملک کے بہرام کو خط وغیرہ لکھنے کا ذکر تغلق نامے میں نہیں آیا ہے - بہرحال یہ ملک بہرام ابیہ نہایت نامی گرامی امیر تھا اور اسی کی معاونت سے غازی ملک کو خسرو خاں سے لڑنے کی جرأت بڑھی - فتح کے بعد بھی غازی ملک تغلق نے بقول ابن بطوطہ ملک بہرام ابیہ سے درخواست کی تھی کہ وہ تخت بادشاہی کو قبول کرے اور بہرام نے اصرار کیا کہ غازی ملک تغلق بادشاہ ہو - یہاں اتنا اور بڑھا دینا چاہیے کہ ملک بہرام نے محمد تغلق کے عہد بادشاہی میں بغاوت کی اور شکست کھا کے مارا گیا -

۴ - چوتھا خط یک لکھی امیر سامانہ کے نام جس کے غازی ملک سے جھگڑا کرنے کا ذکر آگے آتا ہے -

۵ - پانچواں خط حاکم جالور (مغربی راجپوتانہ) امیر ہوشنگ کے نام - جیسا کہ امیر خسرو نے اشارہ کیا ہے:

" دگر برمقطع جالور ہوشنگ   کہ مانند پدر گر گیست در جنگ"

یہ امیر کمال الدین گرگ کا بیٹا تھا اور محمد تغلق کے عہد بادشاہی تک ہم اس کے کارنامے پڑھتے ہیں —

۶ - چھٹا خط عالم ملک الملقب بہ عین الملک ملتانی کے نام، جو اس زمانے کا مشہور امیر ہے اور خسرو خان نے بھی اس کو وزارت پر بحال رکھا تھا (تا نمبر ۱۰۸۰) -

اس کے بعد امیر خسرو نے (۳۰) اشعار میں ملک تغلق کے خط کا مضمون نقل کیا ہے جس میں وہ قطب الدین کے قتل اور خسرو خاں کے بادشاہ ہوجانے پر امیروں کو غیرت دلاتا اور خسرو سے لڑنے پر آمادہ کرتا ہے - مگر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی ملک تغلق کو سب سے زیادہ فکر یہ تھی کہ کسی طرح ملک بہرام ابیہ اس کا رفیق و شریک ہو جائے اور اسی لیے اس کے پاس خط کے ساتھ ایک خاص مصاحب علی حیدر کو روانہ کیا تھا کہ زبانی بھی ملک بہرام کو اپنے ولی نعمت کے انتقام پر آمادہ کرے - جب یہ نامہ اور پیام بہرام کے پاس پہنچا تو اس نے پورے جوش و خروش سے تغلق کی تائید کی اور کہا کہ میں خود قطب الدین اور شہزادوں کے قتل کی خبر سن کر بے تاب تھا اور اگر تم نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے تو میں دل و جان سے تمہارا ساتھ دینے کو تیار ہوں —

برخلاف بہرام کے جب غازی ملک تغلق کا پیام مغلطی امیر ملتان کے پاس پہنچا تو وہ بہت بگڑا اور کہا کہ اگر دہلی کی مرکزی حکومت سے سرتابی کرتا تو میں کرتا - تغلق جو محض ملتان کے ایک تابع دیپالپور کا حاکم ہے، اس کو یہ حق کیوں کر

حاصل ہوا کہ وہ تخت نشین دہلی سے اُلجھنے کا ارادہ کرتا ہے - جب مغلطی کے اُن خیالات کی غازی ملک کو اطلاع ہوئی تو اس نے ملتان کے دوسرے سرداروں کو خفیہ طور پر اشارہ کیا کہ وہ امیر ملتان پر حملہ کردیں - اس ہنگامے کا سرغنہ بہرام سراج تھا جس کو فرشتہ نے غلطی سے بہرام ایبہ لکھ دیا ہے - غرض مغلطی کے ماتحت سرداروں نے اس پر یورش کی، وہ جان بچا کر بھاگا لیکن ایک نہر میں گر پڑا جسے امیر خسرو تصریح کرتے ہیں کہ خود غازی ملک تغلق نے اپنی ملتان کی صوبہ داری کے زمانے میں، من جملہ اور بہت سے رفاہی کاموں کے، راوی سے جہلم تک تیار کرایا تھا * - مغلطی اسی نہر میں غوطہ کھا رہا تھا کہ بہرام سراج کا بیٹا آپہنچا اور اس کا سر اُڑا دیا —

محمد شاہ لُر حاکم سیوستان کے پاس غازی ملک تغلق کا قاصد پہنچا تو اس وقت وہاں کے مقامی سرداروں نے محمد شاہ کے خلاف بغاوت کر رکھی تھی اور یہ امیر قلعے میں محصور تھا - غازی ملک کے خط کی وجہ سے اس کے باغی سرداروں نے اس کے ساتھ صلح کرلی۔ اور خود اس نے جوش و خروش کے ساتھ تغلق کی رفاقت پر آمادگی ظاہر کی لیکن مدد کے لیے روانگی میں اتنی دیر لگائی کہ یہاں لڑائی وغیرہ ختم ہوچکی تھی - تاہم تغلق نے اس سے کچھ باز پرس

---

* انہیں عمارات میں سے تغلق نامہ میں ایک بڑی عید گاہ کا ذکر آتا ہے اور غالباً یہ وہی مسجد ہے جس کو ابن بطوطہ نے بھی دیکھا تھا - (دیکھو سفر نامہ ابن بطوطہ جلد دوم، باب چہارم)

نہیں کی اور اسے اپنے عہد میں بحال رکھا —

غازی ملک نے عین الملک ملتانی کو جو وزیر سلطنت ہونے کے علاوہ اجین اور دھار کا صوبہ دار بھی تھا، خاص طور پر خفیہ مراسلہ لکھا اور اپنے ساتھ شریک ہوجانے کی دعوت دی لیکن عین الملک نے از رہ مصلحت اندیشی یہ خط خسرو خاں کو دکھا دیا تاکہ اس پر اپنی خیر خواہی ثابت کرے - غازی ملک نے دوبارہ ایک خفیہ قاصد اس کے پاس بھیجا تو عین الملک نے اسے علحدہ لے جاکر یہ پیام دیا کہ ہر چند اس وقت مجبوری سے میں بظاہر خسرو خاں کے ساتھ ہوگیا ہوں لیکن مجھے اس سے دلی نفرت ہے اور اس جنگ کے ختم ہوتے ہی خود غازی ملک تغلق کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا پھر خواہ میری جاں بخشی کرے یا سزا دے —

سامانہ کے حاکم ملک یک لکھی نے (جسے امیر خسرو نے لکھا ہے کہ ایک کم اصل نو مسلم غلام تھا اور سلطان قطب الدین ہی کی عنایت سے اس درجے کو پہنچا تھا) غازی ملک کا خط پڑھ کر تائید و رفاقت کی بجائے عداوت پر کمر باندھی اور تغلق کا خط خسروخاں کے پاس بھیج کر خود غازی ملک پر فوج کشی کی۔ مگر اس کی بد زبانی اور سخت گیری سے لوگ پہلے ہی سخت ناراض تھے- لڑائی میں اس کو شکست ہوئی اور وہ واپس اپنے مستقر سامانہ میں آکر خسرو خاں کے پاس جانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ یک بیک اہل شہر نے اس پر حملہ کیا اور قتل کرڈالا - (تا نمبر ۱۳۱۶) —

اس دلچسپ تاریخی نامہ و پیام کی تفصیل کے بعد امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں کہ

باوجود ان تیاریوں کے غازی ملک تغلق کو سخت تشویش تھی کہ دیکھئے اس کوشش کا انجام کیا ہوتا ہے - اور وہ اپنے دوستوں اور رفیقوں سے بھی اس دلی تردد کو نہیں چھپاتا تھا - لیکن یہ لوگ اس کی شجاعت اور حق کوشی کو یاد دلا کر اس کی ہمت مضبوط کرتے تھے - اور اپنی جان نثاری کا اسے یقین دلاتے تھے - اس احوال کو امیر خسرو نے تیس چالیس ابیات میں نہایت خوبی کے ساتھ تحریر کیا ہے (تا نمبر ۱۳۶۹)- پھر بیان کیا ہے کہ اسی زمانے میں غازی ملک تغلق نے تین خواب دیکھے - ایک میں تو کسی بزرگ نے آیندہ بادشاہی کی بشارت دی - دوسرے خواب میں تین چاند نظر آئے - اور اس کی تعبیر یہ لی کہ تین چتر شاہی ہیں- تیسرے خواب میں ایک بہت اچھا باغ دیکھا اور اس سے بھی یہی تعبیر لی کہ یہ بادشاہی کا باغ ہے جو آیندہ اسے نصیب ہوگا - (تا نمبر ۱۴۳۴) —

مگر ان خوابوں سے بڑھ کے ایک فال نیک یہ پیدا ہوئی کہ اسی زمانے میں ایک قافلہ ملتان سے دہلی جاتا تھا جس میں بادشاہ دہلی کے لیے بہت سے گھوڑے اور سندھ کی مالگزاری کا روپیہ بھیجا گیا تھا - غازی ملک کو اس کی اطلاع ہوگئی اور اس نے ایک دستہ بھیج کر یہ سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور تمام روپیہ اپنے سپاہیوں میں تقسیم کرا دیا جس سے وہ مالا مال اور مسرور ہوگئے بلکہ ساری بستی میں وہ رونق پیدا ہوئی کہ بقول امیر خسرو کے دیپالپور، قدیم دارالملک سدیر یا خورنق کا نمونہ بن گیا - اس موقع پر شاعر نے سخاوت اور داد و دہش کی تعریف میں کئی شعر نہایت برمحل تحریر کئے ہیں - اور لکھا ہے کہ امیری اور آقائی کی اصلی دلیل اور

وجہ امتیاز ہی احسان و کرم کے اوصاف ہیں - ورنہ ایک آدمی کو دوسرے آدمی پر کوئی فضیلت نہیں - پھر ایک بلیغ تمثیل اور ملک تغلق کی دعائے دولت و اقبال کے بعد، ذیل کے عنوان سے لشکر دہلی کی جانب پیش قدمی کی کیفیت لکھی ہے -

"صفت ہائے دل غازی ملک وز ہر طرف مژدہ
چو از دہلی بسویش راند لشکر ہائے بحر و بر"

(۷)

داستان کے شروع میں ملک تغلق کی شجاعت، آزمودہ کاری اور اس کی فوج کے جنگی جوش کا ذکر ہے - مگر لکھتے ہیں کہ غازی ملک نے خود پیش قدمی کرنے کی بجائے شروع میں خسرو خاں کے اپنی طرف بڑھنے کا انتظار کیا - اور یہ غاصب اگرچہ غازی ملک تغلق کی تیاریاں سن سن کر نہایت متردد ہو گیا تھا تاہم خیر خواہوں کی نصیحت کے مطابق اس نے ایک بڑا بھاری لشکر آراستہ کیا اور اپنے بھائی کی سپہ سالاری میں جسے "خانخاناں" کا لقب دیا تھا غازی ملک کی طرف روانہ کیا - یہ فوج سرستی تک بڑھی جس کے آگے غازی ملک کا علاقہ شروع ہوتا تھا - اسی سرحد کے ایک قلعے کو تغلق نامے میں سر تیہ لکھا ہے - اور بدایونی کے بیان سے اس کا نام سرستی پایا جاتا ہے - یہاں غازی ملک کی فوج موجود تھی اور اس کے سردار محمود نے قلعہ بند ہو کر لشکر دہلی کا مقابلہ کیا لیکن قلعے کے باہر دیہات کو خسرو خاں کی فوج نے دل بھر کے لوٹا - امیر خسرو لکھتے ہیں کہ ایک ایسے راوی نے جو نہایت با خبر تھا بیان کیا

که جس وقت غازی ملک کو یه خبر پہنچی که دهلی کا لشکر کثہر سرستی تک بڑھ آیا ہے تو وہ کثرت فوج کی خبر سے پریشان ہونے کی بجائے اور خوش ہوا۔

"طرب کرد از نشاط روزئی بیش   چو گرگ غالب از بسیارئی میش"

اور اپنی فوج آراسته کی جو تعداد میں کم تھی لیکن کار دانی میں بہتر تھی اور اس میں 'غز' 'در' 'مغل' 'رومی' 'روسی' 'تاجیک' 'خراسانی' وغیرہ جنگ جو اقوام کے سپاهی شامل تھے۔ یه فنون سپه گری میں مشق و مہارت رکھتے تھے اور اس کے ساتھ غازی ملک کے جاں نثار تھے۔ ملک غازی نے روانگی سے پہلے ان لوگوں کو سامنے بلایا اور تقریر کی که یه میری زندگی میں ایک نازک وقت آ گیا ہے۔ اور آج ہی تم لوگوں کی شجاعت و وفاقت کا امتحان ہے۔ اگر تم میرا ساتھ نه دو گے تو بھی میں خدا اور اپنی قوت بازو کے بھروسے پر تنہا جنگ کروں گا۔ جو لوگ میرا ساتھ دینا چاہیں اور اپنا سر ہتیلی پر رکھ کر میرے ساتھ قسمت آزمانے پر آمادہ ہوں وہ قسم کھا کر عهد و پیمان کریں۔ بہادر سرداروں نے یه سن کر از سر نو جاں بازی کا اقرار کیا۔ اور اس محکم عهد و پیماں سے غازی ملک نے مطمئن ہو کر جنگ کی تیاری کی (تا نمبر ۱۶۳۹)۔

(۸)

"مصاف اول غازی ملک با لشکر دهلی
بیان حملۂ زیر و زبر کردن چناں لشکر"

لڑائی کا ذکر شروع کرنے سے پہلے شاعر ایک مناسب محل

تمہید لکھتا ہے که میدان کار زار کے خوف اور احوال سے وہی شخص آگاہ ہوسکتا ہے جو جنگ میں زندگی گزار چکا ہو۔ سپاهی کا فاخرہ لباس اور اسلحه پہن کر شہر میں اکڑتے پھرنا دوسری بات ہے۔ لیکن تلوار کی چمک کے آگے ہوش بجا رکھنا کچھ اور چیز ہے۔ مزید براں دلیری اور شجاعت دل سے ہوتی ہے۔ ظاہری ساز و سامان کچھ کام نہیں آتا:

"نبرد شہر هر جا هست روشن   که نے بر گستوان دارد نه جوشن
بروں آهن چه پوشی گاه پر خاش   دروں سو گاه پر خاش آهنی باش"

پھر لکھتے ہیں که جنگ میں عقلمندی بھی کچھ کام نہیں آتی۔ اور حق یه ہے که غازی ملک کے سوائے ایسا شخص دیکھنے میں نہیں آیا جو شجاعت اور خرد مندی دونوں سے متصف ہو۔ الغرض جب غازی ملک نے خسرو خاں کے لشکر کی آمد دیکھی تو سواروں کی صف بندی کا حکم دیا اور انہوں نے اپنے اپنے اسلحه درست کر کے بدن پر سجائے جس سے ان میں تازہ جوش پیدا ہو گیا۔ غازی ملک نے خدا سے عاجزانه دعا مانگی اور اپنے شہر سے نکل کر "هندوستان" یعنی دهلی کا رخ کیا۔ یه فوج تھی تو تھوڑی لیکن نہایت دلیر تھی۔ اور اس کی مرتب و محکم صفوں کو بڑھتے دیکھ کر فرشتے اور چاند تارے تک اس کے نظارگی ہو گئے تھے۔ فوج کے اگلے حصے کا سردار ملک فخرالدین جونا تھا اور خود ملک غازی عقب میں تھا۔ یه فوج علاپور سے گزرتی ہوئی حوض بہت تک پہنچ گئی اور غالباً اسی کو بدایونی کی تاریخ میں حوض تھا نیسر لکھا ہے۔ صاف طور پر پته نہیں چلتا که یه کونسا مقام تھا۔ لیکن اسی جگه تغلق کی فوج سپاہ دهلی کے

مقابل آئی - اور یہیں لڑائی واقع ہوئی - فرشتہ نے لڑائی کے مقام کے متعلق صرف " حدود سرستی " لکھا ہے اور برنی کا قول اس سے بھی زیادہ مبہم ہے - مگر تغلق نامے کے پہلے بیان اور دوسرے اقوال کو ملانے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ غازی ملک سرستی ندی کو عبور کر آیا تھا —

اُس کے اِس طرح چڑہ کے آنے پر دھلی کی فوج میں چہ می گوئیاں ہونے لگیں اور امیر خسرو کے قول کے موافق اکثر سردار بلکہ سر لشکر خانخاناں بھی خوف زدہ ہو گیا - اب غازی ملک کے لشکر سے ان کے لشکر کا فاصلہ دس کوس کے قریب تھا (نمبر ۱۷۵۶) اور درمیان میں ایک بے آب جنگل تھا - آخر ایک رات دھلی کی سپاہ نے شبا شب یہ میدان طے کیا - اور صبح ہوتے لشکر تغلق کے سر پر جا پہنچی - امیر خسرو کے بیان سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ رات کے سفر اور گرد و غبار سے سپاہیوں کے حلق خشک ہو گئے تھے اور ممکن ہے کہ وہ بہت تھک گئے ہوں - ان کے سواروں نے صفیں جمائیں ' چاؤشوں نے جنگ کی قرنہ پھونکی ' ہاتھیوں کی صف برسات کی کالی گھٹا کی طرح بڑھی جس کا ہر ہاتھی حملہ کرنے میں بجلی اور چلنے میں آندھی تھا - ان پہاڑ جیسے ہاتھیوں پر اونچی اونچی عماریوں سے یہ معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑ پر ابر چھایا ہوا ہے - ان پر تیر انداز چٹکی میں تیر دبائے تیار بیٹھے تھے - ہاتھیوں کے پیچھے سواروں کی صفوں کی صفیں چلی آتی تھیں - قلب سپاہ میں خانخاناں سر پر چتر لگائے اس طرح بیٹھا تھا جیسے " کلاہ باراں " کے

نیچے بھیگی گھانس ہوتی ہے - (نمبر ۱۷۷۰) دائیں بائیں سرداران لشکر اشارے کے منتظر تھے - ہر ایک نے شاہانہ اسلحہ سجے تھے ' اور لوھے میں غرق تھا - نقارے کی آواز سے آسمان ہلا جاتا تھا - پہلوانوں کے ہاتھہ میں نیزے دبے ہوے تھے - مسلمانوں کی صفوں سے ہندو سپاہیوں کی صفیں علحدہ تھیں - اور تکبیر کی بجائے اپنے ہندی اشلوک اور دیوی دیوتاؤں کے نام جپ رہے تھے - غرض یہ لشکر آگ کے طوفان کی طرح بڑہ رہا تھا - اس کا ایک سرا زیادہ پھیلا ہوا اور دوسرا سمٹا ہوا تھا - (نمبر ۱۷۹۲) —

ادھر غازی ملک تغلق کی سپاہ چند حصوں میں منقسم تھی اور اس کے ایک حصے کو دور ہٹتا ہوا دیکھہ کر لشکر دھلی نے خیال کیا کہ یہ لوگ خوف زدہ ہو کر میدان سے نکل جانا چاھتے ھیں لہذا اور بھی تیزی سے ان پر جھپٹے - اتنے میں فوج کا دوسرا حصہ سامنے آیا اور چونکہ یہ بھی تعداد میں کم تھا لہذا سپاہ دھلی نے بڑے جوش و خروش سے حملہ کردیا - لیکن ابھی تلوار سے تلوار لڑنے نہ پائی تھی کہ تغلق کی دوسری صفیں قطار در قطار اس طرح نمودار ہوئیں کہ آگے آگے ملک فخر الدین جونا تھا - ایک طرف بہرام ابیہ آگ کے پہاڑ کی طرح چلا آتا تھا - بہاء الدین ' اسد الدین ' علی حیدر ' شہاب الدین (ہر یک) اپنے اپنے دستوں کو نہایت جاں بازی سے لڑانے لائے تھے اور ملک غازی کے اشارے کے منتظر تھے - معلوم ہوتا ہے کہ سپاہ دھلی اپنے پہلے ہی ریلے میں اس قدر آگے بڑہ آئی کہ غازی ملک

کے قلب کی فوج اس کے دونوں طرف پھیل گئی اور گھیر کو اتنے تیر مارے کہ صدہا آدمی نشانۂ اجل ہوگئے - (تیر کی تعریف نمبر ۱۸۱۵ تا نمبر ۱۸۲۶) اس کے بعد نیزے تول کے تلواریں کھینچ کر دشمن پر جا پڑے - خسرو خاں کی طرف سے ایک بازو کے سردار قتلا (خاں) نے جو شاہی میر شکار کا عہدہ رکھتا تھا ، غالباً ایک جدا حملہ کیا تھا کہ ایک تغلقی سوار کے ہاتھ سے زخم کاری کھایا - وہ چلایا کہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے چلو - وہ میرا مرتبہ پہچانتا ہے لیکن ایک جوق نے اس پر حملہ کردیا اور سر کاٹ کر غازی ملک کے پاس لائے - اس نے ایسے امیر کبیر کے مارے جانے پر بہت افسوس کیا - الغرض اب غازی ملک نے موقع دیکھ کر ایک عام حملہ کیا جس سے دشمن کے پانو اُکھڑ گئے اور خود خانخاناں بھاگ کھڑا ہوا - اسی کے ساتھ یوسف خاں جو بڑے لاف و گزاف کرتا تھا ، اور شایستہ خاں اور خضر خاں جو لشکر کے بڑے سردار تھے فرار ہوگئے - ملک فخر الدین کی فوج سے لڑائی جاری تھی لیکن خانخاناں کے بھاگنے سے سپاہ دہلی کا دل ٹوٹ گیا اور جس کا جدھر منہ اٹھا ادھر بھاگا - ملک فخر الدین چاہتا تھا کہ بھاگنے والوں کا تعاقب کرے لیکن اس قدر مال غنیمت پیچھے رہ گیا تھا کہ اس کو سنبھالنا دشوار ہوگیا - بارہ ہاتھی اور خانخاناں کا سرخ چتر فخر الدین جونا کے ہاتھ آئے —

— * —

پھر ایک نیا عنوان لے کر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ میں نے

فیروزیٔ بخت سے سوال کیا کہ فتح کے بعد ملک غازی نے کیا کیا اور اس نے جواب دیا کہ غازی ملک خدا کا شکر بجا لایا - اور دہلی کی طرف بڑھنے اور خسرو خاں سے جنگ کرنے کی تیاری میں مصروف تھا کہ دہلی کے بہت سے سپاہی اور سردار جو لڑائی میں قتل ہونے سے بچ گئے تھے ، نہایت شرمندہ اور دست بستہ اس کے سامنے پیش کیے گئے - غازی ملک کے سپاہی ان کو طرح طرح کے طعنے دیتے اور آوازے کستے تھے - اسی کے ساتھ بے حساب مال و خزاین اور ساز و سامان جو غنیمت میں ہاتھ آیا تھا سامنے لایا گیا - یہ سب چیزیں خدا کی مہربانی سے غازی ملک کے ہاتھ آئیں لیکن جو لوگ گرفتار ہوکر آے تھے ان پر اس نے بڑی عنایت و مہربانی کی - مقتولوں کے حال پر بہت افسوس کیا - زخمیوں کی مزاج پرسی سے ہمت بڑھائی - علاج معالجہ کا انتظام کیا اور بعض سرداروں کی خود تیمارداری کی - انہی میں ایک سردار تمر تھا جسے غازی ملک کے سپاہی قتل کرنا چاہتے تھے - لیکن اس کی درخواست پر تغلق کے پاس لے گئے - اس نے اسے قتل سے بچا دیا اور کمال عزت و مہمان نوازی سے پیش آیا بلکہ اپنے ہاتھ سے زخموں میں ٹانکے دئیے اور دوا ٹپکائی - اور برابر اس کی خبرگیری کرتا رہا - (تا نمبر ۱۹۵۵) —

(۹)

" پس از فتح نخستیں جنبش غازی ملک از جا
ز بہر قلعۂ گیران برائے مسند و افسر "

اس فتح کے بعد غازی ملک نے دہلی کی طرف پیش قدمی

کی - ایک ایسی تمہید کے بعد جس میں جملہ ثوابت و سیارات کی طرف سے نوید فتح و بادشاہی کے اشارات تحریر ہیں، امیر خسرو لکھتے ہیں کہ تغلق کے انتظام سے پالم سے ہانسی اور مدینہ تک ہر جگہ امن و امان ہو گیا تھا - اور اسی موقع پر جب ایک قافلہ (غالباً بنجاروں کا) فوج والوں نے پکڑا اور ان سے چھ لاکھ تنکہ وصول کر کے تغلق کے سامنے پیش کیا تو اس نے یہ نا جائز رقم لینے سے قطعی انکار کردیا - موضع مدینہ (نمبر ۱۹۹۲) رہتک سے چند میل شمال میں اب تک موجود ہے اور پالم شہر دہلی کے شمال میں مشہور گاؤں ہے جہاں سے خود شہر کی سرحد شروع ہو جاتی ہے —

ادھر خانخاناں اور شکست خوردہ سردار دہلی کی طرف بھاگے تو اس تمام علاقے میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور جگہ جگہ ڈاکو اور چور لوٹ مار کرنے لگے اور خسرو خاں کا انتظام بگڑ گیا - خود شہر میں ان خبروں نے سخت پریشانی پیدا کی - خانخاناں کی فوج میں زیادہ تر دہلی کے سپاہی تھے اور ان میں سے جو لوگ مقتول اور اسیر ہوئے اور گھروں کو واپس نہ آئے، اُن کے عزیز و اقربا میں شہر کے اندر ماتم و فریاد کا شور برپا ہوا - خسرو خاں نے شکست خوردہ سرداروں کو سامنے بلا کر حیرت سے کہا کہ تم جو اس قدر کثیر فوج اور جنگی ساز و سامان لے کر گئے تھے، یہ تم کو کیا ہوا کہ اس قدر آسانی سے شکست کھا کے بھاگے اور اتنے نامی گرامی سرداروں کو کٹوا دیا کہ ان میں سے ہر ایک تغلق کے ہم رتبہ تھا - پھر کہنے لگا کہ اس

میں تمہارا کیا قصور ہے - یہ میری تقدیر کی خرابی ہے - اگر بادشاہی مجھے سزاوار ہوتی تو فتح بھی میرا ساتھ دیتی - پھر تغلق کی شجاعت و ہمت اور اقبالمندی کا اعتراف کیا اور کہا کہ حقیقت میں وہی شخص بادشاہی کا سزاوار ہے - (تا نمبر ۲۰۶۳)

اس کے بعد امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں لکھتے ہیں کہ خسرو خاں کچھ دیر تو اپنی تقدیر کو روتا رہا اور اس نے رفیقوں سے بات کرنی چھوڑ دی - لیکن پھر اپنے عاقل دوستوں کو بلایا اور ان سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے - بعض نے مصالحت کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ ملک غازی کو کچھ اور علاقہ دے کر رضا مند کر لینا چاہیے - کسی نے کہا کہ یہ خیال خام ہے - وہ شخص جو تلوار لیے چلا آتا ہے اور فتح نے اس کے دماغ میں بادشاہی کا خیال پیدا کردیا ہے وہ اس قسم کی باتوں سے صلح پر ہرگز آمادہ نہ ہوگا - جب دشمن ایک بار چیرہ دست ہو جائے تو پھر اس سے مصالحت کی بات کرنا اپنے آپ کو اور ذلیل کرنا ہے - اب تو مصلحت اسی میں نظر آتی ہے کہ جواریوں کی طرح جان مال کی بازی لگا دی جائے - جب تو نے مسند شاہی پر قدم رکھا ہے تو بادشاہوں کی طرح کمر ہمت باندھ اور خواب گاہ سے نکل کر خون کے میدان میں آ - خزانے کے منہ کھول دے کہ بادشاہوں کا روپیہ اسی دن کے واسطے ہوتا ہے - خصوصاً یہ روپیہ تو تیرا جمع کیا ہوا بھی نہیں ہے - دوسروں نے اسے جمع کیا تھا تو اسے بے دریغ خرچ کر - جنگ میں اگر خدا نے تجھ کو فتح دی تو ایسے خزانے بہت جمع ہو جائیں گے - اور اگر معاملہ برعکس

ہوا تو دشمن کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا اور اس فیاضی اور داد و دہش کی بدولت تیرا نام باقی رہ جائے گا۔ حسن اگرچہ یہ باتیں سن سن کر دل میں اور ہراساں ہوا جاتا تھا لیکن چونکہ اپنی بہتری کی سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہ تھی لہذا حکم دیا کہ شہر کے باہر لشکر جمع ہو۔ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ اس کی حالت ایسی تھی جیسے پارے کی قُطّی کہ باہر سے منضبط نظر آتی ہے اور اندر لرزہ پڑا ہوتا ہے۔ بہر حال دلی خوف کو جس طرح بنا چھپایا اور شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھ محل سرا سے باہر آیا۔ امرا اور سرداران لشکر اپنی اپنی فوجوں اور جنگی ہاتھیوں کے ساتھ گرد جمع ہونے لگے۔ ہندوؤں کے ساتھ ساتھ خسرو خاں کے مسلمان رفقا بھی تھے۔

"چناں آموختہ با آں سپاہاں   کہ خیرات مسلماں با گداہاں"

لشکر کا اجتماع حوض خاص کے میدان میں ہوا جس کے مشرقی سرے پر آج کل فیروز تغلق کا مقبرہ اور مدرسہ بنا ہوا ہے۔ چونکہ سپاہ کی کثرت تھی اور ادھر غازی ملک کا رعب دلوں پر چھایا ہوا تھا لہذا بہت ہی قریب قریب ڈیرے جمائے گئے۔ لشکر گاہ کے سامنے ایک بے قاعدہ سی خندق اور پشت کی طرف کچی دیوار بنائی گئی۔ اسی دیوار کے اندر روشن حوض تھا جس سے مختصر ہونے کے باوجود تمام اہل لشکر پانی لیتے تھے۔ اس مورچہ بندی اور کثرت تعداد و سامان کے باوجود امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی ملک تغلق کی آمد آمد کی خبر ہندوؤں پر دنیا تاریک کیے دیتی تھی۔

"چو خورشیدے کہ بارد بر جہاں نور   بود بر شب پرک تاریک ودیجور"

پھر امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں لکھتے ہیں کہ زر و گوہر نچھاور کرنا بھی اسی کے لیے مفید ہوسکتا ہے جو یہ کام اپنی مرضی اور آزادی سے کرے ورنہ دشمنوں کے خوف سے اور عاجز ہوکر روپیہ لٹانا نہ دینے والے کی ناموری کا باعث ہے نہ لینے والے کی احسان مندی کا۔ چنانچہ خسرو خاں نے بھی محل سے باہر آکر جو روپیہ پانی کی طرح لٹایا اور اس میں مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہندوؤں نے اپنے گھر بھرے، اس سے بھی لوگوں کے دلوں میں تغلق کی تلوار کا جو خوف جاگزیں تھا وہ کم نہ ہوسکا۔ خزانے کے اس طرح لٹا دینے کا ذکر برنی اور بعد کی تاریخوں میں بھی آتا ہے۔ لیکن تغلق کے منزل بہ منزل بڑھنے کی یہ تفصیل کسی تاریخ میں نہیں پائی جاتی جیسی تغلق نامے میں درج ہے کہ وہ ہانسی سے گزر کر مدینہ میں آیا اور وہاں سے رہتک پہنچا۔ پھر موضع مندوتی اور پالم سے بڑھ کر اراولی پربت کی کسنبور نامی پہاڑی کو عبور کرکے لہراوت کے میدان تک آگیا جس کے مشرق میں جمنا اور جنوب کی طرف چند میل پر قدیم دہلی (یعنی سیری) واقع تھی۔ برنی وغیرہ نے بھی لکھا ہے کہ اس کا پڑاؤ اندرپت یعنی پرانے قلعے کے قریب تھا اور غالباً اس تمام رقبے میں پھیلا ہوا تھا جہاں آج کل نئی دہلی کی عمارتیں بنائی جا رہی ہیں —

اب فریقین ایک دوسرے سے چند میل کے فاصلہ پر آمادۂ جنگ تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ تغلق کے پڑاؤ پر پیش قدمی حسن کی طرف سے ہوئی۔ یہ شعبان سنہ ۷۲۰ ہجری کی چاند رات کا ذکر ہے۔ فرشتہ نے اور اسی کی دیکھا دیکھی حال کے انگریز مورخوں

نے سن کو غلطی سے سنہ ۷۲۱ ھجری لکھ دیا ہے اور راقم الحروف نے بھی اپنی تاریخ ہند میں یہی غلطی کھائی ہے - لیکن تغلق نامے کے بیان کی تائید بدایونی کے علاوہ خود فرشتہ کے بیان سے بالواسطہ طور پر اس طرح ہو جاتی ہے کہ اس نے غیاث الدین تغلق کی مدت سلطنت چار سال اور چار ماہ اور وفات ربیع الاول سنہ ۷۲۵ ھ میں تحریر کی ہے جو اسی وقت صحیح ہوسکتی ہے جب کہ تخت نشینی کی تاریخ سنہ ۷۲۱ ھ کی بجائے سنہ ۷۲۰ ھ میں قرار دی جائے —

بہر حال اسی شب کو عین الملک ماتانی اپنے خفیہ وعدے کے بموجب خسرو خاں کا لشکر چھوڑ کر صوبۂ اُجین کی طرف چل دیا اور بظاہر اس ہنگامے میں خسرو خاں کو صبح تک اس بات کی خبر نہ ہوئی - وہ رات بھر لشکر کی ترتیب اور سرداروں سے مشاورت وغیرہ میں مصروف رہا اور صبح ہوتے ہی تیز تیز غازی ملک تغلق کے لشکر کی طرف بڑھا - اس کے زبردست لشکر اور سرداروں کی امیر خسرو نے خاصی تفصیل سے کیفیت لکھی ہے کہ ان میں یوسف خاں صوفی، کمال الدین صوفی، شایستہ خاں قر تمار، امیر حاجب کافور "مہردار" نائب امیر حاجب شہاب اودھ کا صوبہ دار اور اسی طرح کئی اور مسلمان سردار شامل تھے - خسرو خاں کا بھائی خانخاناں اور ماموں (یا نانا) رندھول جسے رائے رایاں کا خطاب دیا تھا، اور بہت سے نئے امیر جو غلامی کے درجے سے یک بیک امارت و سرداری کے مرتبے تک پہنچے تھے، اپنی اپنی فوجیں لیے ساتھ تھے -

لشکر کے آگے آگے جنگی ہاتھیوں کی صف تھی اور انہیں کے گرد دس ہزار جرار سوار براوو قوم کے، مرنے کی ٹھانے ہوئے ریشمی رومال باندھ کر آئے تھے ان کے نام اھر دیو، امر دیو، نرسیا، پرسھا، ھرمار، پرمار، اور کالی کالی صورتیں تھیں - بعض پوچھوں کے آگے جنگلی سور کے دانت لٹکتے تھے - غرض آدھی ہندو اور آدھی مسلمان سپاہ کثیر اور بڑے بھاری جنگی ساز و سامان کے ساتھ خسرو خاں میدان میں پہنچا اور ملک غازی تغلق کو جو اس دن لڑنے کا ارادہ نہ رکھتا تھا، مجبوراً صف جنگ آراستہ کرنی پڑی - اس موقع پر بھی اس نے اپنے خاص رفیقوں کو بلاکر جنگ کا جوش دلایا اور ان سے جان نثاری اور جاں بازی کا از سرنو عہد لیا - ان سب نے اپنے آقا کے سر پر تصدق ہونے کے ولولہ انگیز قول و قرار کیے اور کہا کہ اے سردار، تو ہمارا ولی نعمت ہے اور جہاں کہے گا ہم وہاں اپنی جان لڑا دیں گے اور تو دیکھے گا کہ ابھی ہم اپنے حملے سے اس لشکر کثیر کو کس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں - اب غازی ملک نے مطمئن ہوکر اپنی صفیں آراستہ کیں - میمنے پر بھانجے بہاء الدولہ کو اور دوسری فوج پر ملک بہرام ابیہ کو سردار بنایا - اس کے پہلو میں علی حیدر کا دستہ استادہ کیا - میسرے پر ملک فخر الدین جونا اور اپنے بھتیجے اسد وغیرہ چار سردار مقرر کیے - قلب لشکر کی قیادت خود اپنے ذمے لی - یہ بھی حکم دیا کہ ہر سردار اپنے جھنڈے پر مور کے پر باندھ لے تاکہ غنیم کے جھنڈوں اور اپنے علم میں امتیاز رہے - دوسرے بقول امیر خسرو کے یہ مور کے پر کفار مغول کی

لڑائیوں میں بھی تغلق کے پرچم پر بلند رہا کرتے تھے اور اس کی فتوحات نے انہیں مبارک و مسعود مشہور کردیا تھا۔ امیر خسرو نے یہ دلچسپ تفصیل بھی تغلق نامے میں کی ہے کہ اس موقع پر غازی ملک کے لشکر کی پہلول لفظ "قلا" تھی (نمبر ۲۳۶۴) اور اس نعرے کو سن سن کر خسرو خاں کی آنکھوں میں اندھیرا چھایا جاتا تھا۔ (تا نمبر ۲۳۷۸)—

پھر ایک نئے عنوان کے تحت میں امیر خسرو جنگ کا حال لکھتے ہیں کہ دونوں لشکروں کے آمنے سامنے آتے ہی خسرو خاں کی ایک فوج نے اس شدت سے تغلق کے لشکر پر حملہ کیا کہ اپنے سامنے سے سب کو ریلتے ہوئے لشکر کے پڑاؤ تک پہنچ گئے اور ملک غازی تغلق کے پاس ایک دستۂ فوج کے سوائے جس میں تین سو سوار تھے کوئی نہ ٹھہرا *۔ لیکن تھوڑی دیر میں اس کے خاص خاص سردار گرد و پیش جمع ہو گئے اور انہیں کو ساتھ لے کر ملک غازی نے دشمن کے بے حساب لشکر پر حملہ کیا۔ حملہ آوروں کی تعداد پوری پانسو بھی نہ تھی (نمبر ۲۳۹۰) لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھاپی حملہ کچھ ایسا با موقع ہوا تھا کہ غنیم کے لشکر میں پریشانی پیدا ہوگئی۔ تغلق کا گھوڑا معرکے میں ہر طرف پیش پیش نظر آتا تھا۔ اور امیر خسرو کے بیان سے معلوم ہوتا ہے (نمبر ۲۴۱۲) کہ حسن خاں کے چھتر پر بھی اسی کا وار ایسا کارگر پڑا کہ چھتر خسرو خاں کے سر پر الٹ

* اسی واقعہ کو ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامے میں تحریر کیا ہے۔

کے گرا اور اسی کے ساتھ اس کے لشکر کی ترتیب بگڑ گئی۔ خسرو خاں بد حواس ہوکر بھاگا۔ اس بدحواسی سے اتنے بڑے لشکر میں غضب کی ہلچل مچ گئی کہ ہر شخص جدھر منہ اٹھے بھاگنا چاہتا تھا اور خود اپنی صفیں ایک دوسرے پر پلی پڑتی تھیں۔ بھاگنے والوں کو حملہ آوروں کے وار روکنے کا بھی ہوش نہ تھا اور بھاگتے میں زخم کھاتے اور مرتے چلے جاتے تھے۔ بعض لوگ بغیر لڑے ہتھیار ڈال رہے تھے اور بعض چھپنے کے لیے گڑھے اور کھائیں ڈھونڈتے تھے۔ اس ہنگامۂ قیامت میں بھی تغلق کی فوجوں نے جو معلوم ہوتا ہے کہ اب پوری قوت سے پلٹ پڑی اور تعاقب کر رہی تھیں، مسلمان سپاہیوں کی کچھ نہ کچھ رعایت کی مگر تغلق کے لشکر میں ایک معقول تعداد پنجاب کے ہندو کھوکھر (گکھڑ) سپاہیوں کی تھی۔ انہوں نے غنیم کے مسلمان سپاہیوں پر بھی ہاتھ صاف کیا۔ غرض ہر طرف مار دھاڑ اور چیخ پکار کا شور تھا اور خسرو خاں کو بھگا دینے کے بعد تغلق کی فوجیں لوٹ مار کرنے لگی تھیں کہ یکا یک ایک طرف سے ہندوؤں کے ایک لشکر نے حملہ کیا۔ ملک غازی کی نظر نے فوراً اس خطرے کو بھانپ لیا۔ حملہ آوروں کی صدائے "نارائن" کے ساتھ اس نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ باوجود اس کے یہ حملہ اتنا تیز اور تند ہوا تھا کہ غازی ملک کے سنبھلتے سنبھلتے حملہ آوروں نے اس کی فوج کے بہت سے جھنڈوں کو کاٹ کاٹ کے گرا دیا مگر غازی نے اسی وقت ایک سپاہی کو اشارہ کیا کہ اس کا خاص علم جس پر مچھلی بنی ہوئی تھی قائم کرے اور نقارچی کو حکم دیا کہ تو گھوڑے پر جم کے بیٹھ جا

اور برابر نقارے پر چوب لگائے جا۔ اگر تونے آج میرے سامنے نوبت بجانے میں کمی نہ کی اور خدا نے مجھکو فیروز مند کیا تو تیرا نقارہ اشرفیوں سے بھردوں گا۔ اور جس شخص نے علم گاڑا تھا اس سے کہا کہ اگر تو بھی اسی طرح علم کو ایسے قایم رکھا تو تیرے قد سے اونچا روپیے کا ڈھیر لگا کر تجھے مچھلی کی طرح اس میں تیرا دوں گا۔ کیونکہ اگر یہ میرے جھنڈے کی مچھلی قایم اور نقارہ بج رہا ہے تو پھر مجھہ کو دشمن کی سو صفوں کا بھی خوف نہیں ہے (نمبر ۲۳۸۴ تا نمبر ۲۳۹۸)۔ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی کی اس حکمت اور ہمت کی بدولت کہ تن تنہا میدان میں ڈٹا رہا اور اپنا علم قایم رکھا، اس کے سوار جو منتشر ہو گئے تھے جھنڈے کو دیکھہ کر اس طرف جمع ہونے لگے۔ اب اس نے غور سے دیکھا تو دشمن کا ایک زبردست لشکر بہت فاصلے پر نظر آیا جس کے ساتھہ تھوڑے سے ہاتھی بھی تھے۔ اور نشیب میں ہونے کی وجہ سے یہ فوج پوری طرح نظر نہ آتی تھی اور اب تک ملک غازی کے حملوں سے محفوظ رہی تھی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ خسرو خاں کے چند مسلمان سرداروں کی فوج تھی۔ ہندو فوج کا ایک دستہ بھی اس کے ساتھہ تھا۔ اور خسرو خاں کا خاص رفیق یوسف صوفی خاں ان میں موجود تھا۔ پس تغلق نے اس طرف رخ کیا اور ایک ہی حملے میں اس فوج کو بھگا دیا۔ اب دشمن سے میدان خالی اور فتح کے کامل ہونے میں کچھہ کسر نہ رہی تھی۔ غازی ملک اپنے پڑاؤ کی طرف پلٹا۔ اس کے سپاہیوں نے سوائے کھوکھر اور وحشی افغانوں کے زیادہ غارت گری

نہیں کی۔ اور مسلمان عموماً لوٹ مار سے محفوظ رہے۔ البتہ بھاگنے والے ہندو سپاہی اور سردار جن کو خسرو خاں کی داد و دہش نے حال میں مالا مال کیا تھا ان کے زر و جواہر خوب لٹے:-

"گر وہے گوہر جاں داد بہ باد ۔۔۔ گر وہے را قضا گنج گہر داد
جہاں را دیر شد کائیں چنیں است ۔۔۔ کہ ہرچہ او را جگر ایں را نگیں است
کسے کو پشت داد و پس نہ بیند ۔۔۔ بغارت روئے او را کس نہ بیند
غرے با پیز مثل شد در شہانی ۔۔۔ کہ در غارت نباشد مہربانی"

(۱۰)

"بشارت دادن اسباب شاہی و جہان داری
دل غازی ملک را بہر مسند ز انجم و اختر"

فتح کے بعد جس کا تغلق نے سب سے پہلے سجدۂ شکر ادا کیا، امیر خسرو نئی داستان مذکورۂ بالا عنوان سے شروع کرتے ہیں۔ تمہید میں لکھتے ہیں کہ آدمی کا بلند و پست ہونا تقدیری امور ہیں۔ اس میں نہ اپنی کوشش کا دخل ہے نہ کسی دشمن کی مخالفت چل سکتی ہے:-

ز تقدیر است چوں بینی بہ تمیز ۔۔۔ خواص تابلت در ہمہ چیز
یکے را کز بلندی بہرہ مند است ۔۔۔ نیارد پست ماندن چوں بلند است
دگر کز آسمانش بہرہ پستی است ۔۔۔ رہش با چار سوئے زیر دستی است

اب غازی ملک کے تخت شاہی پر پہنچنے کا حال سنو کہ وہ اس روز اپنے پڑاؤ پر ہی رہا۔ فتح کے ساتھہ ہی ہر طرف سے گویا زمین و آسماں اسے زبان حال سے بادشاہی کی بشارت دیتے تھے لیکن ملک غازی اس جذبۂ ہوس کو دل ہی دل میں دباتا اور کہتا تھا

کہ میں ایک سپاہی آدمی ہوں۔ مجھے مسند شاہی کے پاس نہ پھٹکنا چاہیے کیونکہ بادشاہی بڑی ذمہ داری اور درد سر کا کام ہے۔ لیکن امیر خسرو لکھتے ہیں کہ جس کو آسمان نے اس کام کے لیے بنایا ہو اسے تقدیر منصب شاہی پر لائے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اس کی مثال میں ایک حکایت لکھ کر، بیان کرتے ہیں کہ صبح کو جو شعبان مبارک کی پہلی تاریخ تھی، غازی ملک آہستہ آہستہ پائے تخت دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ جلوس کے آگے آگے ہاتھیوں کی صف تھی جو اسی لڑائی میں ہاتھ آئے تھے۔ نوبت والے طبل و دمامہ بجاتے "نقیب دور باش" کی آوازیں لگاتے، چل رہے تھے۔ پیادہ و سوار ننگی تلواریں لیے، نیزے چمکاتے آگے تھے۔ یہاں تک کہ جلوس قصر شاہی تک پہنچا اور تغلق نے گھوڑے سے اتر کر وہیں فرش زمین پر دوبارہ سجدۂ شکر ادا کیا۔ پھر عمائد و امرا سب کو بلا کر جان بخشی اور عام معافی کا مژدہ سنایا۔ سب کو اپنے برابر عزت سے بٹھایا اور یہ تقریر کی کہ میں ایک معمولی آدمی تھا۔ سلطان جلال الدین مغفور نے اپنی عنایت سے مجھے مقرب بنایا۔ اس کے انتقال کے بعد مجھے تردد رہا کہ اتنے میں اقبال علائی کا آفتاب طلوع ہوا اور میں نے بھی بادشاہ کی خدمت اختیار کی۔ میں پہلے بادشاہ کے بھائی الغ خاں کی ملازمت میں رہا اور اس کی نوازشوں سے بہرہ مند ہوا اور جب وہ گذر گیا تو بادشاہ کی خدمت گزاری کی۔ اور اسی بادشاہ کی عنایت سے اس درجۂ امارت و سرداری تک پہنچا۔

لوگوں نے تغلق کی یہ تقریر سن کر کہا کہ اے امیر! تو اپنی

خوبیاں دوسروں سے کیوں منسوب کرتا ہے جب کہ ہم تیرے حال سے بخوبی واقف ہیں۔ جس وقت بادشاہ نے رنتھمبور کا محاصرہ کیا اور اپنے لشکرگاہ کے گرد ایک حلقہ بنایا اس وقت رائے رنتھمبور نے ایک چیدہ لشکر سے اس حلقے پر شدید حملہ کیا جس سے بادشاہ کی فوج میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اس وقت بادشاہ نے تجھ ہی کو حکم دیا اور تو ہی نے اپنی شجاعت اور کوشش سے حملہ آوروں کو شکست دی تھی۔ اسی فتح کی جلدو میں بادشاہ نے تیرا اعزاز و اکرام کیا۔ پھر جب اس بادشاہ (یعنی سلطان جلال الدین) نے وفات پائی اور علاء الدین اس کا جانشین ہوا تو اپنی وفاداری کی وجہ سے تو اپنے عہدے پر بحال رہا۔ بعد ازاں جب مغلوں نے برن (موجودہ ضلع بلند شہر) کی طرف یورش کی اور بہت سے مسلمانوں کو غلام بنا لیا، اس وقت بادشاہ نے تجھی کو مقابلے میں بھیجا۔ وہ چار تمن یعنی چالیس ہزار کا لشکر تھا۔ اور اس کے چاروں سردار مغل شہزادے تھے مگر تو نے تھوڑے ہی عرصے میں اس لشکر کو شکست دی۔ اسی طرح کئی مغل سرداروں کو پے درپے شکستیں دیں اور ہر معرکے میں سرخ رو ہوا۔ پھر سمندر کے قریب بونبل (؟) کے مقام پر کفار مغل سے جو دس ہزار چیدہ جنگ آزماؤں کے ساتھ آئے تھے اور ان کے سردار کا نام بھی تغلق تھا، شدید جنگ ہوئی۔ مگر وہ تغلق کفر کی حمایت میں، اور تو دین کے لیے لڑا تھا اس لیے خدا نے تجھ کو فتح کامل عنایت کی۔ بونبل کے راجہ سے بھی تو نے خراج اور سمندر کا محصول راہ داری وصول

کہا - پھر حیدر و زیرک کے لشکروں کو شکستیں دیں - غرض کہاں تک تفصیل کی جائے کہ تجھے اتھارہ بڑے بڑے معرکوں میں فتح حاصل ہوئی ہے - ان کے بعد یہ تازہ فتوحات تھیں جو تجھے لشکر دہلی پر میسر آئیں - شیر خدا حضرت علی کے بعد اتنی فتوحات ابو مسلم کے سوا کس کو حاصل ہوئیں - خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے تجھے اس کامیابی کے لیے زندہ رکھا ورنہ کتنے ہی امرا ہلاک ہوگئے - اب جب کہ تو اتنی بلاؤں سے محفوظ رہا ہے ، تخت شاہی پر جلوس فرما اور سلطنت کو از سر نو رونق دے (تا نمبر ۲۶۸۱) —

ملک غازی نے کہا کہ میرا جواب وہی ہے کہ میرا تاج و تخت میری تیر و کمان ہے - جس طرح بادشاہوں سے تیغ آزمائی نہیں ہوتی ، اسی طرح جنگ آزماؤں سے نچلا نہیں بیٹھا جا سکتا - مجھے سلطان علاء الدین کی مہربانی سے یہ مرتبہ ملا - اس لیے مجھ پر اس بادشاہ کا بہت بڑا حق واجب تھا - جب میں نے سنا کہ کافر نعمت خسرو خاں نے اس کی نسل کو مٹا دیا ، اپنے ولی نعمت خلیفۂ وقت ، قطب الدین کو قتل کر دیا ، اس کی بیویوں اور بچوں کو بھی مروا دیا - اور طرح طرح کی شرمناک بدعتیں کیں ، تو دنیا میری آنکھوں میں تاریک ہوگئی - میں نے بہت نوحہ و ماتم کیا اور اپنے دل سے کہا کہ ایسی زندگی پر حیف ہے کہ میرے اولیائے نعمت اس طرح مارے جائیں اور میں ان کا انتقام نہ لوں - حقیقت میں میں نے تین نیتیں کی تھیں - ایک تو یہ کہ میں دین اسلام کی راہ میں جہاد کروں گا - دوسرے یہ

کہ اس مبارک سرزمین کو ایسے کمینے ہندو زادے کے ہاتھ سے چھین لوں اور ان شہزادوں یا عالی نژادوں کو مراتب سلطنت پر متمکن کروں جو اس کے اہل ہیں - تیسری نیت یہ تھی کہ جن کافر نعمتوں نے نسل شاہی کو اس بے رحمی سے برباد کیا ہے انہیں کیفر کردار کو پہنچاؤں - یہ نیتیں محض خدا کی رضا جوئی کے واسطے تھیں اور خدا کے فضل سے میری مضبوط ہمت نے ان تینوں ارادوں کو اتمام کو پہنچایا - اور جب میری مراد بر آئی تو اب میں تمام عمر اس دن کی کامیابی کا شکر ادا کروں گا - میں تخت بادشاہی کا جویا نہیں ہوں اور سوائے دینی جہاد کے تلوار نہ کھینچوں گا - اب اگر نسل شاہی میں سے کوئی شخص بھی زندہ ہے تو یہ تخت سلطنت اسی کے نام لکھا جائے - اور اگر ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا ہے تو یہاں اور بہت سے بڑے بڑے امیر موجود ہیں - مجھے اپنا گھوڑا اور دیوپالپور کا ویرانہ سب سے زیادہ پسند ہے (تا نمبر ۲۷۲۳) —

اکابر ملک نے پھر اس کے پاؤں چومے اور اصرار کیا کہ کلاہ بادشاہی تیرے ہی لیے موزوں ہے - اگر تاج کے لایق کوئی اور سر ہوتا تو تقدیر الہی یہ عزت و مرتبہ اسی کو بخشتی - ہم جو آج تیرے سامنے زیر و سرنگوں کھڑے ہیں کیوں کر تیرے مقابل میں تخت سلطنت کے سزاوار ہو سکتے ہیں - تغلق نے پھر وہی عذر کیا اور امیروں نے پھر اصرار کیا - تغلق نے کہا کہ میں کوئی بچہ نہیں ہوں کہ آپ لوگوں کی ان تقریروں سے بادشاہی کے شوق میں اس کی دشوار ذمہ داریوں کو بے تامل اٹھا لوں - دوسرے اگر میں

نے بادشاہی قبول کی تو لوگ بھی کہیں گے کہ میں نے اسی غرض سے تلوار کھینچی تھی۔ لوگوں نے آخر میں یہ دلیل بھی پیش کی کہ اگر تیرے سوا کوئی دوسرا تخت پر بیٹھا تو وہ تجھ سے خائف اور اس لیے تیری مخالفت پر آمادہ ہوئے بغیر نہ رہے گا جیسا کہ ابو مسلم کے معاملے میں ہوا کہ اس نے جعفر کو تخت خلافت پر بٹھایا اور جعفر نے اپنی حفاظت کے لیے خود اسی کو قتل کروایا۔ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ یہ بات سن کر تغلق بھی سوچ میں پڑگیا اور وہ ابھی اسی تردد میں تھا کہ دور سے اس کے سامنے تین چتر نمودار ہوئے۔ اس وقت اسے اپنا وہ خواب یاد آیا جس میں اس نے اپنے سر پر تین چاند چمکتے دیکھے تھے۔ اور بالآخر لوگوں کی درخواست اور تخت شاہی کو بخشش الٰہی سمجھ کر قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی —

تخت شاہی کے لیے اس رد و کد کا حال برنی اور بعد کی تاریخوں میں بھی موجود ہے۔ برنی نے تصریح کی ہے کہ یہ مجلس قصر ہزار ستون میں منعقد ہوئی تھی۔ ابن بطوطہ نے یہ دلچسپ روایت بھی لکھی ہے کہ ملک تغلق اپنے دوست بہرام ایبہ کو بادشاہی کی دعوت دیتا تھا۔ بہرام نے انکار کیا اور کہا کہ اگر تم تخت شاہی قبول نہیں کرتے تو ہم تمہارے بیٹے فخرالدین کو بادشاہ بنا لیں گے۔ یہ سن کر تغلق نے بہتر یہی سمجھا کہ خود بادشاہی قبول کرلے —

(۱۱)

جلوس شہ غیاث الدین و دنیا تغلق غازی
فراز تخت سلطانی چو افریدون و اسکندر

دوسرے روز یعنی ہفتے کی صبح تغلق نے تخت سلطنت پر جلوس کیا اور سلطان غیاث الدین اس کا شاہی خطاب قرار پایا۔ پھر دو منظوم عنوانوں کے تحت میں امیر خسرو نے خسرو خاں اور اس کے بھائی کی گرفتاری اور قتل کا حال تحریر کیا ہے کہ دونوں بھائی فراری میں ایک دوسرے سے جدا ہوگئے تھے۔ خانخاناں کسی بڑھیا کے گھر میں جا چھپا تھا لیکن غالباً اسی روز تغلق کے سواروں کو اس کا پتہ مل گیا۔ انھوں نے فخرالدین جونا کو، جسے اس موقع پر پہلی مرتبہ تغلق نامے میں الغ خاں کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے (نمبر ۲۸۱۵) خبر کردی اور اسے مکان تک لے آئے۔ الغ خاں نے وعدہ کیا کہ بادشاہ تیری جان بخشی کردے گا لیکن جب وہ گرفتار ہو کر تغلق کے سامنے لایا گیا تو اس نے حکم دیا کہ اسے شہر میں پھرایا جائے اور جس طرح اس نے مستورات کی پردہ دری کی تھی اس کی بھی تشہیر کی جائے۔ چنانچہ بڑے بڑے بازاروں میں اس کو پھرایا گیا۔ اور اس کے بعد سر کاٹ کر کنگرے پر لٹکا دیا گیا —

پھر امیر خسرو ایک پند آموز تمہید کے بعد لکھتے ہیں جب خسرو خاں شکست کھا کے میدان سے بھاگا تو چند ہم قوم برادو سوار بھی اس کے ساتھ تھے۔ وہ تھوڑی دیر ہر طرف دوڑتے پھرے کہ امن کی جگہ یا پناہ کا راستہ مل جائے۔ لیکن اس دوادوش میں راستہ بھول گئے اور خسرو خاں اپنے ساتھیوں سے بھی الگ ہو گیا۔ اور گرتا پڑتا ایک ویران باغ میں جا چھپا۔ برنی نے لکھا ہے کہ وہ اپنے قدیم آقا ملک شادی کے مقبرے کے باغ

میں جا چھپا تھا - اور دوسرے روز وہاں سے گرفتار ہو کے آیا - ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ وہ تین دن تک برابر باغ میں چھپا رہا اور پھر بھوک سے بے قرار ہو کر ایک باغبان کو اپنی انگوٹھی دی کہ اسے گروی رکھ کر کچھ کھانا لائے - یہ انگوٹھی پکڑی گئی اور اسی سے خسرو خاں کا کوتوال کو سراغ مل گیا - تغلق نامے میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے الغ خاں کو اسے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا - غرض وہ گرفتار ہو کر تغلق کے سامنے پیش ہوا - بادشاہ نے اس سے سوال کیا کہ اے ظالم تونے اپنے ولی نعمت کے ساتھ یہ کیا کیا کہ اس نے تجھ کو اپنے دل میں جگہ دی اور تونے اس کا خون کردیا - خسرو خاں نے جواب دیا کہ میرا حال دنیا کو معلوم ہے —

"اگر نارفتنی بر من نرفتے ۔ زمن نا آمدے ویں فن نرفتے"

اس بیت میں قطب الدین کی بدفعلی کا اشارہ ہے جس کا برنی نے بار بار اور خاصی صراحت سے ذکر کیا ہے - تغلق کے سوال پر کہ شہزادوں نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو ان کو اس بے رحمی سے قتل کیا - خسرو خاں نے جواب دیا کہ یہ مشورہ میرے رفیقوں نے مجھے دیا تھا - اس کا الزام حقیقت میں مجھ پر نہیں - پھر جب پوچھا گیا کہ تخت و سلطنت پر تونے کیوں قبضہ کیا تو اس نے کہا کہ میں کسی شہزادے کو تخت پر بٹھانا چاہتا تھا مگر میرے بدرائے مشیروں نے مجھے ڈرایا کہ اگر تو ایسا کرے گا تو تیری خیر نہ ہو گی - تغلق نے یہ سوال بھی کیا تھا کہ مجھ پر تونے کیوں فوج کشی کی - خسرو خاں نے کہا کہ

میں تجھکو پالم تک کا علاقہ دینے پر تیار تھا لیکن یہ رائے بھی نہ چلی اور خدا نے تجھکو غالب اور تخت و سلطنت کا وارث بنا دیا - آخر میں خسرو خاں نے جاں بخشی کی درخواست کی اور یہ بھی کہا کہ اسے اندھا کر کے کسی گاؤں میں گوشہ نشینی کی اجازت دے دی جائے (نمبر ۲۹۰۶) مگر تغلق نے اسے قبول نہیں کیا اور کہا کہ میں نے بادشاہ اور شہزادوں کا انتقام لینے کے لیے یہ جنگ کی تھی اور تجھکو زندہ چھوڑنا میرے عہد اور اعلان کے خلاف ہوگا - پھر جلادوں کو حکم دیا کہ جس جگہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ کو خسرو خاں نے قتل کرایا تھا اسی مقام پر لے جا کر خسرو کا سر قلم کردیا جائے - چنانچہ سر کاٹ کر صحن میں پھینک دیا گیا کہ آیندہ و روندہ کے قدموں میں پامال ہو - اس کے قتل ہونے کی قریب قریب یہی روایت ابن بطوطہ نے لکھی ہے —

....

تغلق نامے کا جو نسخہ موجود ہے وہ اسی بیان اور بیت نمبر (۱۹۲۰) پر ختم ہو گیا ہے - لیکن صفحے کے آخر میں ترک موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے آگے کے کچھ اوراق ضایع ہو گئے ہیں - ایک عنوان بھی آخری صفحہ سے دو تین ورق پہلے حاشیے پر تحریر ہے جو غالباً آخری فصل کا عنوان تھا - اور وہ یہ ہے —

حدیث چتر و کشور دادن شہزادگاں و آنکہ
بشغل آراستن کار ملوک و بندہ و چاکر

معلوم ہوتا ہے کہ اس آخری فصل میں لوگوں کے خطابات و خدمات کی تصریح تھی اور پھر وہ اشعار ہوں گے جو خواتمے پر تحریر کیے تھے۔ لیکن جیسا کہ مقدمۂ کتاب میں بحث کی گئی ہے یہ آخر کے اوراق جو تلف ہو گئے تعداد میں کچھ زیادہ نہیں ہو سکتے —

سید ہاشمی

حیدر آباد۔ شوال سنہ ۱۳۵۱ ھ



مقدمہ

(نا تمام)

نوشتہ مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم

حضرت 'امیر خسرو' رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف میں تغلق نامہ سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ ضروری اور زیادہ قیمتی تصنیف ہے۔ عام مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ وہ حضرت امیر کی سب سے آخری تصنیف ہے بلکہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون * میں یہ لکھا ہے کہ یہ نظم تمام ہونے نہیں پائی تھی کہ حضرت امیر کی وفات ہوگئی۔ اس کی اہمیت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ خالص تاریخی تصنیف اور اس میں قطب الدین مبارک شاہ کے قتل سے لے کر غیاث الدین تغلق کی تخت نشینی تک کے نہایت تفصیلی واقعات ملتے ہیں جن سے ہماری موجودہ کتب تواریخ ساکت ہیں۔ بلا شبہ تاریخ علائی †

---

* کشف الظنون مطبوعۂ جرمنی صفحہ (   ) اس میں تغلق نامہ کو تعلق نامہ لکھا ہے جو چھاپہ کی غلطی ہے —

† صحیفۂ خسروی کے سلسلہ میں تاریخ علائی کی تصحیح اور متعدد نسخوں کے ساتھ اس کا مقابلہ میں کرچکا تھا۔ افسوس ہے کہ اب تک اس کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی —

ایک ایسی کتاب ہے جس کو تاریخی کہا جاسکتا ہے اور جس میں حضرت امیر نے سلطان علاء الدین خلجی کی بعض فتوحات کو اپنے خالص شاعرانہ انداز میں صنایع بدایع کے سخت التزام کے ساتھ بیان کیا ہے - ممکن ہے کہ اس سے بھی بعض تاریخی غلط فہمیوں کی اصلاح ہوجائے - لیکن تاہم اس کی تاریخی حیثیت کے مقابلہ میں ادبی حیثیت زیادہ غالب ہے اور اس لحاظ سے وہ تغلق نامہ کی برابری نہیں کر سکتی —

ان دونوں باتوں کے علاوہ خاص وجہ تغلق نامہ کی اہمیت کی یہ ہے کہ وہ صدیوں سے کم یاب یا نایاب یا قطعاً مفقود سمجھی جاتی ہے - تمام مورخ اور تذکرہ نویس یا تو اس کی کم یابی کی شکایت کرتے ہیں یا اس کے فقدان پر افسوس کرتے ہوے دیکھے جاتے ہیں - اور جہاں تک مجھے علم ہے کوئی شخص اس بات کا اقرار نہیں کرتا کہ اس نے تغلق نامہ کو دیکھا ہے - البتہ حاجی خلیفہ نے اس کتاب کے متعلق اس قدر صحیح بیان دیا ہے جس سے گمان غالب ہوتا ہے کہ اس نے یہ کتاب ضرور دیکھی ہے - اس زمانہ میں نئی تصانیف ایک ملک سے دوسرے ممالک میں جس سرعت کے ساتھ پہنچ جاتی تھیں ' اس سے کچھ بعید نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کتاب بھی قسطنطنیہ پہنچ گئی ہو اور حاجی خلیفہ کی نظر سے گزری ہو اور چونکہ وہاں کے شاہی کتب خانے اس وقت تک محفوظ ہیں اس لیے یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ اس کتاب کا کوئی نسخہ اس وقت تک وہاں کے کتب خانہ میں محفوظ ہو - بہر حال حاجی خلیفہ کے الفاظ یہ ہیں :... .....

جب نواب عماد الملک بہادر کی تحریک پر مدرسۃ العلوم علی گڈہ میں فراہمی و ترتیب تصانیف خسروی کا کام شروع ہوا تو اس کے کارکنوں کی خاص توجہ تغلق نامہ کی طرف مبذول ہونا ایک قدرتی بات تھی چنانچہ اس کی تلاش میں سب سے زیادہ اہتمام کیا گیا - خداوند تعالیٰ نواب اسحاق خاں کو غریق رحمت فرمائے - عجیب نیک دل اور پاک باطن بزرگ تھے - تصانیف خسرو کے ساتھ جس قدر ان کو دلچسپی تھی اور جس قدر شوق تھا وہ ظاہر بینوں کی نظر میں خبط بلکہ جنون کے درجہ کو پہنچ گیا تھا ، اور تغلق نامہ کے ساتھ تو ان کو خاص شغف تھا - ہر صاحب ذوق سے وہ اسی کا تذکرہ کرتے اور یہی فرمایش کرتے تھے - مجھے یقین ہے کہ یہ انہیں کے جذب قلبی اور نیک نیتی کا ثمرہ تھا کہ ایک ایسی کتاب جس کی تصنیف کو چھ صدیوں سے زائد زمانہ گزر چکا ہے اور مورخین سوائے نام کے اس کی نسبت اور کچھ نہیں جانتے اور جس کے مفقود ہوجانے پر علمی دنیا متفق ہوچکی تھی از سرنو پھر عالم وجود میں آے اور زیور طبع سے آراستہ ہوکر اہل شایقین کے ہاتھوں میں اس کی رسائی ہو —

تغلق نامہ کا انکشاف جن ابتدائی مراحل سے گزر کر پایۂ تکمیل کو پہنچا ان کی روئداد نہایت دلچسپ اور سننے کے قابل ہے - یہاں اس کو مختصراً بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے - اس بیان کو سرسری نظر سے دیکھنے والے ممکن ہے کہ یہ خیال کریں کہ تغلق نامہ کی ایجاد کا فخر صرف اس خاکسار کو حاصل ہے - مگر حقیقتاً یہ خیال صحیح نہیں ہے - اس فخر

میں جناب مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی میرے ساتھ شریک ہیں بلکہ شریک غالب ہیں۔ وہ اس تحریک کے بانی ہیں۔ * سب سے پہلے انہوں نے جہانگیر نامہ پر ایک مبسوط تنقید لکھی۔ جس میں وہ اگرچہ کسی صاف نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے لیکن ان بحثوں اور کاوشوں سے میں نے ضرور فائدہ اٹھایا جس کا میں اعتراف کرتا ہوں۔ جس طرح اس تحریک کا آغاز ہوا اس کو مولانا شروانی ہی کے الفاظ میں میں یہاں کرنا زیادہ مناسب سمجھتا ہوں۔ آپ اپنے تنقیدی مراسلے میں جو نواب اسحاق خاں مرحوم مغفور کے نام ہے تحریر فرماتے ہیں:

"تبصرہ † طبع ثانی ایک ہفتہ ہوا موصول ہوا۔ غایت دلچسپی کی وجہ سے نے میں اس کو مکرر پڑھا۔ تغلق نامہ کے متعلق آپ کی تاسف آمیز تحریر پڑھ کر دل میں ایک حسرت کی موج اٹھی اور اس خیال سے دل تڑپ کر رہ گیا کہ کاش میں اس کا نسخہ حاضر کرسکتا۔ اسی اضطراب میں خیال آیا کہ کتب خانہ میں حیاتی کاشی کا جہانگیر نامہ ہے جو بجواب تغلق نامہ لکھا گیا تھا۔ اس کو دیکھنا چاہیئے شاید حالات پر کچھ روشنی پڑے۔ اس کو نکال کر دیکھا۔ حسب ذیل واقعات معلوم ہوئے..... ...."

غرض کہ مولانا شروانی کا مراسلہ جس کا خلاصہ اوپر دیا گیا ہے

---

* جہانگیر نامہ کا نسخہ جو بعد میں تغلق نامہ ثابت ہوا انہیں کے کتب خانہ سے نکلا۔

† تبصرۂ ثانی متعلق ترتیب کلیات خسروی صفحہ ٣٢

اور جہانگیر نامہ کا قلمی نسخہ نواب اسحاق خاں مرحوم نے آخری فیصلہ کے لیے خاکسار کے سپرد فرمایا۔ میں نے ان دونوں چیزوں کو سر سری نظر سے دیکھا۔ مجھ کو قطع نظر اس بات کے کہ حیاتی کے اقوال کا صحیح محمل کیا ہو سکتا ہے اس کتاب میں حضرت امیر خسرو کی روح محسوس ہوئی اور آخر کار مجھ پر منکشف ہو گیا کہ سوائے چند ابتدائی اوراق کے جو حیاتی کاشی کے طبع زاد ہیں اور جس میں اس نے جا بجا اپنا نام لکھا ہے باقی تمام کتاب امیر خسرو کی ہے اور یہ وہی کتاب ہے جس کا نام تغلق نامہ ہے اور جس کی نسبت علمی دنیا صدیوں سے یقین کرچکی ہے کہ وہ مفقود ہو گئی ــــ

میں نے اپنی یہ رائے مع ان دلائل کے جو اس سر سری مطالعہ کے وقت میرے خیال میں آئے اور جو اثبات مدعا کے لیے کافی تھے لکھ کر بھیج دی تھی۔ جو تبصرۂ ثانی میں مولانا شروانی کے مراسلہ کے ساتھ چھپ چکی ہے۔ مگر اس مبحث کی اہمیت کا لحاظ کر کے میں چاہتا ہوں کہ ان تمام دلائل و شواہد کو جو میں نے اس وقت لکھے تھے اور نیز جو مزید مطالعہ اور مزید غور و فکر کے بعد میرے خیال میں آئے زیادہ توضیح اور تفصیل کے ساتھ لکھوں:

(١) جہانگیر نامہ اور عشقیہ میں بیان کا انداز اور ترکیبوں کی بندش اور قوافی کی نشست بالکل متحد واقع ہوئی ہے بلکہ بعض اوقات پورے پورے مصرعے اور شعر باہم مل جاتے ہیں۔ اور سوائے ایک دو لفظوں کے کچھ فرق نہیں ہوتا۔ مقابلہ کے لیے

میں نے عشقیہ کو اس لیے ترجیح دی ہے کہ وہ حضرت امیر کی اواخر عہد کی تصنیف ہے اور متعدد واقعات دونوں کتابوں میں مشترک ہیں۔ اور بحر بھی دونوں کی ایک ہی ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں:—

جہانگیر نامہ

همی گفت آسماں را آفتابش   کہ سکہ می شوم بہر خطابش
گہر ہائے کہ گوہر پاش از امید   بنور چشم خود پرورد خورشید
ازاں خون و ز موج اشک رنگیں   حنا می بست بردست نگاریں

عشیقہ

ازاں نے مہر شد دینار خورشید   کہ دارد سکۂ نام تو امید
گہر ہائے کہ ہر یک را ز امید   بصد خون جگر پرورد خورشید
ز کو بش بو رخ پر خون و رنگیں   حنا می بست بر دست نگاریں

—— * ——

چو دولت مرد را بر سر نہد تاج   کسے کز سعد گردوں بہرہ مند است
فتد ز اسپ او دشمن بتاراج   ز انجم ہمچو انجم سر بلند است
بہر قفلے کہ دستش یار گردد   اگر جوید کلید کار در مشت
ہر انگشتش کلید کار گردد   کلیدے گرد از دستش ہر انگشت
بہر منزل کہ جایش در خور آید   چو عون غیب پیش مقبل آید
مراد از بام و کام از در در آید   غرض پیش از تمنا حاصل آید
بہ تعظیم آسمان بوسہ جبینش   ہنوزش آرزو باشد بسیدہ
بسلطانی دہد ز انجم نگینش   کہ پیش از خواست پیش آید خزینہ
ز تقدیر است چون بو نو بہ تعویز   ز روزی خواہ در دہ خواہ در شہر
خواص قابلیت در ہمہ چیز   مقام ہر کسے پیداست در دہر

یکے کو از بلندی بہرہ مند است   عقاب از اوج نتواں داشتن پست
نیارد پست ماندن چوں بلند است   مگر در بازوش لنگر تواں بست
دگر کز آسمانش بہرہ پستی است   بشعلہ سوش بالا بر نہاید
رہش با چار سوئے زیر دستی است   مگر آں کش غلو ازے رباید
بود گندم خرے بالا سر افراز   بن جو را ز یک گز فکزرد شاخ
سر چلغوزہ گوید با فلک راز   شود گر جو بجو با ابر گستاخ
بکوشش دیو جمشیدی نیابد   بحیلہ چند باشد پست را اوج
ستارہ نور خورشیدی نیابد   بدر یا بر شود باز اوفتد موج
سرے کو را بود قسمت کلاہے   کواکب کز رصد ہا در شمارند
ہوس برتاج بردن نیست راہے   شمار کار عالم پیشہ دارند
ازاں نقدے کہ می سنجند در غیب   بآئینے کہ می آید ز تقدیر
برروزی پر شود نے از ہوس جیب   بکار خلق می سازند تدبیر
نہ ہر فرقے سزائے تاج شاہی است
نہ ہر تن را لقب ظل الٰہی است
نہ ہر دزی بر افسر جائے یابد
نہ ہر سر تاج ملک آرائے یابد

—— * ——

فرنباں کوس فتح آواز می داد   ترنم زہرہ را آواز می داد
ز سر می برد ہوش و باز می داد   نوا جاں می ربود و باز می داد
ہمہ دندانش در بالا و پستی   ہمہ دندانش مست شہر بد راست
فتاں خیزاں شدہ از شیر مستی   کزاں مستی ہمی افتاد ومی خاست
کسے کو عزت اسلام داند   کسے کو عزت معشوق داند

معاذ الله که این دیدن تواند   کجا از نان و جانش یاد ماند
کنون زان گونه خواهم راند این حرف   بهنجارے نگارم نقش این درج
که گنجِ نه فلک در وے شود صرف   که چوں آب رواں گوهر شود خرج
چو من در خوں فتم خونم مشوئید   چو بازم گشت زو خونم مجوئید
وزیں خونخوار کاں خونم مجوئید   وزیں خوں روے گلگونم مشوئید
فلک تاج علا را بود معراج   علا از تخت رفت رفعت از تاج
بخاک افتاد والا گوهر تاج   شها بے جاے ما هے کرد معراج
بود شه پاسبان خلق پیوست   چو باشد خانه را پاسباں مست
خطا باشد گه باشد پاسباں مست   رساند دزد را خود باز بردست
شباں چوں شد خراب از بادهٔ ناب   شبانے را که باشد داده در پیش
رمه در معدهٔ گرگاں کند خواب   رساند نقل گرگ از پهلوے میش
در آئینے که رسم ملکداری است   ستون عمدهٔ با استواری
ثبات کارها در هوشیاری است   ستاد شه بود در راست کاری
چو طبعم در جواں مردی در آمد   سپاه دیں که چوں دریا در آمد
قلم را موج دریا بر سر آمد   مغل را موج دریا بر سر آمد
عجب حیفی که زاں گبران گمراه   عفا الله بر چناں روهاے چوں ماه
بخوں غلطد چناں روهاے چوں ماه   کسے چوں برکشد شمشیر کیں خواه
جوانے هم چو بخت خویش بیدار   ربوده خواب بیداراں به یکبار
ربوده خواب بیداراں به یکبار   ز چشم نیم خواب و نیم بیدار

— * —

تغلق نامه اور جهانگیر نامه کی تصنیف میں پورے تین صدیوں کا فاصله هے اور اس عرصه میں فارسی زبان اور اس کی نظم و نثر

میں نمایاں تغیرات هوگئے تھے - بہت سے الفاظ اور محاورات متروک هوکر نئے الفاظ اور نئے محاورات ان کی جگه جاری هوگئے تھے - شاعری میں بجاے قدما کی سادگی اور بے تکلفی کے دقت پسندی اور نازک خیالی خصوصاً دور اکبری میں انتہا کو پہنچ چکی تھی جس کو اس عہد کے سخن فہم تازه گوئی سے تعبیر کرتے هیں - اس لئے حیاتی کے کلام کو حضرت امیر خسرو کے کلام کے ساتھ مقابله کرنا اور ان میں فرق دکھلانا شاید اهل ذوق کے نزدیک معیوب سمجھا جاے - اس خیال سے میں نے عشیقه اور تغلق نامه کے هم معنی اشعار بالمقابل نقل کر دئے هیں - هر شخص اندازه کر سکتا هے اور یقین کرسکتا هے که اس قدر توارد دو هم عصر شاعروں کے کلام میں بھی نہیں هوسکتا چه جائیکه ان میں سینکڑوں برسوں کا فاصله هو —

اشعار مذکورهٔ بالا کی نسبت صرف اس قدر اور عرض کر دینا ضروری سمجھتا هوں که میں نے ان کے جمع کرنے میں کوئی خاص اهتمام نہیں کیا - بلکه جهانگیر نامه کے مطالعه کے اثنا میں جو اشعار ایسے آے جن کے هم معنی شعر عشیقه میں میری نظر سے گزر چکے تھے اور مجھے یاد تھے ان کو لکھ دیا هے - مجھے یقین هے که اگر ان دونوں کتابوں کا مقابله کیا جاے تو صدها ایسے هم معنی اشعار ملیں گے -

(۲) اس کتاب میں وقایع تاریخی کی ایسی چھوٹی چھوٹی جزئیات اور تفصیلات پائی جاتی هیں جن کو مورخ عموماً اپنی تاریخوں میں نہیں لکھتے - اور جن کو ضیاء برنی نے بھی جو

عہد قطبی اور تغلق کا عینی شاہد ہے فیروز شاہی میں نہیں لکھا۔ پس اس قسم کی جزئیات کا جو اس کتاب میں بکثرت پائی جاتی ہیں پوری تین صدیوں کے بعد حیاتی کے قلم سے ظاہر ہونا ایک ایسی بعید از قیاس بات ہے جس کو غالباً کوئی عاقل تسلیم نہیں کرے گا۔ مثلاً صرف دو واقعوں پر اکتفا کرتا ہوں —

(۱) ۔ خسرو خاں نے قطب الدین مبارک شاہ کو قتل کر کے شاہزادوں اور شاہی خاندان پر جو ظلم و ستم توڑے ان میں ایک واقعہ کا دردناک منظر اس طرح دکھایا گیا ہے :—

چنان است این حکایت راست را است   کہ چون بر قطب دین رفت آنچہ حق خواست
ز بعد آن سریر آرائے مرحوم   برادر پنج دیگر ماند مظلوم
یکے خان فرید اسم بلند اصل   کہ بود اصلش زدہ شد وصل بر وصل
کہ آن سلکے سزائے ملک سنجے   سہ پنجش عمر در دیرینہ سنجے
تمامش دادہ قران ختم مشہور   دلش زان نور گشتہ سورۂ نور
بسا شاگردیٔ استاد کردہ   کتاب و نامہ را چون یاد کردہ
بہ ترتیب کمان و تیر پیوست   بعقد تیر دو انگشت او شست
دگر بو بکر خان دیباچۂ تخت   سزائے ملک گر یاری کند بخت
ز سال عمر او در ہفتہ رفتہ   دو ہفتش سال و او ماہ دو ہفتہ
الم دیدہ ز الف و لام و یا سین   نشستہ در دل قران چو یسین
ہوس در نظم و نثر و لفظ و خط خوش   طبیعت خود چہ گویم آب و آتش

— ٭ —

علی خان گرامی ہشت سالہ   حبیبے چون گل و روے چو لالہ
ہمہ دندانش در بالا و پستی   فتان خزان شدہ از شیر مستی
ز قرآن تا بقد افلح رسیدہ   قد ش افلح شدہ کان صفحہ دیدہ

— ٭ —

بہا خان ہم بہشتم سال نو خیز   بجانش دوم قران ورق بیز
گرفتہ روزی از تعلیم بالا   و ما من دابۃ فی الارض الا

— ٭ —

چنین شہزادگان نازپرورد   کہ چرخ از بہر ملک انباز پرورد
زمان عمر شان چون بر سر آمد   زمانہ در جفا کاری بر آمد
اشارت کرد خسرو خان کم بخت   کہ بر شہزادگان کارے رود سخت

— ٭ —

ز پنجم سال عثمان بہرہ ور بود   ہنوز از جمع قران بے خبر بود
ببازی ہاے نوزادان ہوس ناک   ز لوح کاف و نون لوح دلش پاک

— ٭ —

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے مقتول ہوجانے کے بعد اس کے پانچ بھائی باقی رہ گئے تھے۔ اول فرید خاں جس کی عمر پندرہ سال کی تھی قرآن مجید ختم کرچکا تھا۔ کتابیں پڑھتا تھا اور تیر اندازی کی مشق کرتا تھا۔ دوم ابو بکر خاں جس کی عمر چودہ سال کی تھی۔ .... نظم و نثر کا شوق تھا خط اچھا اور طبیعت نہایت ذکی تھی۔ سوم علی خاں نہایت حسین تھا۔ قد افلح المومنون تک

پڑھ چکا تھا - چہارم بہا خاں - اس کی عمر بھی آٹھ سال تھی قرآن مجید کا پہلا ثلث ختم کر چکا تھا اور وما من دابۃ فی الارض کا پارہ پڑھ رہا تھا - پنجم عثمان خاں - پانچ سال کی عمر تھی - تعلیم ابھی شروع نہیں ہوئی تھی —

شہزادوں کے متعلق جس قدر جزئیات ہم کو مندرجۂ بالا اشعار سے معلوم ہوتے ہیں ان پر سرسری نظر ڈالنے سے یقین ہوتا جاتا ہے کہ ان کا بیان کرنے والا حیاتی نہیں ہوسکتا —

(ب) - غازی الدین تغلق اور خسرو خاں کے درمیان جو فیصل کن معرکہ آرائی دہلی کے قریب ہوئی اس کا نقشہ ایسا مفصل کھینچا گیا ہے جو کسی بعد کے زمانے والے سے ممکن نہیں معلوم ہوتا - فریقین کے میمنہ اور میسرہ کے دستوں کی تعداد اور ان کے افسروں کے نام - کیوں کر جنگ شروع ہوئی اور کس طرح ختم ہوئی - اثنائے جنگ میں غازی الدین تغلق کے لشکر کے ایک دستے کو شکست ہو جانا جس کی وجہ سے اکثر فوج کا مفرور ہوجانا مگر غازی الدین کا اپنی جگہ پر استقلال کے ساتھ قائم رہنا اور دوبارہ ترتیب قائم ہونا - ہر بات صاف صاف معلوم ہوتی ہے —

غازی الدین تغلق کے لشکر کا مقدمۃ الجیش منزل بمنزل دہلی کی طرف بڑھتا چلا آرہا ہے اور دہلی میں ہلچل بڑھتی جاتی ہے :—

ہمیشہ دم بدم آوازہ در شہر — کہ اینک دہرہ زن شد صفدر دہر

گزشت از ہانسی آمد در مدینہ* — فگن شورش ز دین الدین مدینہ
ازاں آیندہ دیں مقدار نو یافت — مدینہ حیدر کرار نو یافت
چو در رہتک سہ پایہ کرد رایت — ولی عہد نبی شد در ولایت
چو در مندوتی* آمد جیش منصور — بدہلی شد دمیدہ نفخۂ صور
چو گردان سپہ بر شد بعالم — بچشم ہندواں شد تیرہ عالم
چو نور افگند بر کوہ کنسپور — شد آں سنگ از صفا رخشندہ چوں طور
علم کز حوض سلطان عکس بنمود — منارہ حلہ بست از ظل ممدود
چو میلے چند ازاں نزدیک تر شد — سپاہ ہندواں زیر و زبر شد
پر از دہلیز و خرگہ شد سراسر — ہمہ صحرائے اہراوت ز لشکر
پس پشت آب جون و پیش دہلی — کجا یارد ستادن جیش دہلی
ز رود جون ہمی آمد ندائے — ظفر با خوشدلی می کوفت پائے
ملک فخر الدولہ بیرون لشکر — چو شیراں بر تنش ہر موے لشکر
جوانے ہمچو بخت خویش بیدار — ربودہ خواب بیداراں بہ یکبار

شب جمعہ خسرو خاں مع اپنے فوجی سرداروں کے تمام رات فوج کی تیاری اور آراستگی میں مصروف رہتا ہے اور اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر عین الملک اپنے وعدے کے مطابق اپنی جمعیت کو ساتھ لے کر چپ چاپ اُجین کی طرف روانہ ہوجاتا ہے :—

---

* رہتک اور میہم کے لب سڑک ایک چھوٹا سا گاؤں ہے - یہ علاقہ اب تک مشہور ہے کہ غازی الدین اور خسرو کی جنگ یہاں ہوئی تھی —

* یہ بھی میہم کے قریب ایک گاؤں ہے یعنی مندوتی با میم مفتوح و نون غنہ و دال مفتوح —

چنان بود این حدیث تیغ بازی که چوں در اندیت آمد شاہ غازی
شب جمعہ حسن شد در پئے کار کہ فردا رایت افرازد بہ پیکار
دراں غوغا کہ ہر کس بود مفتوں نہانے رفت عین الملک بیروں
چو بنیادے ندید از ملک عینش عزیمت شد بہ شہر خود اجینش
ہمہ شب بود خسرو لشکر آرائے سران و سرکشانش نیز بر پائے
چو صبح جمعہ تیغ تیز برداشت زمانہ غلغل خونریز برداشت
ہمہ تن مہرگردوں تیغ کیں داشت زحل آبے و مریخ آتشیں داشت
بعزم رزم شد ترتیب لشکر ازاں ہر روز ترتیب آہنیں تر

روز جمعہ چاشت کے وقت خسرو خاں جس شان و شکوہ کے ساتھ اپنی فوج لے کر نکلتا ہے اور جس طرح اس کے یمین و یسار کی تقسیم اور ترتیب کرتا ہے اس کی تصویر ملاحظہ ہو:—

چو خورشید درخشاں در تلالا بر آمد چوں سناں یک نیزہ بالا
رواں شد تند خسرو خان بد روز بکین سوے ملک غازی کین توز
سپہ آراستہ از شرق تا غرب تو گوئی خواست کردن با فلک حرب
صفے چوں دشت جوش آہن بگویم کہ جز سبع شدادش من نگویم
ز دست راست گشتہ کینہ پرور دو صوفی نوش خون را شستہ ساغر
یکے خاں یوسف صوفی بہ تعجیل کہ مصرے گیرم از شمشیر چوں نیل
دگر با او کمال الدین صوفی کمر بستہ بکیں چوں مہم کوفی
ہماں جا قر قماز اندر تگ و تاز کہ بود سا پستی سر افراز
ہما نجا ہا و لیکن باب کافور بعزت مہر داری گشتہ مشہور
ہمانجا راست کردہ فوج پیکار شہاب آں باربک را نائب کار

ہماں جانب کیں مہر اودہ بود بہاء الدین دبیرش ہم مدد بود
بدست چپ ہمانجا لشکرے سخت ہوا خواہاں خسرو خان کم بخت
یکے مرتد کہ گاہ خوک خواری ز دیگر خوک خواراں جست یاری
دگر زن دھول یعنی رائے رایاں دگر کج برہمہ و ناک از تیرہ رایاں
دگر سنبل کہ حاتم خانش خوانند امیر صاحب سلطانش خوانند
دگر آں مالدیو آفت انگیز کہ رفت و باز گشت از بہر خونریز
دگر اصحاب دیواں جملہ باہم شدہ دیوان عارض ہم بداں ہم
امیران دگر را کس چہ داند کہ ایں جا یک بیک را باز خواند
ہمہ نو مہر گشتہ پارہ کوشاں بخون ریزی چو خون خویش جوشاں

مندرجہ بالا اشعار میں آخر کے دو شعر خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔ مصنف عذر کرتا ان کے سوا اور بھی امیر ہیں جن کو میں نہیں جانتا ان کا ذکر چھوڑتا ہوں اس لیے کہ یہ لوگ حال ہی میں غلامی کی حالت سے ترقی کر کے درجۂ امارت کو پہنچے ہیں۔

غازی الدین تغلق نے جس طرح اپنی افواج کی تقسیم اور ترتیب کی تھی اس کا نقشہ بھی ملاحظہ ہو۔

بآئین نخستیں لشکر آراست بہر جا لشکر آرائی بر آراست
سر صف میمنہ حاضر با خلاص بہاء الدولہ خواہر زادۂ خاص
بفوج دومیں شیر سبک عزم ملک بہرام ابیہ رستم رزم
بدیگر فوج ازاں پس پہلوئے کار علی حیدر بہر دو نام کرار
بسوئے میسرہ در کیں کمر بند ملک فخرالدول شایستہ فرزند
بدیگر فوج ہمچوں سعد و قاص اسد والا برادر زادۂ خاص
بدیگر فوج بود آسا جدارے خوش غوری شہاب اسفند یارے

سر صف میر شادی صفدر شرق   ز تیر و تیغ هم باراں و هم برق
بقلب اندر گزین خاص تقدیر   ملک غازی سپهدار جهانگیر

———*———

(۳) اس کتاب میں وقایع تاریخی کے بیان کرنے میں جس قدر صحت کا التزام رکھا گیا ہے اس کا مکرر سہ کرر اعلان کیا گیا اور واقعات کی صحت کا ناظرین کو یقین دلایا گیا ہے - بعض واقعات عینی شاهد سے روایت کئے گئے ہیں - اور بعض کی نسبت خود اپنے چشم دید ہونے کا اقرار پایا جاتا ہے - اور تمام باتیں بحیثیت مجموعی صاف اس امر کی دلیل ہیں کہ ان واقعات کا بیان کرنے والا جیاتی نہیں ہوسکتا —

ایک داستان کے شروع میں کہتے ہیں :—

دریں ملک از بسے فتنہ کہ برخاست   خبر زیں گونہ دارم راستا راست

ایک واقعہ کو عینی شاهد سے نقل کرتے ہیں :—

کسے کیں فتنہ دید از دیدۂ خویش   چنیں بیروں ترا وید از دل ریش

ایک واقعہ کی نسبت دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ میرا چشم دید ہے - عبرت انگیز تمہید کے ساتھہ اس واقعہ کو شروع کیا ہے اور جس جوش کے ساتھہ اس کو بیان کیا ہے اس سے ہر صاحب ذوق سلیم اندازہ کرسکتا ہے کہ واقعہ یقیناً چشم دید ہے - چنانچہ فرماتے ہیں :—

همیں بیداد کیں کا ختر کنوں کرد   بسندہ است از برائے عبرت مرد
دریں عبرت سرائے پر فسانہ   نگہ کن تا چہا زاد از زمانہ
اگر وقتے بلائے می شنیدیم   دریں دوراں بچشم خویش دیدیم

کجا سلطان علاءالدین و آں کار   کزاں هیبت شدے گردوں بزنہار
کنوں برنسل او بیں تا چہ کیں رفت   کہ چنداں خون نا حق بر زمیں رفت
چناں است ایں حکایت راستا راست   کہ چوں بر قطب دیں رفت آنچہ حق خواست

(۴) اس کتاب میں بعض ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جو قدما اور متوسطین کے عہد میں عام طور پر رائج تھے مگر بعد میں ان کی مروجہ شکل ثقیل اور غیر فصیح قرار پائی اور وہ متروک ہوگئے - اور نئی شکل متاخرین میں مقبول ہوئی - اس قسم کے الفاظ حضرت امیر خسرو کی متعدد تصانیف میں باوجود کاتبوں کی اصلاح کے بکثرت میری نظر سے گزر چکے ہیں اور وہی الفاظ اپنی اصل شکل میں جو حضرت امیر کے زمانے میں مروج تھے اس کتاب میں بھی پائے جاتے ہیں :—

مثلاً بستاخ بجائے گستاخ اور بستاخی بجائے گستاخی - شگال بجائے شغال - آگوش بجائے آغوش بیرانہ بجائے ویرانہ - شیں بجائے نشیں اور شیند بجائے نشیند اور شاند بجائے نشاند - اسوار - جنگی - کار باں —

(۵) هندوستانی رنگ کے محاورات جو حضرت امیر کی تمام تصانیف میں پائے جاتے ہیں اور جن پر فصحائے عجم همیشہ معترض رہے اس کتاب میں بھی بکثرت موجود ہیں - بطور نمونہ کے چند الفاظ ملاحظہ ہوں :—

بیگار کشیدن یعنی بیگار نکالنا - گوش فروهشتن یعنی کان ڈال دینا فرماں بردار ہوجانا - آمادہ خوردن یعنی پکی پکائی کھانا؛ تکلیف کا خوگر نہ ہونا - رہ افتادن ' راستے کا پر خطر غیر محفوظ

ہو جانا - آب دہن بر آمدن ' یعنی رال ٹپک پڑنا - کار کو دیدن یعنی کام چلنا یا کام لڑکنا -

علاوہ ازیں خالص ہندی الفاظ بھی اس کتاب میں بکثرت پائے جاتے ہیں اور فارسی لفظوں کے ساتھ جس طرح ان کو وصل کیا گیا ہے اس میں حضرت امیر خسرو کی ترصیع کی شان صاف نمایاں ہوتی ہے —

چند اشعار ملاحظہ ہوں :—

دگر بوسار و بیری مار و پر مار سخن شاں مار مارو سر پسر مار
چو بگشا دند تیر بے خطا را بزاری گفت ہے ہے تیر مارا
شد از مومن بگردوں بانگ تکبیر ز گبر آواز نارایں ہوا گھر

(۶) ان اندرونی شہادتوں کے علاوہ بعض خارجی شہادتیں بھی ایسی ہیں جو میرے خیال کی تائید کرتی ہیں - ان کے معتمد اور مستند ہونے میں کسی قسم کا شک شبہ نہیں ہو سکتا - محمد قاسم فرشتہ ' صاحب فرہنگ جہانگیری اور سراج الدین علی خاں آرزو اپنی کتابوں میں بعض اشعار حضرت امیر خسرو کے نام سے بطور سند کے نقل کرتے ہیں اور وہ اشعار اس کتاب میں موجود ہیں :—

فرشتہ کہتا ہے - " امیر خسرو می فرماید ابیات :—

نشاید پادشہ را مست بودن نہ در عشق و ہوس پیوست بودن
بود شہ پاسبان خلق پیوست خطا باشد کہ باشد پاسباں مست
شہاں چوں شد خراب از بادۂ ناب رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب
در آئینے کہ رسم ملک داری است ثبات کارہا در ہوشیاری است

(تاریخ فرشتہ مطبوعہ نول کشور جلد اول صفحہ ۸۶)

صاحب فرہنگ جہانگیری لکھتے ہیں کہ " خستہ باول مفتوح چہار معنی دارد - اول تخم میوہ را گویند مانند شفتالو و خرما - دوم بمعنی بیمار و آزردہ بود - حکیم خسرو ایں معنی در کور کردن پسران سلطان السلاطین رقاب امم ملوک الشرق والعجم علاءالدین والدنیا گفتہ :—

کسے کو بر کشید ایں دیدۂ سر بسان خستۂ شفتالوئے تر
دو چشم او چو دو عناب خستہ ہمیشہ خستہ و در خوں نشستہ

(فرہنگ جہانگیری مطبوعۂ ثمر ہند جلد اول صفحہ ۳۵۱)

نشاید ہیچ مردم خفتہ در کار کہ در پایاں پشیمانی دہد بار

(ایضاً)

سراج الدین علی خان آرزو کی کتاب غرائب اللغات کا ایک قلمی نسخہ نواب محمد مزمل اللہ خان رئیس بھیکم پور کے کتب خانے میں میری نظر سے گزرا اس میں لغت " بات موتی " کے ضمن میں ذیل کا شعر حضرت امیر کے نام سے بطور سند کے نقل کیا گیا ہے :—

رہ افتادن گرفت از ہر کرانہا بماند از راہ رفتن کار بانہا

برہان جامع مصنفۂ محمد کریم الدین مہدی قلی تبریزی جو فتح علی شاہ قاچار کے عہد کی تصنیف ہے اس میں یہ شعر امیر خسرو کے نام بطور سند کے پیش کیا گیا ہے :-

یکے از عجز تن دادہ بہ تسلیم یکے در لوروار در می شد از بیم

(۷) ان تمام شہادتوں کے علاوہ جو اوپر مذکور ہوچکی ہیں

صرف ایک آخری شہادت اور باقی رہ گئی ہے جس پر میں اس بیان کو ختم کرتا ہوں اور ناظرین سے طول کلام کی معافی کا خواستگار ہوں —

میرا خیال ہے کہ یہ شہادت اس مہتم بالشان مبحث میں ہر شخص کے نزدیک فیصل کن متصور ہوگی۔

خود اسی کتاب میں ایک شعر مجھے ملا ہے جو حسب ذیل ہے :-

زبان گرد آر خسرو چند ازیں گفت
که باشاهاں نشاید مہر و کیں گفت

ان دلایل اور شواہد کے بعد غالباً اب کسی قسم کے معقول شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی اور جہانگیر نامہ اور تغلق نامہ کی بحث بالکل صاف ہوگئی ہے اور ثابت ہوگیا ہے کہ یہ کتاب حیاتی کی کسی طرح نہیں ہوسکتی بلکہ یہ حضرت امیر خسرو ہی کی تصنیف ہے جس کا نام تغلق نامہ ہے اور جس کی نسبت ہندوستان کی علمی دنیا صدیوں سے یہ یقین کر چکی تھی کہ وہ مفقود ہوگئی۔ اب رہا حیاتی کے بیان کا اضطراب یا حیاتی اور مولانا آزاد بلگرامی کے اقوال کا تعرض، جو مولانا شروانی کی راہ میں حایل ہوے، اس حقیقت کے منکشف اور فیصل ہوجانے کے بعد، کچھ زیادہ اہم نہیں رہتے مگر تاہم مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں ان کی کوئی معقول توجیہ کرنے کی کوشش کروں تاکہ یہ خفیف سا خلجان بھی دور ہو جاے —

جو لوگ فارسی ادبیات اور اس کی تاریخ سے واقف ہیں اور جنھوں نے ہر دور کے کلام کو بنظر غایر مطالعہ کیا ہے ان کو بخوبی معلوم ہوگا کہ نظم میں واقعہ کی صحت اور لوازم شاعری دونوں کا التزام کس قدر دشوار کام ہے - بلا شبہ قدما اور متوسطین کے طبقے میں ایسے اچھے شعرا ملیں گے جنھوں نے اس دشوار گزار منزل کو نہایت قابلیت کے ساتھ طے کیا ہے - لیکن متاخرین کا طبقہ بالعموم الا ماشاء اس صفت سے عاری ہے اس کی وجہ بالکل صاف ظاہر ہے یہ لوگ جس قدر مداحی میں غلو کرنے لگے' مضمون آفرینی ' دقت پسندی اور نازک خیالی میں جس قدر ترقی ہوتی گئی اسی قدر حقایق نگاری کی قابلیت ان لوگوں سے سلب ہوتی گئی - پس حیاتی سے یہ توقع کرنا کہ وہ کسی واقعہ کو صفائی اور صحت کے ساتھ بیان کرے گا سخت غلطی ہے۔

پس اگر اس نکتہ کو ذہن میں رکھ کر حیاتی کے اقوال پر غور کیا جاے تو اس کا مافی الضمیر جو المعنی فی بطن الشاعر کا مصداق معلوم ہوتا ہے بسہولت سمجھا جا سکتا ہے اور اس کے بیان میں کوئی اضطراب باقی نہیں رہتا - میں چاہتا ہوں کہ اس کے تمام کلام کی تحلیل اور اس کا تجزیہ کرکے ہر حصہ کا مفہوم عرض کردوں تاکہ ناظرین کو سہولت ہو اور ان کو زیادہ کاوش کرنی نہ پڑے —

[ختم مقدمہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم]

"کتب خانۂ حبیب گنج کے قلمی نسخے کا ایک صفحہ"



بسم الله الرحمن الرحیم

آغاز سخن در شرح چگونگی به نظم آوردن این چند داستان و باتمام رسانیدن کتاب تغلق نامهٔ سخن پیرائے گلزار هر تازگی و نوی گنجور خزاین معنوی امیر خسرو دهلوی رحمة الله علیه که نه از نقوش دیباچه اش اثرے بود و نه از نگارش خامه * اش خبرے - نه حدیقهٔ حمدش را درها باز و نه گلشن مدحش را دستان سرائے بآواز

حمد

بنام آں که نام از وے نشاں یافت — زباں آموخت حرف و نطق جاں یافت
خداوندے که از صنع خدائی — بظلمت داد نور روشنائی †
دو عالم پیش گاه حضرت اوست — وجود هرچه هست از قدرت اوست
زمینی هرچه باشد یا سمائی — نمودار یست از کار خدائی
از آغاز خودی باداب ‡ سرمد — خدائی را خود آوردست با خود
بظاهر در وجود انوار رخشاں — به پنهاں بر عدم هم ماه تاباں
بفرمانش سپهر و اخترانش — جهات و آخشیج و گوهرانش

* ک : خاتمه — † ق ر : نور و روشنائی — ‡ ک : ذات —

بسو دایش خرد بازار بهزے   زبان هم در سپاسش گنج ریزے
معاذ الله زکهنش گر فروزد   گلوئے خوشه از شبنم بسوزد
عفا الله هم ز لطفش کهی فراموش   که دارد قطره دریا را در آغوش
همه بوم و بر از وے نور در نور   سر کویش هزاران طور در طور
زجودش بحر و کان سرمایه داران   زکویش مشکبو باد بهاران
از و هر خار و هر خس پرنیان پوش   و ز و حوران گلشن دوش بر دوش
از و دارد لب گُل خنده ناکی   دل غنچه هم ازوے سینه چاکی
از و دستان سرا آوازِ بلبل   گلوئے شیشه هم در ذکر قلقل
ز نورش سرخ گشته گونه گل را   فزون از رنگِ گل گلگونه مُل را
زخوانش زلّه بر ز انسے و جانے   همیشه حضرتش در میزبانے
سمندر از فروغش خرم و خوش   نشسته تا بگردن اندر آتش
چو خواهد در دلے مهرے بکارد   به مجنوں لیلئے را بر گمارد
بوامق ز آتش عذرا نهد داغ   کند هر داغ را رشک ‡ گُل باغ
بخسرو آتش رشکے فروزد   ز برق تیشه فرهادے بسوزد
ز عشق او بهر جا رستخیزے   سرِ کویش عجب دیوانه خیزے
طرازِ حلّهٔ نازک نهالاں   پلاس کهنهٔ بوسیده حالاں
اگر از روح پرسی مایهٔ اوست   وراز عقل ، آں فرو تر پایهٔ اوست
بهر وادی بهر بر زن بهر کوئے   خدائی را همیشه آب در جوئے
حیاتی حمد را فرجام نبود   چه گر آغاز هست انجام نبود
بهار از نو بشغل خویش پیرائے   پس از حمد خدا در مدح شاه آئے

‡ ن : رشکی –

گلے آور ز هر حرفے ببوئے   هم از هر لفظ او بحرے بجوئے
ز خاطر طبع را گنج گهر کن   نثار تخت شاه تاجور کن
کدامین شاه آں شاه جواں بخت   که می بالد ز نامش افسر و تخت
ابوالغازی جهانگیر جهاں شاه   زمین را روشن اختر ، چرخ را ماه
فروغ اختر صاحبقرانی   چراغ دودمان گورگانی
در یکتائے درج هفت کشور   درخت بار دار شاه اکبر
خوشا وقتا و فارغ روزگارا   زها فصله و خرم نو بهارا
که آید ز آسماں هر دم ندائے   سراید این نوا دستاں سرائے
گرفت اورنگ شاهی سر فرازی   ز نورالدین محمد شاه غازی
جهانگیر و جهاں بخش و جهاں دار   جهاں را با سر و کارش سروکار
ز هر سر تاج گیرد افسر او   جگرها آب دارد خنجر او
ز بازویش توان پشت یلی را   پرستاری ز تیغش پر دلی را
شگفته گل بنے از آتش طور   سراپا شعله * و سر تا بپا نور
ز راه داد و دین سود و زیاں را   نگهبانست چندیں دودماں را
فریدونی کند در کج کلاهی   پرستاری کند در بادشاهی
ز سهمش پارهٔ فولاد ریزاں   ز عدلش باز از تیهو گریزاں
کهے † خنجر بلا را مرد میداں   کهے ساغر سخا را ابر باراں
سر نهدان تیغش خانهٔ مرگ   کمند و گرز دام و دانهٔ مرگ
سرتیغش ز ند بر خان و ماں برق   همین است ار بود آتش فشاں برق
بقدر قوّت آں زور بازو   چه باشد کوه با سنگ ترازو

* ن : شعلهٔ سر تا بپا – † خنجر بلا ، اور ساغر سخا ، دونوں جگه فک اِضافت هے –

هر آنکس را که آویزد با و جنگ
کمر از کوه باید باز و از سنگ

ظفر با عزمش از یک دوده مانست
اجل با تیغش از یک خان و مان است

عطارد خامهٔ ، بهرام تیغی
ز دست و طبع خوش بارنده میغی

گرفتن را شناسد جنس تا راج
و گر نه می گرفت از آسمان باج

همه چشم و همه دستست در راه
امل فربه شود زو ، رنج ، کوتاه

غرور و سرکشیها بندهٔ او
بزرگی سر به پیش افکندهٔ او

ره او هر قدم را گنج قارون
سرش بال هما را بخت میمون

دلش را جوش دریا موج خیز است
کفش را بحر وکان اندر گریز است

هوا از نعل اسپش برق باران
زمین از هیبتش موم گداران

ز قدر خویش آورد است پایه
همانا افکند بر چرخ سایه

سخن با لفظ او عیسی بگفتار
قلم در دست او مانی به رخسار

بر اختر می فشانم گوهرش را
چو یاد آورم تاج سرش را

هم از بهر جهان افروز طبعش
ز دریای گهر اندوز طبعش

دعا را رسم و آئین تازه سازم
اجابت را بلند آوازه سازم :

بود در آسمان تا مهر را نور
مبادا عکس او از چتر شه دور

حواتی اے سخن را سود فرهنگ
برون آورد گوهر از دل سنگ

بیا اے خازن گنج نهانی
بیاور انچه داری آسمانی

در گنج سخن را قفل بکشائے
بسفتن هر گهر را قدر بفزاے

ازین در گفت و گوا ورد هو واسو *
بچون و چند قصه آشنا شو

بگفتم هان بگویم نکته بپذیر
بدامن زر ازین گنجینه بر گهر

* رو رد و واسو (کذا) ک : آورد و واشو۔

بتاریخ هزار و نوزده سال
که می زد بخت بر دولت همی فال

زمان نازان به بخت ارجمندے
زمین از سایهٔ نخل بلندے

زمین خوش هم زمان خوش آسمان خوش
جهاندار از جهان خوش هم جهان خوش

شبے روشن چراغ زندگانی
نخستین صبح ایام جوانی

شبے زان ماه و زان سال همایون
که بود ست از زمین در رشک گردون

نه شب ، چشم و چراغ صبح خیزان
نه شب ، عنبر فروش مشک بیزان

شبے گو ظلمت از خود دور کرده
سپاهی را به شب پر نور کرده

بزیر سایهٔ تخت فلک سا
سزم می سود بر اوج ثریا

چنین بودم سجود آستان را
کمر صد جا بخدمت بسته جان را

شهنشاه جهان از قدر والا
نهاده تخت بر اوج ثریّا

درخشان چترش از فرق آسمان گیر
یمانی تیغش از دستش جهانگیر

خزاین بحر بحر و کوه کوهش
زمین تا آسمان فرّ و شکوهش

بگفت آورد لعل گوهری را
به معجز در فزوده ساحری را

" که در تاریخ سال شش صد و اند
گهر سنجی سخن را چند در چند

سخن پیرائے معنی مهر خسرو
سخن را زو طراوت تازگی نو

پس از چندین سخن کو طبع تو ساخت
بنظم و نثر تغلق نامه پرداخت

به طبع آورد از هر در فراهم
سخن را آنچه بود از بیش و از کم

ز حمد و مدح هم از عقل و از رائے
ز عدل و داد و جور کینه افزائے

ز آگاهی شاهان جهان دار
که چون باشند در هر کار هشیار

ز شور انگیزی غفلت پرستان
هم از طغیان و غدر زیر دستان

ز گل تا خار و لعل از سنگ خاره
که ناید از شمردن در شماره

بگفت آں چیز کو بایست گفتن
بسفت آں درکه‌می * شائست سفتن

ازاں دفتر، ولے ز آغاز و انجام
سخن را نے نشاں نے قصه را نام

همانا شد ز گشت هر ستاره
سخن را جا بجا توقیع پاره

عجب بادے بداں گلزار وا خورد
که چوں هر برگ گُل اوراق آں برد

همانا ایں بفکر اقدسم گشت
بطبع و خاطر دانش رسم گشت

ببایدگفت بر مدحت سرائے
سخن را آفرینے یا سزائے

ز هر جنس سخن و ز هر فسانه
بگوید ز انچه رفتست از میانه"

دراں هنگام و آں وقت خجسته
جهاں از چشم زخم فتنه رسته

کلید بخت قفل بسته بکشاد
نظر شاه جهاں را برمن افتاد

شد از حضرت اشارت کاے فلانے
سخن را اے سروش آسمانے

چنیں باید که گردد ایں کُهن، نو
شود تا شاد از ما روح خسرو

بدیں خدمت سزا واری تو داری
که از ابر سخن گوهر تو باری

نگردد تا تمام ایں کارنامه
مله کاغذ زکف ـز انگشت، خامه"

ز قدر و از بزرگی جاه و جارا
سرو سجده شدم آں خاک پارا

هم از فرماں بری خدمت گزاری
هم از اخلاص مقدی جاں نثاری

قبول کار بوسیدم زمیں را
بکیواں بر زدم چیں جبیں را

سرے باشغلش اندر کار سازی
دلے با مدحش اندر عشق بازی

به بلبل بانوا گشتم هم آواز
بآں آهنگ بستم تار بر ساز

نوا را تازه کردم رسم و آئیں
گلوئے مُرغ را گشتم * نگاریں

زهر دُر آنچه می بایست گفتم
ز گوهر آنچه می شایست سفتم

* ں : شائیش سفتن — * ق - ر : بستم —

بهم آمیختم لعل و گهر را
بدریا بر پراگندم دُرر را

ابا نقدینهٔ کز سینه بردم
نثار خاک راه شاه کردم

قدم بر تو نهادم سروری را
به گردوں یافتم نیک اختری را

شهنشاها خدیوا شهر یارا
نسب را تا بآدم تاجدارا

حسب را هم ز گوهر ها شماره
خرد را ز آسماں روشن ستاره

شرف نازاں ز بخت ارجمندت
جهاں در سایهٔ نخل بلندت

هنر را از تو تا گرم است بازار
در افزونی فزاید قدر هر کار

چه علم آموز و چه مرد سخن سنج
کرم را از تو دارد پائے هر گنج

بنوریں در که از خاطر کشادی،
به تغلق نامهٔ بر حق نهادی

سخن را لفظ و معنی تازه نو شد
کهن اوراق را شیرازه نو شد

چه‌خوش سودےاست برتوجاں فشاندن
ابا جاں هرچه هست آساں فشاندن

جهانی اے ثنا را آفریں تو
اجابت را دعائے در کمیں تو

ز جاے باز لب را مست گرداں
دعا را با ثنا هم دست گرداں

بعالم تا که نام شاه وشاهی ست
بزرگی و سری صاحب کلاهی ست

بفرق و تخت از مه تا بماهی
جهاں افروز بادا تاج شاهی

همیشه تا سپهر و اختراند
جهات و چار رکن و گوهر انند

بیفزا یاد قدر افسر و گاه
ز نورالدین جهاں گیر جهاں شاه

*

چو بیند آسماں از دیدهٔ مهر
شود خارا زر از زیبائی چهر

نگر هی هد که مرغی کم هنر شد
سلیماں چوں گزیدش تا جور شد

*

بیا اے دل قبول مقبلاں جوئے / دلے را نام از صاحبدلاں جوئے
قدم را وامگیر از راہ نیکاں / سجودے پاش بر درگاہ نیکاں
کہ نیکاں اختر صبح جمال اند / بداں تاریکیء شام جلال اند
از ینساں میبرد آتش در دل سنگ / و ز آناں بید آرد بار با رنگ
دل خوش را خوشی از شہریاری است / جہاں خرم ز ایّام بہاری است
ز صاحب دولتے اندوز سودے / رسد تا زود نابودے بہ بودے
کہ از خورشید گردد ذرہ رخشاں / شود کان گہر کوہ بدخشاں
صبا زیں ساں کہ مشک آگین با بوست / ز فیض خاکبوس آں سر کوست
ز دریا ہم سہاے ہست در را / کہ زاں سر چشمہ دارد آبخور را
بقطرہ بیں کہ چوں زریں لباس است / ز نورے چوں بہر در روشناس است
ازاں شوقے کہ بودش در تمنا / بقطرہ بیں کہ چوں گردید دریا
تو ہم خود را بدر گاہے رہے کن / مس خود را طلائے * دہ دہی کن
حکایت گونۂ با یادم آمد / کہ جانے در روان شادم آمد

حکایت

شنیدستم کہ در دوران پیشیں / چنیں بودست راہ و رسم آئیں
چو زادے طفل بے طالع ز مادر / کہ بودے تیرہ از وے روشن اختر
ہمہ خویشانش با تدبیر و چارہ / کہ واگردد مگر گشت ستارہ
ببردندے بہ پیش بخت مندے / فروزاں طالعے اختر بلندے

* بمعنی خالص۔

بخدمت روز و شب ہر گاہ و بیگاہ / بداں در داشتندے خواہ و نا خواہ
کہ تا مر زاں طالع فرخندہ آثار / بتابد پرتوے براں شب تار
شود دیماہ او اردی بہشتے / بہ بیت اللہ بدل گردد کنشتے
بتدریج آں بطالع روشن اختر / برو می تافتے چوں ذرہ را خور
کہ تا گشتے نحوست دور از وے / شدے ہر گونہ ماتم سور از وے
بلے آثار دولت ایں چنیں است / کہ باوے زہر ارقم انگبیں است
کہ گردد قطرہ از وے در دریا / شود زر خاک و گردد خار خرما
حیاتی ہاں زہے فم شاد می زی / بہر ویرانیء آباد می زی
کہ گشتی سایہ ور از خاک پائے / چہ خاک پا پر و بال ہمائے
جہاں دار جواں بخت خرد پیر / شہنشاہ شہاں شاہ جہاں گیر
کنوں بشنو کہ ایں در از چہ سفتم / نصیحت گونہ از بہر چہ گفتم
بتغلق نامہ خسرو در زمانے / بگفت ایں ساں سخن را داستانے
زپند و موعظت چندیں سخن گفت / رہ دانشوری را خار و خس رفت
کنوں زاں داستاں جائی خبر نیست / وزاں جز ایں دو بیت اصلا دگر نیست
" چو بیند آسماں از دیدۂ مہر / شود خارا زر از زیبائی چہر
نکو ہدہد کہ مُرغے کم ہنر شد / سلیماں چوں گزیدش تاجور شد "
چو فرماں بود از درگاہ والا / کہ آں کم گشتہ گردد باز انشا
قلم برداشتم صورت گری را / کشودم چہرہ ماہ و مشتری را
بطبق آں سخن ہر داستاں را / فشاندم گُل چو گلبن گلستاں را
باں بیت دو چندے بر فزودم / بجادو سحر بابل را نمودم
حیاتی وار مرغ نالہ گشتم / نفس را آتش پرکالہ گشتم

بدریا درج گوهر بر کشادم
بدهلی گنج گنجه عرضه دادم

ز جائے دیگر آوردم سخن را
ز اخگر آب دادم این چمن را

*

* هنوزت گر هوائے باغ جاں است
سرگشت گلستان جنان است

ازیں ساں سحرآرائی عنوان
بجادو معجز افزائی عنوان

گسستن ریسماں عقد گهر را
پراگندن بهر کشور درر را

بسوئے خاتمه بر زن عنانے
گزرکن بر بهورستاں جانے

برو بوهی ز جان و دل سرشته
همه فرهی رهش بال فرشته

قدم بر لاله نه رو بر سمن دار
بزیر پائے هر جا شاخ گل کار

ببین انگاه صف صف حورعین را
به مے آموخته ماد معنی را

همه سیمیں تناں و پرنیاں پوش
ز لعل و دو فروزاں گردن و گوش

که گشتے هر دوتن باهم خراماں
گهر آگهی ز دامن تا گریباں

حهاتی نکته سنج داستاں شاں
نو اخوان عندلیب گلستاں شاں

*

چو بیند آسماں از دیدهٔ مهر
شود خارا زر از زیبائے چهر

نگو هد هد که مرغے کم هنر شد
سلیماں چوں گزیدش تا جور شد

*

شهے در بینش جوهر فروشاں
برسم آزمایش گشت کوشاں

نظر درکار ایشاں دور بیں کرد
برونے خاتم از مینا نگیں کرد

بزرگے را ز بینایاں آں کار
طلب کرد و بدو داد آں نمودار

* ذیل کے بارہ شعر حاشئے پر درج ہیں -

که نوخ این زمرد کن به بینش
بگو قیمت به تحقیق و یقینش

شناسا بود اگرچه مرد کامل
شناسائے ادب هم بود و عاقل

چو دید آں گفت هست این جوهر فرد
که در آفاق نتواں حاصلش کرد

ملک خندید لیکن خندهٔ شهر
نهاں یک خنده را صد خشم در زیر

برآں شد تا بخشم از چشم ما دور
بروں آرد ز چشمش گوهر نور

چو دید آں حال مرد کار دیده
بد و نیک جهاں بسیار دیده

بزاری گفت کاے تاج سر من
بالماست نیرزد گوهر من

ولے بستاخئے دارم بدرگاه
بگویم گر به بخشد جان من شاه

زبانش داد شاه و مرد در سنج
در سنجیده بیروں ریخت از گنج

که چوں شاه داد بردست این نگینم
شناسا گشت چشم مهرهٔ چینم

و لیکن شد دو چیزم مانع گفت
که دل نارست در راستی سفت

یکے زاں* آنکه این هست آنچه خود است
گہر شد چوں بدست شاه پیوست

زمرد خواندنش زیں رو ادب نیست
که جز سرسبزی تاجش لقب نیست

ادب این است و تعظیم وی آنست
که گویم پارهٔ از آسمانست

*

حدیث دیگراں دارم دریں حرف
که چوں شد بینش شاه اندریں صرف

ندارد چوں غلط در چشم شه راه
غلط بر خویش بندم به که بر شاه

شهش چوں گفت زیں گوهر به تمییز
گنه بخشید و گنج گوهرش نیز

غرض زیں گفتم آں کز چون تو شاهے
دریں لوح از کرم باشد نگاهے

* ن: یکے زانکه که -

که این تیره شمع تاریک بی بدر
ز نور بینشت گردد شب قدر

چو بر فرش قبولت جائی سازد
عطارد را بساط پائی سازد

سخن با آنکه باشد معنوی فر
قبول مقبلان ز آن معنوی تر

اگرچه این تحفه نی در خورد شاهست
که این زه نی سزائی این کلاهست

و لیکن پیش سلطانی فقیری
کلیمی هدیه سازد نی حریری

گلیمی را که کردم رشته تای
نسیجی نیست کش زر رشته پای

من آن خویشتن کردم بتدبیر
بکن تو نیز از آن خویش و بپذیر

تو بپذیری ز من این هرزهٔ چند
پذیرد از تو هم گیتی خداوند

نبودی که بینش از ادب دور
نخستم عفو کن پس دار مستور

و گر جرمیست کز غفران شود پاک
چو غفار است یزدان نبودم باک

دران عالم کش آمرزش سماست
یکی عالم گنه یک ریگ دریاست

ازان یک ذرّه ریگی ناپدیدار
نگه کن تا گناه من چه مقدار

که خود را گرچه هستم گوهر آشام
بلوسهوی خس دوزخ نهم نام

یقین دانم که نگزارندم از پیش
شفیع مهربان و رحمت بیش

در * رکوع و در سجودم
دعائی پادشه حرز وجودم

ز جودش خلق دید آن مایه در پوست
که مهمان عزیز از میهمان دوست

بود تا دور مه دوران او باد
همه عالم درین دور آن او باد

خطاب * حضرت شاه و از و خواهش به بستاخی
که از چشم رضا و مرحمت بیند درین دفتر

* پہلا لفظ اُڑ گیا ہے - ق - ر :- بلا هر گه در رکوع — الخ * ک : خطاب از -

زهی شایسته بخت آرائی شاهی
پناه عالم از مه تا بماهی

نرانگشتش به عیش افزوئی خلق
کلید کار ملک و روزئی خلق

گرفته پرتو تیغت بیک ضرب
چو تاب آفتاب از شرق تا غرب

نمی زان قطره در صف ارنهد روی
بگنجد * در صد امراف سخن بوی

اگر سر پیچ بیند رزم گاهت
دهد جان گر دلش ندهد سپاهت

ور از بزمت صفت در نامه سنجم
بهشتی را بنوک خامه سنجم

دران بزمی که فردوس زمانست
بسی فردوسیء شکر زبانست

چو زان جادو زبانان هر فسون ساز
بنام شاه شد شه نامه پرداز

بمن هم کرد اشارت حکم درگاه
که نقش تو کنم در نامهٔ شاه

نبود ارچه بمقدم شاهواری
که زیبد مسند شه را نثاری

ولی چون کرد همت سرفرازی
بشرح قصهٔ این شاه غازی

بدان یُمنم کلید آسمانی
کشاد از غیب درهائی معانی

برآمد موج دریا از ضمیرم
در افشان شد دلی دریا نظیرم

شد اندیشه بکار افزائی خویش
چو پر حلوای صوفی دست درویش

قلم جستم شهابم در بیان بست
ورق جستم سپهرم داد بر دست

چو طبعم در جوانمردی در آمد
قلم را موج دریا بر سر آمد

کنون زانگونه خواهم راند این حرف
که گنج نه فلک در وی شود صرف

چو در سلک آرم این درهای شهوار
پسند شاه عالم خواهمش بار †

که گفتار ارچه سهل و دلپسند است
گرش سلطان پسندد ارجمند است

* ق ر : نگنجد - † ن : یار -

خطائے را که شاهان در پذیرند   بهر نامه' صواب نامه گیرند
ازاں شد قیمتی لولوے شهوار   که در چشم بزرگاں یافت مقدار
بهر مرکب که سلطاں بر نشیند   اگر صد عیب باشد کس نه بیند
پلاسے را که گوید شاه دیبا   ازو دیبا نشاید گفت زیبا
چو باشد صندلی در زیر جمشید   گماں صندل برند ار خود بود بید
چناں باید ثبات سکهٔ ملک   که چرخ آرد برات سکهٔ ملک
سه چترش که امن آثار گشته   سه ابر سلامت بار گشته
چراغ دیں بذیل چتر ایں شه   ز باد حادثات ایمن همه گه
تناسخ مذهباں کش دیده بر زیں   یقیں کرده که بے‌شک قنبر است ایں
شرف کرده سپهر از هم عیا نش   حذر کرده شهاب از هم سنانش
سر رمحش کز اعدا ریخت خوں را   ستوں گشته سپهر بے ستوں را
ز ماهئی علم برده بشاهی   میان چشمهٔ خورشید ماهی
سداب* تیغ او تا گشت روشن   سپهر از فتنه زادن شد سترون
کند چوں برق وصف خنجر وے   کشاید ابرها را از بغل خوے
اجل‌کش علم بو یحیی است مفهوم   دو حرف از لوح تیغش کرده معدوم
چو جنبد لشکرش در حملهٔ بر   جهاں را بشکند ترتیب عنصر
چو بر بالا رود گرد سپاهش   بخاک افتد مه از تعظیم راهش
بخاک پاش مه سوگند خورده   که پابوسش کند چوں آں نکرده
غبار لشکرش رفته بر افلاک   بکفارت دهانش کرده بر خاک

* ن : سداپے -

چو بر تخت فریدونی دهد بار   شود خاقان و دارا نقش دیوار
وگر فرماید از حکم سبک رو   شود دیوار و صورت در دوا دو
اگرچه پشت خورشید است زاں سوے   ز بهر خدمتش زیں سو نهد روے
غبار او بچشم سام و هوشنگ   ز عزت قرة العینی کند تنگ
بخشم ار تیز بیند سوئے گردوں   چکد از چشمهٔ خور بر زمیں خوں
ترش کرده چو ابرو گر شده تند   فلک را گشته دندان غضب کند
بعهدش بے عمل دهر بلا سنج   بساں کعبتیں از لعب شطرنج
ور از سهر آرد اندر اختراں چهر   زحل را مشتری گرداند از مهر
سپهر اندر ره قدرش سفالے   جهاں ز آئینه هاے او خیالے
ملک را مسجد اقصی ضمیرش   فلک را عروهٔ وثقی سریرش
جبینش را برات از نور جاوید   براقی* پوش رویش ماه و خورشید
چو رائے روشنش بیروں زده نور   نمانده راز هاے غیر مستور
ستم را بسکه دادش بر فکنده   ز موراں پاے پیل اسپر فکنده
نه بیند در ستم بالو زیرے   کشد کیں بره از شرزه شیرے
ترازوے است عدلش راست تدبیر   که یکساں است دروے چاکر و میر
بعهدش خلقے از عیش آں طرب دید   که عشرت کرد ز ایام دگر عید
بریں آیش دعا گوید دعا گوئے   که عمرش را همیشه آب در جوئے
دعایش چوں بروں رفت از زباں ها   به استقبالش آیند آسماں ها
فراز آسماں با نور و تابش   بلندے چوں دعائے مستجابش

* رومال وغیرہ جسے خیرات کردیا جاے -

سعادت؛ خانہ زاد پیکر او	ہما مثل چغہ * بو سد سر او

در شروع نظم می گوید

شراب و عشق و مستی و جوانی	نشاط و عیش و ملک و کامرانی
کسے کیں بادھاش افتاد در خویش	کے اندیشہ کند ز اندیشۂ پیش
نشاید پادشا را مست بودن	نہ در عشق و ھوس پیوست بودن
بود شہ پاسبان خلق پیوست	خطا باشد کہ باشد پاسباں مست
شباں چوں شد خراب از بادۂ ناب	رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب
در آئینے کہ رسم ملک داری است	ثبات کار ھا در ھوشیاری است
کسے کش نقد آفاق است در مشت	بہ غفلت کے سزد بر بسترش پشت
خروشاں خسپد از خازن درے باز	خروشش دزد را خواند بآواز
سراندازی کند چوں تیغ بد خواہ	نگہباں ھمہ سر ھا بود شاہ
چوشہ نبود نگہباں سر خویش	نگہبانے دگر سر کے بود بیش
نشاید ھیچ مردم خفتہ درکار	کہ در پایاں پشیمانی دھد بار
خصوصاً بادشاھاں را کہ در پوست	بود دشمن بسے افزوں تر از دوست
چودر ھرکس سپاس و ناسپاسی است	فراست؛ دختر مردم شناسی است
زباں گردار † خسرو چند ازیں گفت	کہ باشاھاں نشاید مہر و کیں گفت
خصوصاً کز ‡ سپہر آسودہ کارے	سخن بیہودہ گفتن چیست بارے
ھماں در باید از دریا بروں داد	کہ می باید صدفہا را کنوں داد

* چغہ = ماتھے کا ایک مردانہ زیور - † ں : زباں کردار - ‡ ک: کر -

غرض القصہ چوں روشن شد ایں راز	کہ گشت اندر جہاں تاریکی آغاز
زمانہ در پئے کارے شگرف است	بلائے مہلکت پوشیدہ حرف است
بخواھد ھر * دو قطب آسمانی	ز قطب الدین ثبات زندگانی
حسن کز قدر بر مہہ سود تارک	مبارک نہمت بر سلطاں مبارک
شہ او را در دل خود کردہ منزل	نشستہ آں خس اندر خون آں دل
ازاں خس ریش دید ار چہ دل خویش	دلش رنجہ نشد زاں رنج دلریش
براں نا مہر باں چوں مہرباں بود	ازو ھم بے دل و ھم بے زبان بود
نمی گفتش بدل ھیچ آشکارا	کہ بر گوھر کمیں کرداست خارا
ھمی کرد از کرم ھر روزش افزوں	براں گونہ کہ مہ را مہر گردوں
بساں مارگیرے کو بہنجار	ز بہر مردن خود پرورد مار
بدو گرچہ بدر موز و کنایت	ھمی کردند دانایاں حکایت
کہ باتو گرچہ خسرو خانست ھمدم	دمش خون است وخوں برخوں براں ضم
ز دست او چہ نوشی دوستگانے	کہ ھست ایں فتنہ دشمن دار جانے
بویداں نیز در دور بیانے	ھمی گفتند کیں خونست نے مے
ولے چوں بستہ بودش گوش تمیز	ھوائے دل قضائے آسمان نیز
نہ گفت کس دروں می شد بگوشش	نہ سوئے مصلحت می رفت ھوشش
خود † از ھوشش دوسہ کلمہ کم افتاد	کہ ھوشش را قلم نقش ھوس داد
اگرچہ قطب دنیا زیر افلاک	شہ و شاھزادہ بود از گوھر پاک
چو عقلش گوھر تمیز گم کرد	بغصب گوھرش چرخ اشتلم کرد

* ں : بردو - † (کذا) شعر کا مفہوم یہ معلوم ھوتا ھے کہ ھوش کے تل (یعنی نکتے) اُڑ گئے اور ھوش کی بجاے ھوس رہ گئی -

چو دشمن را دلش از یار نشناخت سمن از خار و گلنج از مار نشناخت
هم از گل زخم خارش گشت پیدا هم از گنجینه مارش گشت پیدا
حسن کش هندو اندر چار سو بود سه چارش خال هندو پیش رو بود*
چو چندان خال بر رویش کهن گشت حسن زان نقطهائے بد خشن گشت
زیک خال است او را خوبئے حال کند رو را سیه افزونی خال
غرض زاں هندوانی خال دیدار نگه کن چوں سیاهی شد پدیدار
چناں بود ایں حدیث فتنه پرورد که شاه آں فتنه را چوں خاص خود کرد
بخسرو خانیش چتر و علم داد جهانے عرصهٔ تیغ و قلم داد
وزارت را قلم بر کارش آسود وزیرے چوں حسن شد پیش مقصود
وزیر و کار راں و نایب تخت و لیکن بخت نوکش کرده بدبخت
ز سوئے شاه یک جاں در دوتن خاص وزو دو دل بیک† دور از اخلاص
بروں در بندگی توفیر می کرد دروں تدبیر تیغ و تیر می کرد
نیام تیغ بود از بهر خوں ریز بروں زیبا‡ دروں سو خنجر تیز
بسان حنظل از نفس جفا بهر بروں سو نرم و رنگین و از دروں زهر
بابر تیره می مانست بے فرق بروں آب زلال و از دروں برق
ز دور مخبی§ ارچه گاه و بیگاه رساں بود ایں خبر در حضرت شاه
ولے شه را چو بود از گردش بخت بران دشمن طریق دوستی سخت
بهر کس راز دل آگه نمی داد همی دانست و در خود ره نمی داد

* شعر کا مفہوم غالباً یہ ہے کہ اس کے منہ پر ہندوانی ٹیکے کے تین نشان یا تل تھے۔

† ق - ر: بیک دل دور ز اخلاص ‡ ق - ر: دیبا § خبر دهنده۔

هنوزش در دل شوریده می داشت بسان مردمش در دیده می داشت
عیاں می دید زهر افگنده در شهر چو بر دل بس نمی آمد، چه تدبیر
عجب کارے که شه با لشکر بیش بس آید بر همه جز بر دل خویش
چناں در جاے خود تیمار او کرد که جان خویش هم در کار او کرد
چنیں باشد بکار عاشقی زیست که شاهاں را کشد درویش خود کیست
حسن هم همچناں در کار می بود بتن خفته بدل بیدار می بود
چو اندر پرده غوغا را نهت داشت بروں مهرے برسم عاریت داشت
بسے هندو که گویندش براد و شده یار از برائے فتنهٔ او
براد و وصف هند ویست سر باز که هم سر باز باشد هم سر انداز
بوند ایں طایفه در پیش رایاں که جاں بازند بر فرماں روایاں
ازیں بے عاقبت گبران منکر بجنگ یکسره چوں دیو ده سر
حسن شاں را بگلچے جائے کرده ز زر زنجیر شاں در پائے کرده
شه غافل مزاج از طفل خوے ز دشمن بسته دل بر دوست روے
بلندی برهمه سرهاش داده کلید جملگی در هاش داده
وے اندر خون شه کرده میاں چست ز بهر فتنه را فرصت همی جست
چو تاریخ عرب شد هفصد و بیست ثبات قطب کم شد جانب زیست
جهاد دو ثمیں را شد پدیدار هلال تیره و تاریک دیدار
مهِ باریک بود از حالت تلخ بناخن کرده خود را پیش از آں سلخ
شد آں مه بر همه گیهاں مبارک مگر بر طالع سلطاں مبارک
چو بگذشت از شب تاریک پاسے زمانه فتنه را نو کرد اساسے
ملوک از سلک خدمت باز گشتند خس و گوهر بهم دمساز گشتند

حسن پنهاں بگبراں کس فرستاد   که سوے شمع ملک آیند چوں باد
دراں ظلمات هندو چهر و بے مهر   که هندو وام کردے رنگ ازاں چهر
بروں زد فوجے از هندوئے بد روز   ز تیغ خویش گشته مشعل افروز
تو گوئی تیغ شاں ز آتش فشانی   زبانه بود بر دست زبانی
دواں گشتند سوئے برج والا   چو دزد چیره در تاراج کالا
قضا را قاضی از پیش اندر آمد   قضاے آسمانش بر سر آمد
ز هندو حربۂ کش در جگر رفت   شهابے در دل برجیس در رفت
چناں بو یوسفے کز خوں بر افتاد   میان لالۂ نعماں در افتاد
دگر هر کس که بیروں و دروں خاست   درو زوبیں نشست و موج خوں خاست
چو پیش در شدند آں فتنه کاراں   بر آمد بانگ و شور از پرده داراں
ز خنجر پرده دارے چند را نیز   شد اندر پردۂ دل چاک دهلیز
چو فوج هندواں ره پیشتر یافت   خلیفه هم خلاف خصم دریافت
بر آب آمد همه کاں آتش انگیز   بجوش آورد سیل فتنه را تیز
شه آں سگ را بخشم آورد در زیر   چو نخچیرے که در زیر آورد شیر
بکشتن*تیرے می جست بر دست   بخشم تیر چوں تیرے همی جست
چو نفتادش بکف تیغے دراں ویل   ز منزل کرد سوے نردباں میل
سبک آں بر خلاف خارج آهنگ   به بستاخی زد اندر موئے شه چنگ
رهاند شاه تا موئے خود از وے   در آمد مو بمو گبرے پیاپے
سهه دودے ز بس خشم آتش ناب   بدستش دشنۂ چوں قطرۂ آب

* کذا ایک لفظ رہ گیا ہے - ک: بکشتن تیرے را - الخ بخشم شیر - الخ

مخالف شوم چهرے جهرپا نام   رخے ز ابلیس و چشمے ز اهرمن وام
بزد زخمے براں سرو کیانی   که خوں جستش ز آب زندگانی
فتاد آں گلبن نو رسته در خاک   چو غنچه کرد دولت پیرهن چاک
مه از نور سعادت گشته نومید   که با تیغ زحل شد خسته خورشید
چو آں تاج سراں را سر فگندند   وزاں بالا بخاک اندر فگندند
میان صف ترکاں خاست شورے   در آمد هندواں را دستی زورے
بجولاں گشته صوفی تیر در شست   برا دو چند با او گشته همدست
که هر که از سوے قطب الدین کمند زور   بدش پیکاں کدام چشم دلش کور
همه شب در چنیں تدبیر باطل   سخن می رفت در مقتول و قاتل
که فردا چوں بر آید چشمۂ مهر   که شوید بهر تخت آراستن چهر
کدام اختر کشیم از برج شاهی   که گیرد نورش از مه تا بماهی
و گر خونریز شاه از بیم کیں توز   رمد چوں شپرک زاں نیر روز
کرا در خور بود زیں گونه تاجے   که بستاند ز کشور ها خراجے
هوا داران خسرو خان بد رائے   بسختی در فشردند اند زیں پائے
که چوں بر منعم خود تیغ راندی   بکش سر ورنه زیر تیغ ماندی
چو نگزارندت ایں سر بر سر دوش   بر آور تاج و بارے در سرش کوش
چو گبر و مومن ایں تدبیر جستند   دگر تدبیر ها زو جمله شستند
بدیں تر دامنی شب خفت شاداں   بلوث آلوده مسند بامداداں
بکار افزائی آمد گرد مسند   گروه کافر و کفران مرتد
ازیں سو مالدیو اندر خرامش   و زیں سو ناگدیو آورده رامش
بدیں ساں سو بسو صد دیو دیگر   بسے چنداں دیگر مهو دیگر

یکے شد خانخاناں چتر بر فرق — دگر شد رائے رایاں سرور شرق
پر آمد خاں بسے زاں کامرانے — چو خضراء دمن از آب جانے

سخن در سن عمر و خواندن شهزدگان و آنکه حدیث دو خلف کاں از خلاف آمد تهه خنجر

دلا گر دانشے داری بنهد یش — که گردنده است گردون جفا کیش
فریبنده است نقش هفت پرکار — فریبیده * نگردی زین نمودار
بدین گلگونه کرده صورتے چند — مشو چون کودک از بازیچه خورسند
که چون بینی بچشم عقل و تمکین — خیال خواب و آب† و آئینه است این
خیالے کش توان ز آئینه دیدن — خیال است این که زو بتوان کشیدن
بخواب و آب هم نتوان شدن شاد — کز این نقشے و آن عکسے برون داد
هر آن پیکر که می بینی جهان را — چو بگشائی درو چشم نهان را
همه هیچ است چون تصنیف سامر — پر و خالے چو همیان مقامر
کے آساید درو دانندهٔ دل — که طفلاں خوش شوند از مرکب گل
بچشم همت است از راه فرهنگ — فلک‡ نه هست وشش پے فرجهٔ تنگ
کجا گنجد درو سر رشتهٔ مرد — که هفت اختر درو سررشته گم کرد
چو خواهی برتر از عالم نهی پے — بگو ترک جهان و هر چه در وے
گل مردم که هر سوش آب و رود است — زمینے در خور کشت و درود است
درو بودن کسے را نیست در خورد — مگر آن را که کشتے کرد و بر خورد

* فریبنده۔ † ق ر: آب آئینه ‡ یعنی نو عرش اور چهه جهت والا آسمان ظاهری وسعت کے باوجود تنگ هے۔

ببر زین کشت بر، بر خوشهٔ چند — و زاں خوشه دهن را توشهٔ بند
که چون این خوشهٔ بے توشه رانی — چو خوشه نبودت بے توشه مانی
بسان مرغ و موراں کز سر کشت — نصیب خود برانداز خوب و از زشت
تو کاندر جستن این پخته خامی — نه کنجشکی و نه موری، کدامی
مده کالائے پر قیمت درین کاخ — که تو مستی و دزد خانه گستاخ
یکے آمد درون و دیگرے رفت — نکوے آمد و نیکو ترے رفت
ازیں آینده و پوینده حالے — نه پر شد عالم و نے گشت خالے
شناسد آنکه عقلش دور بین است — که مهر آسمان شمشیر کین است
همین بیداد و کین اختر کنون کرد — پسنده است از برائے عبرت مرد
درین عبرت سرائے پر فسانه — نگه کن تا چها زاد از زمانه
اگر وقتے بلائے می شنیدیم — درین دوراں بچشم خویش دیدیم
کجا سلطان علاءالدین و آں کار — کزاں هیبت شدے گردوں بزنهار
کنون بر نسل او بین تا چه کین رفت — که چنداں خون ناحق بر زمین رفت
چناں است این حکایت راستا راست — که چون بر قطب دین رفت آنچه حق خواست
ز بعد آن سریر آرائے مرحوم — برادر پنج دیگر ماند مظلوم
یکے خضر فرید اسم بلند اصل — که بود اصلش ز ده شه وصل بر وصل
که آن سلکے سزائے ملک سنجے — سه پنجش عمر در دهرے سپنجے
تمامش داده قرآن ختم مشهور — دلش زاں نور گشته سورهٔ نور
بسا شاگردئی استاد کرده — کتاب و نامه را چون یاد کرده
به ترتیب کمان و تیر پیوست — بعقد تیر دو انگشت او شست
دگر بوبکر خاں دیباچهٔ تخت — سزائے ملک اگر یاری کند بخت

ز سال عمر او دو هفته رفته دو هفتش سال و او ماه دو هفته
الم * دیده ز الف و لام و یسین نشسته در دل قرآن چو یاسین
هوس در نظم و نثر لفظ و خط خوش طبیعت خود چه گویم آب و آتش
علی خان گرامی هشت ساله جبینے چون گل و روے چو لاله
همه دندانش در بالا و پستی فتان خیزان شده از شهر مستی
ز قرآن تا بقد افلح رسیده قدش † افلح شده کان صفحه دیده
بهاخان هم بهشتم سال نوخیز بثلث دوم قرآن ورق بیز
گرفته روزی از تعلیم بالا وما من دابة فی الارض الا
ز پنجم سال عثمان بهره ور بود هنوز از جمع قرآن بے خبر بود
ببازی هائے نوزادان هوسناک ز لوح کاف و نون لوح دلش پاک
چنین شهزادگان ناز پرور که چرخ از بهر ملک انباز پرورد
زمان عمر شه چون بر سر آمد زمانه در جفا کاری در آمد
اشارت کرد خسرو خان کم بخت که بر شهزادگان کارے رود سخت
قضا را میهمان بود و شادی که بود اندر مراد این نامرادی
دویدند از برون عفریت رویان بجور سلطان سگ ملک پویان
دو سه محجوب و مرتد خانخانان بر آن دیوان هایل کار رانان
حرم کز هیبت ثانئی جمشید بلرزیدے برو چون سایه خورشید
فلک دم خوردے اندر بر مقامش ملک گستاخ نگذشتے ببامش

* میرے نزدیک مصرعہ یوں ہونا چاہئے۔ الم دیدہ ز الف و لام و طس' یعنی الم اور طس کی سورتوں تک پہنچا تھا جب کہ یہ مصیبت آئی۔ یہ ۱۹ ۲۰ ویں پارے کی سورتیں ہیں۔ (ک)
† افلح' یعنی راست و بلند۔

نسیم اندر درش یکسر نرفتے صبا هم بے صبا با در نرفتے
پری هم جان شدے سرتا قدم پاک بپاکی گشتے آنکه گرد آن خاک
بر آن جنت چو در ابلیس خوگشت همه جنت پر از ابلیس رو گشت
ز نقش شوم آن روهاے منکر ستنبه * گشت هر یک تابهٔ در
کشیده سر بگردون هر سیاهے چوں یلدائے که در رے نحوست ماهے
بروے هر یکے چشم جگر گون که هم در دیدنش گردد جگر خون
سیاه و گشن سبلتهاے پر خار چو کاه فهم سوز از خنهٔ † هار
دراز و پهن هر یک ریش ناخوش پریشان هم چو دلهاے مشوش
کشاده بر کمر بسته بزر غرق چنان کز پهلو ابر سیه برق
پریرویان ازان هیبت گریزان خزان در گوشها افتان و خیزان
قیامت گشته در هر سوئے پیدا قیامت کرده در کین چرخ شیدا
دوان دنبال هر مستورهٔ گبر سلامت بے پناه و فتنه بے صبر
ببالا ‡ کله در خون کرده حوران شتابان هر طرف چون ناصبوران
ز جوش کافران بر اهل ایمان سپهر از کردهاے خود پشیمان
نظرهاے سعادت بسته برجیس که کم بیند درین غوغائے ابلیس
چنان مریخ بد خشم و ترش چهر بخونی گریه او نیز از سر مهر
دوان تاب آفتاب عالم افروز ز سوز خود جهان را کرده پر سوز
بسان بربط خود زهره نالان ثریا دست را بر دست مالان
مه از کاهش چنان غایب ز خورشید که گشته از کمال خویش نومید

* ستنبہ ایک دیو کا نام جو خواب میں آکے ڈراتا ہے۔ † ن : رخنہ ‡ کذا —

چه دل باشد زنان را در چنان هول　　زن آنگه دیو در دنبال، لاحول
بسے خورشید سایه پروریده　　بسایه سایهٔ خود هم ندیده
ازان ده سایه در دنبال یک مهر　　برنگ سایه شد هر مهر را چهر
چو زان غوغا فتاد اندر حرم هوے　　فرو مردند مستوران بهر سوئے
یکے را ماند چشم اندر تحیر　　یکے را دیده شد چون گوش پر کر
یکے پیرایه گم کرد و یکے هوش　　یکے ساعد تهی کرد و یکے گوش
یکے شد غرق خود از تیغ چون آب　　یکے در رفت در کنجے چو مهتاب
دوان گبران بهر ایوان و پرده　　به بے رحمی چو خوک زخم خورده
بخشم آواز می دادند هر جا　　که پنهان کیست اینجا هان برون آ
ایا خان فرید اسم آئی برون　　اگر جانی و گر جسم آئی برون
بیاید در زمان بو بکر خان هم　　که هستش تن ز بیم آزاد و جان هم
دگر خانان بهاءالدین و عثمان　　رسند این جا بزودی با علی خان
که زین جمله یکے را ما بر آنیم　　که بر تخت جهانبانی نشانیم
و زان سایه که در خورشد سران را　　دهیم اقطاع و کشور دیگران را
نیندیشید* کاین کارے که شد راست　　نه بهر دیگرے بهر شما راست
همی جستند هر یک را بمشعل　　دم کاذب دوان چون صبح اول
زهے ظلمات کاندر وے چو پویند　　بمشعل انجم گم گشته جویند
چو آن گم گشتگان را گشت روشن　　که پیکان قضا را نیست جوشن
به تسلیم آمدند از گوشه بیرون　　عدم را داده از دل توشه بیرون

ن: بنیندیشید --

گہے کردند فریاد جہان سوز　　گہے آہے بر کشیدند آسمان سوز
تعالی الله ز چندان شعلهٔ گرم　　نشد پولاد آن آهن دلان نرم
بتندی یک دو محبوب جفا جوے　　زدند آن خستگان را بانگ بر روے
که بر بندید لب چون بے پناهان　　بتقدیر خدا و کار شاهان
چو خواهد رفتن آنچه ایزد قضا کرد　　چه باید بیهده ترک رضا کرد
عزیزان پیش می رفتند بے تاب　　چو میش بسته پیش تیغ قصاب
بگریه مادران دنبال هر یک　　فلک هم در فغان بر حال هر یک
ز سیل چشم مستوران شیدا　　شده خونابهٔ در قصر پیدا
دران خونابه شان بردند بالا　　چنان کامد ز حکم حق تعالی
همه شب پیش مادر هر عزیزے　　ز سوز و داغ خود می گفت چیزے
که اے مادر جمال من بدین مهر　　مکن دور از رخ من دیده تا دیر
که فردا خاک خواهد گشتن این روے　　بخواهد رفت خاک ما بهر سوے
یک امروزے که پیشت میهمانم　　بسیلے نیز مهمانست جانم
دمے مهمانئے دیدار من کن　　دل بریان خود در کار من کن
نثارم ریز لوک از چشم پر خون　　که این یاقوت لعلم ریزد اکنون
چو من کردم وداع این سر خویش　　تو نیز این کن وداعے با دل ریش
سر من گیر بسیارے در آغوش　　که این سر دور خواهد گشت ازین دوش
ببوس این سر که در خون خواهد افتاد　　ز آغوش تو بیرون خواهد افتاد
به پیشانی همم با مهر و زاری　　دو سه بوسے دگر ده یادگاری
ببوس این چشم هم کت هست در پیش　　که کم خواهیش دیدن بعد ازین بیش
تنم گرچه از تو خواهد گشت مهجور　　نخواهد شد ز پیشت جان من دور

چو تنگ آئی ز هجر بی کرانم / بگوئی دردهای خود بجانم
اگر پیش از ختام گهتی قلم راند / بخواهد نامم آخر در قلم ماند
چو در * خط شرط باشد میهمانی / مرا ماتم کنی بی میزبانی
مرا چون سر قلم گردد ز تقدیر / ز خون دل کنی این قصه تحریر
کنی زین حرف اگر گردد دلت ریش / کتاب و مصحف من مونس خویش
همی گفتند گریان مادران هم / که اے دو چشم ما و دیگران هم
نگر تا چند خون خوردیم ازین ساز / که پروردیم تان را † ما بصد ناز
اگر گشتید بر پاے سبک پاے / همی افتاد دل کافتید زانجاے
وگر بر روے تان چشمے شدے تیز / ز بیم چشم گشتے دیده خونریز
وگر بادے کز شتے بر شما گرم / بسختی سوختے دل زان تف نرم
وگر بیرون همی رفتید ناگاه / دویدے جان گم گشته بصد راه
بشانه گردن افتادے بدل هوے / که زین سرها نباید بگسلد موے
کنون فریاد کز تیغ خطرناک / چنین سرها فتد در دامن خاک
کجا باشد روا اے گردش دهر / که رانی بر عزیزان دهرهٔ قهر
کسے کش بود برگ گندنا تیز / خورد چون گندنا شمشیر خونریز
بریزد این همه روها بزاری / چو برگ گل میان خاک خواری
چه گفتست این فغان ها پر فغانها / چه می گویم ببرید این زبانها
اگر رانید شان را تیغ چون برق / بباید راندن ما را اره بر فرق
وگر زه گردد ایشانرا گلو گیر / بباید بر جگر ما را زدن تیر

* شعر کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈاڑھی نکلنے کی تقریب کی بجاے میرا ماتم کرتا -
† ن : بر

وگر شان را رسن پیچد بگردن / ز ما باید رگ جان دور کردن
دریده از زخم خنجر این شکمها / که زان خون در رود در خاک تنها
که از بیم ستمکاران بد ساز / کنیم این زادگان را در شکم باز
درین گفتن در آمد خونئے چند / که بگشایند خونها را ز پیوند
بدو دزدی بزرگان تاجدارے / طلبکار از براے سفته کارے
ذنب گشتند بر خورشید و بر ماه / ستاره هم بسے کردند همراه
گرفته مادران فرزند را دست / فتادند از تحیر بر زمین پست
گہے بردند بر دندان دو انگشت / گہے کردند بر دل کوبش مشت
کشنده کو است از خنجر جگر دوز / کجا می بیند آن سوز جگر سوز
پسر در رفتن و مادر بکا پاک / بہ رو خون و بسر خاک و بدل چاک
چو دیدند آن سگان کز آتش درد / نخواهد شد ز آب چشم شان سرد
بحذف و زور شان ماندند بر جاے / روان کردند شاهان را سبک پاے
چنان شاهان چو مسکینان بیکس / همی رفتند روها کرده واپس
زهے بد دیدن و دشوار دیدن / بگشتن واپسین دیدار دیدن
نگرگان واپسین دیدار چون بود / کزین سو خون و زان سو نیز خون بود
نظر می کرد مادر سوئے فرزند / بناخن از جگر پرکاله می کند
فغان برداشته خان فرید اسم / که اے نعمت خوران ما بصد قسم
کسے از بندگان و چاکران هست / که گیرد در چنین وقتے مرا دست
برون خواهند بردن جان ما را / بجان یاری کند ار هست یارا
بفریادم رسید اے مهربانان / بجان بازم خرید اے پاک جانان
که خواند نزد ما یاری رسان را / که خواهد کرد یاری بیکسان را

که گوید حال ما بیرون این در   که دارد سر دگر بیرون این سر
کجائی اے بزرگان بهر جان سوز   که بینی حال فرزندان بدین روز
بر آ از خاک و سوئے ما نگه کن   بخون آلوده روے ما نگه کن
کجا رفت آنکه از بهشت ز هر سوے   بتندی باد نگذشتے بدین روے
کنون از باد دهرم کن نظاره   چو گل فرقه بخون و پاره پاره
چو گیتی خواهد از خونم خورش داد   چرا مادر بشهرم پرورش داد
چو من در خون قتم خونم مشوئید   و زین خونخوارگان خونم مجوئید
که ما یار شهید کربلائیم   بخون آلود در جنت گرائیم
مگر کین تن بغسل بے نیازی   شود در چشمهٔ کوثر نمازی
بدو بو بکر خان گفت اے برادر   نباید زین نمط بودن بر آذر
کنیم این ناله و زاری و فریاد   اگر فریادرس باشد ز بیداد
چو تقدیر آمد و یاری رسے نیست   شغب کردن چو مسکینان کسے نیست
نه آخر پایهٔ ما تاجداری است   نفیر از تاجداران شرمساری است
کسے کو را بود نسبت ز شاهان   چرا عجز آورد چون بے پناهان
ازین سان گوهرے نتوان نهفتن   گهر می نالد آخر گاه سفتن
چو ما مردیم و هم فرزند مردیم   بمردی به که از جان فرد گردیم
چو زاری در نمی گیرد قضا را   بجان تسلیم باید شد رضا را
درین بودند کامد فرجهٔ پیش   دوید آنسو فرید از هم سر خویش
کنیزے چند دید از پیش نالان   فتاد آن سوے چون شوریده حالان
فغان برزد که واے این جا کیانید   مرا پنهان کنید ار می توانید
همی گفت این که در رفتند پویان   عزازیلان و عزرائیل خویان

گرفتندش بسختی و روان کرد   دران دم چرخ پرکین هم فغان کرد
دو خان را چون دو شمع گیتی افروز   که آن دم بود شان چون شمع را روز
چو با آن بیکسی بردند سوئے   که از خونهائے شان رانند جوئے
چو هر دو تیغ را دیدند محراب   طلب کردند از بهر وضو آب
که بود آنگاه شستن از جهان دست   همی بایست شست از خون جان دست
دران محراب گاه خنجر تیز   نبود آبے جز آب تیغ خون ریز
چو صدیقان تیمم کرد ابو بکر   شغب بر مکر می زد دهر پر مکر
در آنچه خاک را می جست سازے   زمانه در تهه آن داشت رازے
که چون بهر حیات این جاندآب   نصیبت خاک شد در خاک کز* خواب
گزارش کرد ازان پس عاشقانه   وصول عالم حق را دوگانه
پس انگشت شهادت بر کشیدند   شهادت را رقم بر سر کشیدند
دویدند آن سگان خنجر کشیده   بخون ریز آستین ها بر کشیده
به بے رحمی بر آوردند خنجر   در افگندند یکسر هر دو را سر
بدیوار آنچنان زد خون گل رنگ   که شد یاقوت سرخ از رنگ خون سنگ
ولے یاقوت را نسبت چه یار است   بدان خون کان ز مردم دین زخار است
خصوصاً مردمے کز لعل و یاقوت   گدا بودے ز بخششهائے شان قوت
چو خون زیر آمد از بالائے آن بام   همه بالا و زیرش گشته گل وام
چو خون رفت از تهه دیوار بیرون   کشاد از ناودان ها گریهٔ خون
همان بامے که زین خون لعل وام است   همانا بام† "بالا ریش" نام است

* ک : ن — ا   † بالاری - ستون والا - مطلب بظاهر قصر هزار ستون هے جهاں یه واقعه هوا -

همان جاها بکنجے بود * آں شور	دو شهر مملکت شد طعمهٔ گور
بروں جستند پس گبران بے مهر	ز فعل تلخ خود گشته ترش چهر
نمی گنجید هر قصاب کهن دوست	ز شادی چوں بز دم خورده در پوست
پس آں جانب دویدند آں دو سادر	که بودند از پئے ایشاں بر آذر
زمین کز خون شاں دیدند گل وام	همی جستند سوگ از خون شاں وام
میان خوں بغلطیدند پر درد	نمی شد خون گرم از سوز شاں سرد
ازاں خون و ز موج اشک رنگیں	حنا بستند بر دست نگاریں
بگریه جامه هم در خوں کشیدند	علم بر پیرهن بیں چوں کشیدند
برخ بر میزدند آں دست پر خوں	بداں گلگونه می گشتند گلگوں
که مارا عیشے آماده است امروز	شهیدی ایں دو شهزاده است امروز
بیارائید تخت و مسند و تاج	فرو ریزید لعل و در بتاراج
ز دیبا گلها سازید در دهر	بشادی قبها بندید در شهر
ولے عود و سپند ار بر فروزید	بجائے آں همیں مارا بسوزید
تنے کانگشت گشت از سوز ناساز	بسوزیدش چو انگشت سیه † باز
الا اے روزگار تیره روزاں	که هستم از تو چوں انگشت سوزاں
چو انگشت سیه مارا بدیں روز	بسوز و می زداں و باز می سوز
ازیں سوزے که زد زیشاں زبانه	کساں هم سوختند از هر کرانه
بسے بگریستند از چشم خوں زاے	و زانجا باز شاں بردند بر جائے
جهاں را دیر شد کیں شیوه دارد	خزاں پر برگ و دی پر میوه دارد

* ن : بعد -- † انگشت سیه - یعنی جلی هوی لکڑی - اگلے شعر میں بهی انگشت انهی معنوں میں لکها هے --

کرا در چاشنیها داد بهرے	که بازش در شکر نفگند زهرے
کرا درے بگوش افگند دل جوئے	که با گوشش نکند از گوشه روے
چو کس نبود بگیتی جاوداں شاد	بشادی شاه گیتی جاوداں باد

حدیث چشم زخم خاندان ملک و خاقان را
کشیدن از پلک دیده بر آں ساں کز صدف گوهر

فلک را صد هزاراں دیدهٔ باز	بچشم مردماں بیں ناوک انداز
کرا بینائیے بخشید در کار	که ننهادش به بینائی درون خار
کسے کش چشم* زخم از چرخ روزیست	رسد گر چه جهاں در چرخ دوزیست
چو زخم از تیر بے تدبیر چرخ است	نه کمتر تیر چرخ از تیر چرخ است
چه دوزی دیده را زان دیده دوزے	که دوزد صد هزاراں دیده روزے
جهاں کز دهر تیر اندازی آموخت	نگر تا چند ازیں ساں دیده بر دوخت
چو گوید مردم از بینش فسانه	فلک چشمک زند سوئے زمانه
چه مردم گرش زخم هست از تیر	و لیکن چوں جهد از تیر تقدیر
رسد تا چار چوں باشد جمالے	کمال † عین را عین الکمالے
چنانک اندر کمال دولت شاه	قضا عین الکمال آورد ناگاه
کسے کیں نقطه دید از دیدهٔ خویش	چکیدن بیروں تراوید از دل ریش
که چوں دو مردم چشم علائی	بخون خویش کردند آشنائی
دگر خانان و طفل نا رسیده	جهاں را دیدهٔ عالم ندیده

* ن : زخم چشم -- † ن : کمالے --

بر ایشان نیز شد چشم فلک تیز / گزند چشم شان را شد سبک خیز
حسن را پیش چشم آنانکه بودند / بچشم پیش حالے را نمودند
که هر شهزادهٔ چشم پادشاهی است / چو چشم اندر سپیدی و سیاهی است
اگر بر چشم شان نبود گزندے / بباید چشم شان را چشم بندے
که هر گه چشم بیش از پیش باشد / شکوهٔ جسم هم با خویش باشد
که بیکاراست چشم از جسم پیش است / بچندین نقطه چشم از جسم بیش است
بدین اندیشه و وهم نهان بین / برون کردند شان چشم جهان بین
ازان دیده کشیدن سروران را / برون افتاد دیده مادران را
فلک کوراست ازان کرد این چنین دور / ز چندین قرة العین جهان نور
فرض چون چشم زخم تیر تقدیر / خراش چشم ایشان کرد بے تیر
اشارت کرد ز ابرو گبر بے دید / که زین درها چو چشم مهره می چید
برید این جمله درها در دگر درج / که چندین مه نهاید در یکے برج
بفرمانش سبک زان قصر شاهی / شد آن درها روان تا گوش ماهی
بقصر لعل بودند آن سران را / بخون‌شاندان * شفق نیک اختران را
همی بودند روزے چند مستور / چو چشم خویش و روز خویش بے نور
شگفته چشم هر یک چون گل لعل / روان خونے ز هر گل چون مل لعل
بروئے بستر پر خون چو لاله / همی گفتند چون مرغان بناله
که هر کس را گلے بشگفت بر تخت / گل ما این شگفت از گلشن بخت
گلے زین چشمها گر رخ نمودے / جهان و دیدها پر خار بودے
کنون آن نرگسان نیم خفته / ز باد دهر بین چون گل شگفته

* ک : آن --

چنین گل گرچه بوافزون است هر وے / ببوی دادش که بوئے خون است دروے
گل مارا چسان شد خستگی بار / چو با گلها نباشد خسته را کار
نخست اندر بهار از شاخ بے بر / گل بادام و شفتالو کشد سر
بهار ما نگر بارش دگر گون / که بادام از گل ما برد بیرون
گل ما خستهٔ خار زمانه است / غلط شد بلکه پیکان را نشانه است
سر سوزن بود سوراخ بادام / بکزلک چون کشند از جائے آرام
کسے کو برکشید این دیدهٔ سر / بسان خسته * شفتالو بود تر
دو چشم او چو دو عناب خسته / همیشه خسته و در خون نشسته
بدین سان هر چراغ دیدهٔ شاه / فغان می کرد و زاری تا شبانگاه
چو در ظلمت فروشد چشم خورشید / ببرید از روشنائی گیتی امید
پرستارے چراغ آورد در پیش / شهان سوزان چو شمع از دیدهٔ خویش
یکے گفت این که آمد † شام تاریک / که روشن دیدے من موئے باریک
چو بیرون شد چراغ چشم از روے / همان کوهست پیش من همان موے
چراغ عاریت پیشم چه دارید / چراغ دیدهٔ من پیشم آرید
دگر گفتا که شمع از بهر چشم است / چه جوئیم زان که بهر چون دیده چشم است
چراغ دیدهٔ عالم چو مائیم / نظر در شمع دیگر چون کشائیم
کجا شد دیدهٔ سلطان مغفور / که بیند قرة العینان بے نور
دگر گفتا که بینایان کشور / که بینا شان دل است و چشم بر سر
مثل گویند دولت کور باشد / نه دولت مند را این شور باشد
سپهر کور بهر ما زد این رائے / که دولت رفت و کوری ماند برجاے

* ق ر : خستهٔ شفتالوے -- † ق ر : اندر --

دگر گفت آنچه مادرے شنیدیم	بگوش - اینک بچشم خویش دیدیم
بلے هر دیدنی کآید ز تقدیر	بباید دید گر طفلیم و گر پیر
هر آن دردے که پیش آرد خداوند	چرا از دیده نپذیرد خردمند
دگر گفت اے شمارا دیده روشن	بتر صد بار از خواهش دیدهٔ من
ز چشم من که می پوشید حالے	تعالے الله چه کوران را سوالے
چو چشمم هر چه می دارد تراود	کس این کودیده را دیگر چه کاود
پس انگاه همی گفتند گریان	که دل شد گرچه بهر دیده بریان
ز دل چون دیده را یکسو نهادیم	بجانے گر بماند نیز شادیم
ز کوری بود غم کز وے فگاریم	کنون از رفتنش اندیشه داریم
بدین چشمے که رفتش دیده بیرون	هزاران منت کوری است اکنون
گر آید میل میل آوازه تعجیل	که جائے سرمه شد در چشم ما میل
چو باید کور را بر کف عصائے	که بتوان بردش از جاے بجائے
عصا شد میل بهر چشم ما خرد	که مارا کور کرد و دیده را برد
عصا شد دستگیر کور هر جاے	عصا کو کور سازد دیده را واے
عصا از کور بردن در مثل بود	عصاے دیده بر دردے پر افزود
که جویی کهن این کوران مسکین	که دشمن را کهد چشم جهان بین
بجز سلطان غیاث‌الدین منصور	که چشم دولت از وے باد پرنور

سخن ز آوازهٔ خسرو که چون آلود مسند را
همه پیشش نگون کردند سر جز غازیٔ سرور

درین ملک از بسے فتنه که برخاست	خبر زین گونه دارم راستا راست

که چون فرمان دیوان رفت هر سوے	که ملک آورد در اهرمنی روے
بد هر انسے و جانے را خبر شد	که بر تخت سلیمان دیو بر شد
زهے قلّابی فیروزه خاتم	که بر شیطان رساند خاتم جم
فلک تاج علا را بود معراج	بخاک افتاد والا گوهر تاج
ثبات قطب دنیا بر سر آمد	سها را نقش بر کرسی بر آمد
بزرگان هر یکے دریائے پر جوش	فروهشتند مانند صدف گوش
همه لشکرکشان در شرق و در غرب	بطاعت مهل کردند از سوئے حرب
نه ترکی نیزهٔ ترکی بر افراخت	نه هندو بندهٔ بر هندوان تاخت
همه گرگان هیجا سست و بے‌تاب	فرو ماندند چون بز پیش قصاب
در اقصائے ممالک نیز امیران	کمر بستند چون فرمان پذیران
جز از گُردهاے رزم از زور شمشیر	ملک غازی معظم تغلق شیر
چو بشنید این سخن از خاص‌وعام	ز غصه خون بجوشیدش در اندام
بمالید از تغیر سبلت کین	ز بهر کین شدش هر موے زوبین
نخست افسوس کرد از نیک خواهی	ز بهر خاندان پادشاهی
که در برج علا نقبے چنان رفت	که کرد نقب زن بر آسمان رفت
ز چندان کوکب سعد اندران برج	زمانه یک گهر نگذاشت در درج
کنون چرخ دخانی ز امر معبود	چو بر کرد از سران دودمان دود
اگر زان برج نتوان کرد کارے	زمهنے را سزا شرط است بارے
مرا شاه شهیدان کار دان مرد	بمردی از پئے این روز پرورد
من امروز ار نکوشم بهر کارش	نخواهم کین اولاد و تبارش
چو نعمت پرور از وے گشت حالم	چگونه باشد آن نعمت حلالم

گرم یاری کند بخت نکو خواه	من و شمشیر و تیر و کینهٔ شاه
وگر نبود درونم یاری از کس	چو من یار حقم حق یار* من بس
اگر این جا من ام جان بی تن آن جا است	که فرزند من و جان من آن جا است
کجا باشد دران چشم و نظر نور	که باشد قرة‌العین از نظر دور
ملک فخرالدول کو گاه نخچیر	دل شیران بر آرد† از پر تیر
چراغ روشن از نور خدائی	که چشم دارد ازوی روشنائی
گر آنجا ماند ازوی چشم بد دور	وگر این جا رسد نور علی نور
خدا آن چشم را بر من رساناد	بچشمم‡ دیدهٔ روشن رساناد

عزیمت کردن اعظم ملک فخرالحق والا
بسوی حضرت غازی ملک کافر کش صفدر

عجب کاری است کار شیر مردان	که نندیشند هیچ از هم نبردان
به تنها در روند اندر سپاهی	بسنگ آهنین سازند راهی
ور از قلب فرس بیرون جهانند	بنیروی دل خود هم توانند
مبارز زاده چون با تیغ قتال	سزا بینند کسی کاید بدنبال
دلیری کش بکار رزم فن هاست	اگر تنها بود هم دانگ تن هاست
سر افگن را چه تنهائی چه انبوه	نجنبد از هزاران ذره یک کوه
کشد سهمه گر چه صد لشکر ز انجم	یکی خورشید هر صد را کند گم
وگر بز در رمه باشد ز صد میش	بردیک گرگ ازیشان غارت خویش
هژبری کو گوزنان را شناسد	ز انبوه گوزنان کی هراسد

* ن : یارمن - † ن : براندازد پر تیر - ‡ ن : بچشم -

بخلوت گاه خود تنها بود شیر	که هر سو بر تنش تیر است و شمشیر

حکایت

شنیدستم که رستم پیش کاوس	بخدمت بود روزی پهلوی طوس
بخشم آشفت کاوس از خیالی	که رستم را رساند گوشمالی
اشارت کرد سوی طوس در حال	کش از نیروی بازو بشکند بال
چو طوس آمد برستم زور سندان	که بفشرد دستش او چون دست بندان
بروش زد تهمتن پشت دستی	که در گشت از خرابی همچون مستی
برون آمد به پشت رخش بنشست	صبا در زیر و آتش بر کف دست
بسی کس را اشارت کرد کاوس	کسی در پی نرفت از رومی و روس
چو کس کم رفت دنبال سر افگن	برفت او سرزده با تیغ سر زن
توان دنبال شیر و اژدها کرد	که آرد رخش* در دنبالهٔ مرد
سخن گویی مثل در جنبشی خواند	که فخرالدین ملک بالا فرو راند
چنان بود این که خسرو خان بدروز	چو شد بر آرزوی خویش فیروز
دل خود ساخت سنگ از کینه خواهی	وزان بشکست گوهر های شاهی
ز یادی کز سر افرازی بسر داشت	دو شمع مملکت را زنده نگذاشت
کشید آن دیگران را چشم روشن	بجا نگذاشت یک نرگس ز گلشن
فلا مانی همه مهر و ولایت	باوج چرخ برده ماه رایت
نه کس تیغی کشید از کینه جوئی	نه کس تیری کشاد از تند خوئی

* ق ر : رخت -

کسے نا ورد ناورد خروسان همه گشتندی عاجز چون عروسان
ز نعمت هائے سلطانی بخوانها نمک پرورده کرده استخوانها
بحدے آنکه استخوانها زاں نمک زور یکے را بر نها مد ز استخواں شور
بلے چوں شد نمک در پوست گنده تن گنده نمک به پوست کنده
سزا بود آں خسیساں را در آنحال کشیدن پوست پس کردن نمک‌سال
که در گنده تنی هر نابکارے نمک زیں گونه گشتے گنده بارے
سگے کز دست مردم لقمهٔ خورد کند یاری چو یاری بایدش کرد
ز سگ ناکس تراست آں ناسپاسے که نبود خورد خود را حق شناسے
چو سگ را هست با خوئے وفا کار بود هم پاسباں و هم وفادار
چه نا مردم کسے کز سگ جدائی کند در پاس نعمت بےوفائی
غرض القصه چوں زاں قوم سگ زاد براں شهراں گذشت آں جور و بیداد
ملک فخرالحق از بس مهربانی خراشے یافت ز * آزار نهانی
از انجا کاهل نعمت را به یاری بود در شکر نعمت حق گزاری
براں می شد که ناگه بے مدارا بروں آید بشمشیر آشکارا
ولے می گفت بر نا ید چو کارے ببازی جاں بباید باخت بارے
دریں اندیشه باخود غصه می خورد که چوں شاند ز خون دشمن ایں گرد
چو شد ز اندازه بیروں خار خارش دروں گشت از خراش دل فگارش
شبے بنشست با محرم تنے چند برآورد آهے از اهرمنے چند
بهاراں گفت گبریان و غوریاں که خون جم چساں جویم ز دیواں
جهانے پر زدیو و دیو مردم چگونه بے سپه * من چهره گردم

* یہ آخر کے دو لفظ اصل نسخے میں اڑ گئے ہیں -   † ن : سپر -

و گر ندهم بقتل هندواں داد رضا در کفر و کفراں چوں تواں داد
ندانم تا چساں تدبیر سازم که سهم خود بر ایشاں تیر سازم
نکوخواهاں دراں مطلوب شاهی نمودند از طریق نیک خواهی
که ایں کارے که در اندیشهٔ تست میسر کے شود ز اندیشه سست
چنیں سیلے که موجش تا بفرق است اگر را نهم بیروں بهم غرق است
وگر خود بایدش پنهاں نگهداشت بکوزه چوں تواں طوفاں نگهداشت
بداں باشد که زیں حال انچه دانیم بدرگاه ملک غازی رسانیم
چنانکه آں رائے بخشد پرتو نور کلیم ایں ظلمت از روئے زمیں دور
ملک را شد پسند خاطر ایں رائے پسند خویش را شد کار فرمائے
سخنهاے که بوئے تیغ و خوں داد نهانے با علی یغدی بروں داد
فرستادش سوئے غازی ملک زود که * باگاهی که آں گاهے غزا بود
علی یغدی براں سو شد شتاباں بعزم تیر در قطع بیاباں
رسید و رفت پیش لشکر آرائے جبیں را کرد درخدمت زمیں سائے
پس از فرزند را ز انجا فرو ریخت زلال ابر بر دریا فرو ریخت
چو شد غازی ملک را روشن ایں حال ظفر را مژده داد از تیغ قتال

صفت خنجر ملک غازی

برآورد از میاں شمشیر سرکش بگرسی گفت کاے طوفان آتش
میاں بے دیں تو محرابی پاک دل بے دیں ز محرابت شده چاک
زهے هندو زبانت مانده در بید † که در محراب داری روے امید

*ق ر : یہ آگاهی کہ آں گاہ غزا بود - مصرع کا مفہوم صاف نہیں ہے -
† وید ہندوؤں کی آسمانی کتاب -

گهنے آں شد که از بیدت بر آرم	ز آبت سرخ بید و لاله کارم
اگرچه از خون نهاید رنگ محراب	خصوص آں خون‌کش* از کفران بود تاب
ولے چوں قلعه گیراں گشت خویم	من این حاجت ز محراب تو جویم
بریزم خون کفار از تو در جنگ	بدین شنگرف سیرابت † کنم رنگ
ترا کر بهر رستم ساز کردند	ظفر با گوهرت هم راز کردند
فراز چوخ گردانت نشاندند	جهاں گیر آفتاب تیر خواندند
توئی آبے به پهنائی سر انگشت	که بندوت به پنج انگشت در مشت
و لیکن آب تفنگت بسکه تیز است	جهان می گیرد آنجا کش ستیز است
ظفر را هم زبانا ‡ هم زبانے	سقر را هم زبانه هم زیانے
شود باطل ز روغن آب روشن	ولے روشن شود آبت ز روغن
کنونم کاین غزا پیش آمد از دهر	جز از آبت سرد ؟ این آتش قهر
چو لختے راند با تیغ خود این حرف	علی را خواند و کرد این ماجرا صرف
سوئے فرزند فرخ گفت پاسخ	که اے فال من از روے تو فرخ
بهنجارے که دانی زاں خطر گاه	بروں راں مرکب و نه روے در راه
که مارا دیده در راه نیاز است	ز بهر چوں تو مردم دیده باز است
گر اے چشم و چراغ ما رسی زود	چراغ چشم مارا کم شود دود
ازاں پس چشم بکشائیم تا دور	بجوئیم از چراغ راه خود نور
تو چشم بینش و بینش چراغم	بر آنسان کیں دو نور آرد فراغم
کفیم از تابش شمشیر و جوشن	چراغ نعم و چشم بخت روشن
علی یغدی شنید این نکته و راند	رسید و با ملک یک یک فروخواند

* ق : کلا از - † آخری دو لفظ نسخے سے اُڑ گئے ہیں - ‡ قمر کی ایک منزل کا نام ؟ مرو ؟

ملک شد در کمین آں که ناگاه	دهد رهوار خود را جنبش راه
چناں بود این حکایت بے کم و بیش	که چوں او خواست گهره را در پیش
گزید از بهر رفتن توسنے چند	بجنبش دور سیر و زود پیوند
صبا را سبق سرعت شرح داده	فلک را اسپے از خود طرح داده
نهاں پور ملک بهرام را جست	به همراهی خود گردش سهاں چست
موافق گشته فوجی ز اهل اخلاص	غلامے چند و چندے چاکر خاص
فروزاں مشعلے خورشیدوش پیش	تو گوئی هستش از ذره سپه بیش
کماں‌ها سخت و ترکش‌ها پر از تیر	چو شیراں نیستاں گاه * نخچیر
بسو نها کرده پیکاں هاے قتال	کرا یارائے آں کاید به دنبال
بدهلی لشکرے ز اندازه بیروں	نیامد کس جز این آوازه بیروں
که فخرالدین ملک را بیں ز شهری	برفتن کرد چوں شیراں دلیری
خود او رفت و سواں را کرد دل خرد	دگر پور ملک بهرام را برد
حسن را کیں خبر در گوش در رفت	خیالے در سر افتادش که سر رفت
ز بس هیبت بلرزید آں نگوں بخت	چو شمشیر تفنگ از جنبش سخت
ملک فخرالدول می رفت شاداں	بشیر آباد خود چوں شیر زاداں
چو بر دریا رسید آں گوهر پاک	ز دیده در فشانی کرد بر خاک
که از شوق پدر آزرده دل بود	ز طینت هاے بد پایش بگل بود
چو در روے مبارک دیده بکشاد	خدا را شکرها کرد از دل شاد
کف پاے ملک بر دیده می سود	اگرچه مردم دیده همو بود
دراں سودن ندانست آں شه شرق	سواد دیده را از خاک پا فرق

* ن : کلّا -

ملک را هست خالے در تهه پاے
که چون مردم کند در دیده هاجاے

خلف چون دیده بر پاے پدر برد
بدان خال این دو خال دیده بسپرده

کنون بر تخت شاهی این گواهی است
همین سه نقطه بهر شین شاهی است

ملک کان دیده را بر پائے خود دید
دران دیده نظر بر جاے خود دید

در آغوشش گرفت از مهربانی
بجانش جاے کرد از میزبانی

چو زان فرزند جانی جانش آسود
بجاے آمد دلے کز هجر فرسود

بیاد نسل شاه از گریه روشست
پس این طوفان غم را ماجرا بست *

جگر گوشه ز شور آن نمک خوار
که بر چندان جگر ها ریخت آزار

تراوید از جگر خوناب نا خوش
چو آبے کز کباب آید بر آتش

پس آنگاه از طریق سوزش دل
بگفت این با ملک غازی عادل

که اے دولت رفیق و بخت یارت
بدولت یار بادا کردگارت

ملک را چشم مهر از سوے من بود
رسیدم بنده وار از فضل معبود

کنون شمشیر برکش همچو شاهان
بجو از خصم خون بے گناهان

که دار الملک گهت از هندوان پر
شبه بنشست جاے گوهر و در

بت سنگین و دلهاے چو خارا
به هر سو بت پرستی آشکارا

خطیب آلودهٔ را خطبه خاقان
فساد آلوده دیگر خانقاهان

صلاح و صالح افتاده بخواری
مرید و مرتد اندر کامگاری

جرم هاے که مهر و مه ندیده
در آغوش ز حل فعلان رسیده

کسے کو عزت اسلام داند
معاذ الله که دیدن تواند

کنون فرض است قتل ناسپاسان
غزا شرط است بر ناحق شناسان

* ق ر : گفت.

چو شد غازی ملک ز انجم خطابت
غزا این کن که تا باشد ثوابت *

اگرچه از تیغ کین در چیره دستی
مغل را بارها لشکر شکستی

به پشت خنگ چوگانے بهر سوے
ز سرهاے تتاران باختی گوے

تمن ها † کز نهیبت می خورد خون
نخورده آب خوش زین سوے جیحون

ولے به زین جهادے کے بود کے
که دین را زنده گردانی پیاپے

دهی هردم برسم کینه خواهان
زمین را سرخی از خون سیاهان

کنی از زخم شمشیر ظفر ناک
ز خون خوک خوار اسلام را پاک

نگر لاے شهادت کزپئے داد
بر آورده دو دست آنگه بفریاد

بجز تو کیست آن کرّار پر دل
که فریادش رسد زان کفر باطل

چو با غازی ملک در کوشش فرض
ملک فخر الدول کرد این عرض عرض

بدل خود سرور والا همان داشت
که از گرد غضب خاطر گران داشت

بپاسخ گفت کاے چشم مرا نور
ز نور چون تو بوده ‡ چشم من دور

مرا دل سوے تو بود آرزو مند
که دل را کے شود با دیده پیوند

چراغم چون ز باد دشمنان رست
کجا پیش آتش تیغم شود پست

برون آیم چو شیر از بیشهٔ خویش
بشمری پیش گیرم پیشهٔ خویش

بدین اندک سپاه سخت بازو
شوم با سدّ آهن هم ترازو

نیت کردم عزیمت نیز کردم
که چون مردان برون آیم چو مردم

بجان کوشم ز بهر دین درین کار
خدا بادا درین کوشش مرا یار

هراس و لرزهٔ ¶ جان حسن از عزم فخر الحق
وزان اندیشه راندن بر همه شهزادگان خنجر

* ن : صرابت - † ن تمنا ‡ ن : بادا - ¶ ک : لرزهٔ در -

چو بر گردد سرے از سرفرازے ... بجان سرفراز افتد گدازے
گر او گردد ازاں مردم سبک گام ... چو شخصے کش رود بازو ز اندام
چو بازوئے ز اندامے شود کم ... تو گوئی نیست دیگر بازوش هم
اگر خانه فراخ و گر بچستی است ... بچار ارکانش بنیاد درستی است
چو شد رکنے درست از خانه دور ... خراب است ارچه باشد بیت معمور
همه جا تخت را پایه چهار است ... که تخت پایه ور زاں استوار است
یکے گر کم شد و شد یک طرف پست ... سه دیگر نیز پنداری که بشکست
بزرگاں عهده کار سریر اند ... خلل گیرد سریر ار گوشه گیرند
خصوصاً عهده کار زور مندے ... ز بخت افزون برش باشد بلندے
درین حال انچه دارم عهدهٔ گفت ... بریں ساں گشت با نوک قلم جفت
ملک فخرالدول چوں بارگی راند ... حسن را بارگی یکبارگی ماند
کماں سست پے کز قامت انگیخت ... کمانش را سریش از ته فرو ریخت
ز نو دیکاں دور از مهر پرسید ... که از ما چون فلاں داماں خود چید
چگونه آهنیں سازیم تدبیر ... که پاے دیگراں ماند بزنجیر
اگر دار دگر اندیشه بندیم ... هزاراں شیر چوں در بیشه بندیم
دریں رشته بسستی وا گذاریم ... جهنده بے رسن چوں بسته داریم
چو خلقے درپئے غوغا و شور است ... نه ایں جا جاے زاری و نه زور است
چساں بر سر بریم ایں کار محکم ... که مارا ایں سری گردد مسلم
هوا داراں همی گفتند کارے ... بکارے سر ز سر گیریم کارے
قطعست آنست بارے کافسر ملک ... بباید واگسست از گوهر ملک
چو تاج ملک را گوهر نماند ... ز بهر تاج جز تو سر نماند

وگر گردن کشاں را بند خواهی ... بده زربستهٔ خود چند خواهی
ز بند آهنیں آساں براں جست ... و لیک از بند مشکل چوں تواں جست
اگر سلطاں توئی زر کم نیاید ... بملک از گنج و گوهر کم نیاید
وگر بر غیر بینی پایهٔ خویش ... تو بارے داده باشی مایهٔ خویش
حسن را در گرفت آں گفت ناخوش ... بحسن راے کرد آں گفته را خوش
نخست از گنج شاهاں *مهر برداشت ... همی داد آنچه پنهاں گنج وزر داشت
پس آں گه گفت با بے رحمتے چند ... کشایند از در بے رحمتی بند
شتاباں سوئے قصر لعل پویند ... زمینش را بخونی لعل شویند
به بے مهری کنند از خلق مستور ... شهاں را از کنار مادراں دور
به تیغ آں جمله سرهائے خطرناک ... نهند اندر کنار مادر خاک
دویدند آں سگاں بے وفا خوئے ... سوے آں شیر زادان نکو روے
بر ایشاں تیغ خوں راندند چنداں ... چو قصابان بحلق گوسپنداں
عجب حیفے که زاں گبران گم راه ... بخوں غلطه چناں روهاے چوں ماه
ز خون خویشتن بستر کشادند ... بخواب خوش براں بستر فتادند †
براں شاهاں چو خونریزی چناں رفت ... نفیر مادراں بر آسماں رفت
ز سوز داغ آں پوشیده رویاں ... پری و دیو شد پوشیده مویاں
مبادا مادرے را سوز فرزند ... که پیوندش جدا گردد ز پیوند
ز دهلی رفت هر سو ایں خبر هم ... شد آگه غازیء دشمن شکر هم
ز خشم آسوده بازو را بدنداں ... فرو خورد آں غضب چوں هوشمنداں

* اصل نسخے میں یہ لفظ چھوٹ گیا ہے۔ "مہر" مولوی رشید احمد مرحوم کا قیاس ہے

† ن : نشاندند۔

بدل * می‌گفت اگر خواهد خداوند
بخواهم عذر شیران از سگی چند

بناسیزه زهی زور دل مرد
که بر ملکی بر آید یک ملک فرد

خدایا چون تو کردی سر بلندش
بر اعدا هم تو کن فیروزمندش

حدیث گفتگوئی هر کس اندر مجلس خسرو
پس از صوفی سوئی† عادل نبشت نا خوش وابتر

زبانی را کش از دل فتح باب است
سخن در حد خود گفتن صواب است

نه ‡ بس زیبا است نافرجام گفتن
رها کردن در و خر مهره سفتن

ازین گفتن مراد آن دارد این دل
که فخرالدین ملک خاقان مقبل

چو راند از شهر سوی شاه غازی
حسن شد بهر جان در چاره سازی

سرانی را که با خود دید دمساز
طلب کرد و برون داد از دل این راز

که تغلق هست مرد پختهٔ رزم
قراوان کرده هر سو هر غزا عزم

وغاها دیده و کار آزموده
نبرد و جنگ بسیار آزموده

به پرخاش مغل صف ها دریده
بقتل هندوان سرها بریده

دلیری گوبکین چون خنجر آهخت
تن تنها زند بر لشکری سخت

اگر طوفان آتش بر کشد ناب
پسنده است از کفش یک قطرهٔ آب

دراز هنجار گیرد تیغ در مشت
سپاهی را بفوجی بشکند پشت

طریق رزم چون شطرنج بازی است
دو مرکب طرح بازان سره غازی است

دریغا گر چنین لشکرکشی سخت
شدی در کار ما یاری‌گر بخت

دگر حاجت نبودی خواستن زور
سریر آرای جم را از ¶ صف مور

کنون این کار ز آئین فسون رفت
نهنگی گوئی از دریا برون رفت

* ن: بلا تندی- †یعنی‌غازی ملک تغلق - ‡ن: تلاپس زیباست‌بس نوجام گفتن- ¶ ن: آصف.

بگوئیدم که چون تدبیر سازیم
که شیر جسته را زنجیر سازیم

بدانش هر یکی زان کار دانان
شدند از راه پاسخ نکته رانان

بخاطر هر کرا می گشت رازی
برون می داد و می‌شد چاره سازی

یکایک زان میان با گرمی گفت
چو گرگان یوسف صوفی بر آشفت

که چون ما خاستیم از سر درین کار
بباید کرد کاری سر بهنجار

سر ما خسرو است و ما بن و پوست
چه باشد سر اگر نبودش دوست

درین تدبیر اگر ما سر نبازیم
سری را پیش تو چون سر فرازیم

سران ملک چندین در رکیبت
ز یک سر چون بود چندین نهیبت

گرفتم * اژدها ست زان سوی
من اژدرها کشم زین تیغ چون گوی

چو بگشایم کمندی مردی از دست
نه مردم گر نه بندم هر کرا هست

بگفت این و روند قاصدی جست
که یا سیرش بود باد صبا سست

سوی دیپال بر کردش الاغی
که رو چون باد سوی مرد باغی

بگو کای کار دان و تیغ زن مرد
نمی شاید فریب روز خود خورد †

اگر چت یار شد فیروزی از بخت
نباید سر کشید از طاعت تخت

پذیرفتار فرمان شو بدرگاه
زبان تیغ کن بر خویش کوتاه

دگر باد غرورت در دماغ است
همان بادت زیان کاری فراغ است

چو تو دامن بمردی چست کردی
نخواهم تا چو دامن سست گردی

بهر سوی که رفتن باشدت روئی
به بینی رویم انگه پوی آن سوئی

که دارم خنجری چون آتش و آب
که گشت است آب آتش اندرین تاب

بدین آتش که دارد رنگ و آبی
بقا بم روی تو گر تو نتابی

* ق: جملا - اصل نسخے میں ایک لفظ لکھنے سے رہ گیا ہے - † ن: کرد -

چو برد این نکته را حمل*پیغام   بر آشفت اژدهائی لشکر آشام

چو صوفی به که با ان هم رکابان   کند چون استره سر در گریبان

که روبه دارد آن اندازه در جنگ   که گاه حمله در شیران زند چنگ

ولی فلسی دو سه کان نازنین یافت   بدان بازوی خود را آهنین یافت

ز فیرو زئی نامردان بتاویل   شگالی زد مثل کافتاد در نیل

اگر گوری نماید شرزه را زور   ز بهر مردن خود خود شود کور

اگر نگریزی ای دعوی گر از پیش   سزای خویش بینی بر سر خویش

تو از آمادهٔ خوردن گشتهٔ سیر   نخوردی از دلیران زخم شمشیر

چو در رزم هزبرافت فتد بار   شناسی خویش را اندازهٔ کار

حکایت

حدیث تو بدان ماند که گاهی   به دهنی بیشه بود و صید گاهی

خری ناگه ز آخر پر کران شد   گذر گاهش بکشت زعفران شد

ازان نزل تنعم کامدش پیش   همی خورد و همی خندید باخویش

جوان شیری ناگه دید خندان   بخنده او همش بنمود دندان

ز بس خنده و بازی زدش کار   بخنده هرکانش کرد کبت باز

بعذرش گفت شیرای یار جانی * چنین کن خندهٔ گرمی توانی

ملک کین بذله گفت از بهر صوفی   چو مکی خنده زد بر قول کوفی

پس انکه پیک را گفت ای سبک سیر   که گفتی با سلیمان منطق الطیر

ببوزم خونت اما دیدم از دیر   که پر خون رسولان نیست شمشیر

* ن: اعمال † (کذا) مصرعے کی عبارت صاف نہیں ہے —

ولیک آنکت چو باد این سو فرستاد   بگویش کای سلامت زاده برباد

تو بر گبران براری نام مردی   خطاب خویش صوفی خان چه کردی

ز صوفی خانیت چندان بود لاف   که از من ننگری محرابئی صاف

خطاب صوفیت گردد فراموش   چو می پیشم ز حلق خود کنی نوش

شود صوفی چو گاهی سخت کوشی   ز خون خویش رنگین خرقه پوشی

بکار صوفیان هم خام کاری   که بو حلوا مگس گشتی بیاری

نهٔ صوفی تو آن هندو پسندے   که از هندوت زورت* نه ز هندے

بدان هم خود گرت عقلی تمام است   که برحق کیست و بر باطل کدام است

مرا گفتی که چون در کین شتابی   به بینی رویم انکه روی یابی

بر آشفتی چو تو تیغ مرا تاب   پیامست سوی من حشو است در خواب

سخن هایت که چون باد بزافست   مرا آهسته می بینی ازانست

غزا چون فی المثل ناید ز غازی   کند ناچار کافر یاوه بازی

صبوری کن که رو آرم بسویت   بگویم پاسخ تو هم برویت

نمائی پشت پی† رو هم چو منعم‡   چو رویت پشت گردد پیش منعم

چو من رو از دو سو چون ذوالفقارم   زره بر پشت چون حیدر ندارم

تو لشکر ها چه بافی زره شان   که رو شان پشت خواهم کرد آسان

گر آری صد صده بسته بیک مشت   بمردی روبروی و پشت بر پشت

بدان پشتی که چون آری بسویم   همه رو پشت گردی پیش رویم

چو رویت را بدین سان پشت دانم   چگونه روی تو دیدن توانم

برویت دیدن ارچه در نشینم   ترا چون روی نبود پس چه بینم

* ن: روزت - † ن: پے - ‡ منجم؟ مصرعے کے معنی صاف نہیں ہیں -

به بینم رویت آرے لیکن آنگاه — که در هیجا بزخم تیغ کیں خواه
کنم بر روے تو گلگونهٔ خون — ز پشتت هم کشم گلگونه بیروں
بمن * ارچه بست آری گه کار — که خون خود بسعی روے کار
هم اکنون روئے پشتت رخت ریزاں — قبهاے پشت رو بوسد گریزاں
به ار بوسد سپه روے سپه را — که چوں تو پشتباں باشد سپه را
ترا کے پشت آں باشد که کیں — که گوئی گاه رفتن روے من بیں
منم آتش صفت روے از همه سوے — تو هم چوں خاک پشتی † از همه روے
تو گر برقے ندیدی رخش در میغ — کجا کردی مصاف و کے زدی تیغ
اگر وقتے فکندی هندوے چند — که پهلو گشتے از هم پهلوے چند
بدیں باز و مهنگی در کسے دست — که دریک حمله دو خان ‡ مغل بست
بیا امروز تا فردا کنم جنگ — کنم روز جهاں بر چشم تو تنگ
دریں خوراک چوں هنده و پسندی — بیندازم سرت چوں جوز هندی
ولے بر نیزه ندهم ارجمندی — که هست آں هم بسان سر بلندی
بفتراک فلاماں هم به بندم — که بے صیدے چناں کارے فگندم
چگویم بیش ازاں ناکرده کارے — که مے ناخورده مانم در خمارے
دریں عالم چو تیغت بر سر آرم — دراں عالم شناسی حد دارم
چو تندی کرد هم چوں باد لفتے — بجنبانید سر هم چوں درختے
هماں قاصد فرستادن همی خواست — ولے چوں خشمش افزوں شد خرد کاست
نیارست آں غضب در خود فروخورد — به تیغ از تن § سر قاصد جدا کرد
چو بر صوفی رسد ایں باد پر زور — ازیں صرصر پریدن خواست چوں مور

* کذا نا مفهوم - † ن : پستی - ‡ ن : جان - § ن : بن -

و لیکن مصلحت را سنگ نگزاشت — بسنگ خویشتن خود را نگهداشت
رسانید ایں حکایت صوفی مست — حسن را و حسن هم رفت از دست
گماں ایں داشتند آں کاملاں — که گرگ کهنه بگریزد ز باراں
ندانستند کاں شیر کهن ساز — کند بر اژدهایاں پنجه را باز
چو روشن گشت شاں کاں مشعل نور — همی خواهد رساند شعله تا دور
* بخود گفتند کایں مارا نه زیباست — زره مقراض را کے هم چو دیباست
چه پرداریم سوزن پیش شمشیر — ز بانگ سرمهٔ کے رم خورد شیر
چه بنشانیم زیں بانگ و دم آنرا — که بشکست است صفهاے گراں را
چو ما † هاریم کش با خود در آریم — دم و دودے که با ما او برآریم

حکایت

بداں ماند که اندر خشک سالے — مگر کشتے بصحرا کرد زالے
چو ابر از ریختن شد نا جوانمرد — براں شد باد کز وے برکند گرد
فزاں آبش چو غمخواراں همی ریخت — که از چشم خودش باراں همی ریخت
دراں بے توشگی زال اندراں دشت — بگرد کشت خود گریاں همی گشت
ز بس زاری چو خون خویش کرد آب — رسیدش ز ابر رحمت شربت ناب
بر آمد کشت و هر یک خوشه شد پر — چو گوش دلبراں ز انبوهی در
سر افراز اشترے گردن فروهشت — بخورد خوشه بدخو شد دراں کشت
اگر چه افغاں زدے آتش بدنبال — نترسیدے ز بانگ و نعرهٔ زال

* ق - ر : مصرعے کے آخری دو لفظ اصل نسخہ میں تحریر نہیں ہیں - † هاریم ' یعنی نا کام - یعنی اُسے ملانے میں نا کام رہے -

ز بهر رانه‌نش زال اندران کوب	غرنهای دهلکے بر ساخت از چوب
چو دهلک زد که آن کوهانی چلد	رسد زان‌کشت و دندان را گند کند
بفریاد اشقرش گفت اے تهی مغز	مجو مارا بکشت خشک پالغز
چه ترسانی ز بانگ دهلک آن را	که دهلک هاند او کوس گران را
زمانه کوفت چندان کوس برمن	که گوی ناید از ده کوس در من
*	
حدیث ما برین چو دل همین است	تبر موم و مغیلان انگبین است
کنون ما زین نفس‌هاے خس انگیز	چه زور آریم بر کوے گران خیز
همی باید بگرمی کرد کارے	که پولادے نشد نرم از شرارے
برین گونه دران دلهاے پردود	همین اندیشهٔ غازی ملک بود
ولے در دل نبود آن را جز آن کار	که شوید کفر و کفران را بیک بار
کسے را کهن قیمت شد خاطر افروز	همیشه باد بر بدخواه فیروز

بسوئے کار رانان و امیران نامهٔ غازی
که قطع کفر و کفران راشوندش یار و یاری گر

نه کم کارے است وصف نامه کردن	در افشانی بنوک خامه کردن
سخن‌گوے آنست گورا هرچه پیوند*	بیاد آرد † بانهجے که چو بند
چو خواهم بودن اندر نامه گفتار	بوصف نامه بهن ز اول نمودار
چو باشد نامه خاموشے سخن گوے	برون پشت و درون اسکن ‡ روے
زبورے زد قلم داؤدی اوصاف	بمعجز هم نوازان هم زره باف

* ق ر : گوئید - † ن : آید- ‡ کذا بے نقطه - تا مفهوم ق ر : درون دان مسکن روے -

امیرے کار فرما در همه چیز	که دارد خیل لشکر حاشیه نیز
در اشکم گرچه باشد پیچ پیچش	ازان پیچش نباشد رنج هیچش
درو رسته معانی * دسته دسته	دلش پر معنی و لب مُهر بسته
کشاده لب بود با خاصه و عام	و لیکن بسته لب باپخته و خام †
درونش هودمان فضل و دانش	پر از شمع منور دود مانش
دل او تنگ عرصه با عطا هم	حبش گنجیده در بطنش خطا هم
باندک دود کهن در سر فتاده	گهے سر بسته و گاهے کشاده
برو عنوان بشرح از هر سرشتے	چو بر پیشانئے ما سر نبشتے
چو عنوانش بلب گشته رقم ساز	جوان را گوئی از لب خط شد آغاز
برون بر لب ز خط سبلت دمیده	محاسن در درون ‡ آر میده
ز § وصل هجر در بوده از بس فصل	که از بعد جدائی یافته وصل
صریر خامه کهن کس نشنود دور	رسد زو در سمرقند از لهاور
بسے دریائے علمش داده و صاف	قلم بر باد بو دریا زره باف
سخن باد است و بین سحر قلم گیر	که بسته باد را محکم بزنجیر
درون زنجیر و بیرون انده کے بند	و لیکن چار بندی هر یکے بند
عجب بندے که کشور بستهٔ آن	کشاده کارها بر بستهٔ آن
توانا گامش از رے جسته مانده	به بند کاغذ یدش بسته مانده
هر آن مورے که در آئینه دارد	نهانے گنجے اندر سینه دارد
هر آن زاغے که بنشسته درین باغ	بمعنی بلبل و اندر نظر زغ
سفید است و تنک چو بیضهٔ پوست	میان بیضه بر زاغش سخن‌گو است

* ن : رشته رشته- † ن : جام - ‡ ک: درونش- § ق ر : ز وصل و هجر در برداریش فصل-

زهے پرندهٔ کاز نیستش ساز ولے در مغرب و مشرق به پرواز
عجب تر آنکه چون شد در پریدن کشاید بال خود بعد از رسیدن
گهے صد طره بر عارض نشانده گهے با خط عارض باز خوانده
چو ظلمت کاید اندر پردهٔ نور فشانده مشک تر بر صحن کافور
بوصف نامه چون از مشک خامه معطر کردم این مشکین شمامه
کنون در نامه مشک از خامه بارم کهم مشکے که بهر نامه دارم
عبیر افشان این حرف معنبر بدین سان باز کرد این نافه را سر
که چون شد شهه شهه حال شایع که طیب خلق شاهان گشت ضایع
نهالے را که شه در دیده پرورد ازان پرورده خارے در جگر خورد
بباغ دهلی از خار جفائے بهار ملک شد کنده گیائے
فراهم گشت گردش هندو دون شجر ملعون و برگش نیز ملعون
درخت آسا همه یکجا ستاند زمین را چون بنفشه بوسه داند
سبک یاران ز قوم دوزخی اصل بپیوستند چون شاخ تر از وصل
ملک فخرالدول چون حالها گفت دل غازی ملک در کین بر آشفت
بتندی گفت چندین بندهٔ شاه همی میر و ملک گشته بدرگاه
ز گنج و مال شه صد چیز خورده بمجلس دوستگانی نیز خورده
دگر آزادگان میر گشته دران خدمت جوان سیر گشته
مهیا ثلث مال و ربع مسکون سپاهے از شداد سبع بیرون
یکے را ماند اندر سر خمارے که سر بازد برای تاجدارے
کنون من نیز ازین ملکے یکے میر که زن گهرم سرانرا در زنا گیر
چه کار آید مرا این خنجر تیز که در کین شهش بازم بخونریز

نه نوشم خون کبران را چو باده نخواهم خون چندین شاهزاده
نهم بارے نخست از رای کین جوے بسلوک و ملوک مملکت روے
بهر یک ماجرای باز خوانم مزاج کار هر یک باز دانم
درین کار ار کنندم دست یاری بکار آریم بازوهائے کاری
کنیم آن کار زار اندر زمانه که ماند یادگار اندر زمانه
وگر نبود دریغم یاری از کس من و شمشیم یزدان یار من بس
بگفت این و دبیر خاص را خواند نمودار درون را بیرون افشاند
که بنویس انچه بیرون می فشانم هم از تیغ من و هم از زبانم
یکے از مولتان سوے مغلطی * که کرد از زور خود فرس † مغل طے
دگر میر سیوستان پهلوے هند محمد شاه کز فرمان ده سند
دگر سوے ملک بهرام ابیه که شد زنده ز نامش نام ابیه
دگر بریک لکهی سامانه را میر که در کین خواهی شه کرد تقصیر
دگر بر مقطع جالور ‡ هوشنگ که مانند پدر گرگیست در جنگ
دگر نامه سوے عالم ملک نیز که عین الملک گشت از روے تمییز
بهک مضمون روان شد نامه هرجاے که هر یک تا چه بیرون برد از راے

صفت نامهٔ ملک بهرام

سر نامه بنام خالق کون که اهل داد و دین را زو بود عون
فشاند مومنان را رحمت خویش بر اهل کفر و کفران خشم او بیش
یکے را سر بفرعونی بر آرد کلیمے را بکین بر وے گمارد
قضا کز وے رسد در مرگ و در زیست همو داند که در روے مصلحت چیست

* ن : مغلطی - † ق ر : فرش - ‡ جالرر و هوشنگ -

گهی پستی دهد گاهی بلندی   گهی خواری و گاهی ارجمندی
دهد نصرت به هیجا غازیان را   بسوزد کافران بازیان * را
کند سد غزا محکم ز پولاد   که گردد دین احمد سخت بنیاد
محمد کو قلم بگزاشت از دست   ولی تیغ غزا بهر قلم بست
همیشه کار ما با دین او باد   غزا هم بهره در آئین او یاد
پس از ذکر حق و نعت رسالت   خبر داده جهان را زین مقالت
بهر یک ماجرای کین نموده   دوای بهر درد دین نموده
گدای چون من حمایت کرده دین را   موافق بوده سلطان مهین را
سر شاهان علاء الدین مغفور   که بادا مشهدش همواره پر نور
نه پوشیده است کز بخشایش وجود   بکار بنده پروردن چسان بود
هر انکس کز کرم کردی نظر باز   شدی از دولتش هر سوی در باز
هر آن ذره کش از روزن در آمد   ز مهرش آفتابی شد بر آمد
ازو دیدیم مال و نعمت و کام   کله بر تارک و دیبا بر اندام
بعز و جاه ما را خوش همو کرد   ولایت دار و لشکرکش همو کرد
غلامی کش رسیده گوش با دوش   در آمد بخشش از دروازهٔ گوش
دگر آزادهٔ محتاج نان بود   چنان شد گوئیا پیوسته خان بود
چو کرد آن مه ببرج خاکی آهنگ   ثبات قطب محکم شد بر اورنگ
چو بود او هم شه وهم شاهزاده   دل و دستش به بخشایش کشاده
همی بارید پیوست از کف داد   چو بارانی که خلق آید بفریاد
کسانی کز چنان بخشنده شاهان   شدند از سروری صاحب کلاهان

* بازیان - خاسر -

چرا شاید که این سرهای کاری   فرود آید بدیگر مُلک داری
بر آمد ناگه اهریمن نژادی   سلیمان گشت در سر کرد بادی
بدین بیداد بودن شاد نتوان   سلیمانی بدیوان غاد نتوان
بپائیم ار شما را مردمی هست   که بکشائیم بر نامردمان دست
کنیم آن تیغ بازی درمیانه   که ماند یادگار اندر زمانه
بسی در نامه زینها صرف کرده   ز روی تیغ در وی حرف کرده

رفتن نامهٔ ملک بهرام

چو شد نامه تمام و کار ران خواست   که بهر کار تدبیری کند راست
در اندیشید با خود کاندرین کار   ملک بهرام ایبه گر شود یار
بهر عزمی که باشد رائی ما را   بس است آن مرد رزم آرای ما را
علی حیدر که مرد کاردان بود   طلب کرد و روان کرد آن طرف زود
چو رفت آن کاردان و برد نامه   ملک را وا نمود آن نقش خامه
ملک بهرام کان منشور بر خواند   بمهر و دوستی در سینه بنشاند
بشیرینی در آن فرخنده تدبیر   موافق شد بسان شهد با شیر
همه تدبیر کار خود بر آراست   سلاح و ساز و گنج و لشکر آراست
چو کرد انچه از توانائی توان کرد   سبک سوی ملک غازی روان کرد
رسید و با ملک در دل یکی شد   بدانش رای دو کامل یکی شد
تو پنداری که گشت از هم وثاقان   به بو مسلم ملک را و ابن خاقان
ملک تعظیمش از غایت فزون کرد   بگویم شرط تعظیمش که چون کرد
نخست اسپ دل ز اقبال کردش   چو بخت مقبل استقبال کردش

پس از مهر وفا در بر گرفتش ز جان با جان خود همسر گرفتش
حدیث از کهنهٔ شاهان برون داد ز جوش دل زبان را موج خون داد
که من خواهم کمر در کینه بستن گره تا کے توان در سینه بستن
ملک بهرام چون آمد بپاسم ز بهرام فلک نبود هراسم
ملک بهرام دانائے خردمند شد از دانش سخن را نکته پیوند
که چون کار تو در تیمار دین است نه کار تست این بل کار دین است
کسے کز بهر دین نبود ترا یار عقالدہ گوئی از دین است بے زار
خصوصاً کز علاءالدین محمد که بود ازوے علائے دین احمد
نماند از بهر دین را پاسبانے نه غم خوار رسه در دین شبانے
که از بیداد بے دینان بد بخت بر ایشان رفت دشمن دارئی سخت
پس از تدبیر کافر نعمتے چند خسیسے گشت بر مسند خداوند
برهمن بچه پائے چند با او مطیع بیدارے چند با او
بفرمانش روان شد چند بے دین کشیده برگ بید از شاخ بهدین
در افگندند سرهاے سران را بکشتند آن همه دین پروران را
چو زین آوازه در گوشم شد آواز ز حیرت چون صدف شد گوش من باز
همی پختم ز سوز سینه با خویش که چون آن شعله را بنشانم از پیش
نمی پیچم بباز وئے کس این زور که بهرامی کند در صید این گور
بهر سوئے که دل پرتاب کردم چو بیدارے ندیدم خواب کردم
دلم زین خواب ناخوش بود در تاب که سر بر کرد ناگه بختم از خواب
بدستم داد دولت نامهٔ خاص شدم در قعر آن دریا چو غواص
گهرهائے کرم دیدم ز حد بیش نه در اندازهٔ درج دل خویش

دبیر گوهر افشان خامه رانده چو باران ز ابر نیسان در فشانده
نموده حال آن در هاے شاهی که شد از گوش مه در گوش ماهی
ز چشمم زین گسست در شهوار گسست سلک لولو شد برخسار
ز بهر آمدن چون بود فرمان بدل شد جملهٔ دردش بدرمان
ز وهم خود فرس را گام دادم صبا را پاے سرعت وام دادم
رسیدم اینک از دیده نه از پاے که از دیده کنم هرچت بود راے
درین کوشش چو از جان هست باکت نه جان ما به است از جان پاکت
بجان کوشیم و دین را مایه سازیم سنانها را ز خون پیرایه سازیم
زمین کز* خون آن شاهان جگر بست ز خون باید جگرهاے دگر بست
براے هر جگر گوشه ز دشمن جگر بیرون کشیم از گوشهٔ تن
زنیم آن تیر کز هر گوشهٔ دل جگر گوشه شود هر پارهٔ گل
هنوز اندر جگر پنهان بکاهیم که عذر یک جگر گوشه بخواهیم
بهر کنده نمک دشنه نشانیم جگر ز و با نمک بیرون فشانیم
که چون مهمان رسند انجا کلاغان کباب پر نمک یابند زاغان
عجب نبود که زان خونهاے ناپاک قند زاغ و زغن را دل بسوزاک
مرا کاموزش خون بے شکے گشت بخون گرم دل با دل یکے گشت
و گر صد جان و صد دل باشدم یار همه با تو در بازم درین کار

چو دیداین یک دلی پر دل ز بهرام بصد جان داد در یک جانش آرام
نکرد اندر وثیقه خواستکاری فتادش هم بران قول استواری

* ن : گر -

قهر و قتل مغلطی ملتان

چو رفت آن سرمه در کاغذ به تعجیل — بسوی شهر ملتان مهل در مهل
مغلطی سرمه گون گشت از تحیر — سیه رو شد چو چشم از سرمهٔ تر
بقاصد تیز دید از خشمناکی — برون زد دیده درخشم از مغاکی
بتلخی زهر خندی زیر لب کرد — پس از دل نامه را پاسخ طلب کرد
بپاسخ گفت کان مرد سر انداز — نه از ما بهتر است از لشکر و ساز
ازو تا ما بسی فرق دور است — که از ملتان دهلی دیوپال پور است
چو من نازم که با دهلی کنم شور — بپازوی دگر کی باشد این زور
چو مارا نیست نیرو باز بر دست — ضرورت پیش او باید کمر بست
کسی کو شاه گشت و رفت بر تخت — ستیز سخت با او چون توان سخت
نه دانائی بود بی جمعی انبوه — بدندان و بناخن کندن کوه
بزور خویش کو شد پیل با پیل — صف مور از رهش به دور صد میل
من ارچه بندهٔ شاه شهیدم — کز اقبالش بگردون سر کشیدم
ولایت دارم و مال و خزانه — سپاهی نیز چون باد بزانه
ولی چون لشکر من یار من نیست — چخیدن با بزرگان کار من نیست
هم از دل نیست چون فیروزیم یار — تهی دل چون بفیروزی کند کار
نه ام من با کسی یار اندرین رای — مرا هم رای من بس کار فرمای
مغلطی چون ز جان نا وفادار — نشد غازی ملک را در غزا یار
گرفت از بیم جان و رای پر جهل — هلاک منعمان خویشتن سهل
زمانه لاجرم بروی بر آشفت — بلا بیدار گشت و عافیت خفت
سوی فرماندهان مولتانی — شد از غازی ملک رمز نهانی

چو بهرام سراج آن کرده روشن — صلاح کار بر خود ساخت جوشن
به لشکرهای ملتان کرد اشارت — که بر مهر بزرگ آرند غارت
سران در قبضهٔ خویش آوردندش — گرفته بر ملک غازی برندش
سپاه آمد فراهم تا بپایی — کند قطع مغلطی چون مغل طی
چو آن گنده نمک دید آن چنان شور — شدش دل چون نمک در آب بی زور
بر زن بود کز بر زن برون جست — چو موش خانه کز روزن برون جست
ز نزدیکان کسی با او نه شد یار — مگر موچی که بود آگاه ازین کار
سواران در پس و او پیش می رفت — تنش با خویش و جان بی خویش می رفت
درین تگ مرکب موچی سر آمد — سوار و مرکب از پا اندر آمد
سبک هم در فتادن تند برخاست — دران افتادگی جان را تیر خواست
براهش بود زالی بیوه حالی — درون شد رستمی در کنج زالی
نمودند از عقب فوجی تهمتن — کمان رستم و باران بیژن
گرفتند و بزورش بند کردند — رقیبش زور مندی چند کردند
ازان پس بیشتر زان برده بستند — بدنبال مغلطی در نشستند
مغلطی رفت و در جوی در افتاد — کش از غازی ملک بود است بنیاد
بهین جوئی ز راوی تا بجهلم — چو قلزم در حد گیلان و دیلم
دران ایام کز درگاه سلطان — شد این غازی ملک مقطع بملتان
بسی بنیاد خیر افگند هر سوئی — بنای مسجد و حفر بسی جوئی
نماز عید گه را مسجدی ساخت — که سرتا مسجد عیسی برافراخت
فرشته نعره زد چون دیدش از دور — که فردوس است این یا بیت معمور
سواران در رسیدندش به دنبال — زننده سر گم و جوینده قتال

غرض القصه چوں در شد مغلطی — دراں جو کز ملک بود آب دروے
در آمد پور بهرام سراجش — سر افکند و ندید اندر لجاجش
قوی مردے بود با زهرهٔ شهر — که نبود زاریش در زیر شمشهر
کسے کو تاب نارد سایه میغ — بلرزد سایه وار از سایهٔ تیغ

قصهٔ حال میر سیوستان

چو نامه سوے سیوستاں گزر کرد — خبر کرد و ملک را بے خبر کرد
محمد شاه لر کانجا سری داشت — دراں خشکی و تری بر تری داشت
ملک کز لشکر آفت سگالش — چو موے لر پریشاں بود حالش
ترش رو بود چوں افغان جنگی — ولے هم چوں کلاه لر به تنگی
که سرداراں گزندش کرده بودند — درون قلعه بندش کرده بودند
چو از غازی ملک شد لوح خاصش — هماں خط گشت تعویذ خلاصش
کساں کاندر قفس میداشتندش — چو خواندند آں رقم بگذاشتندش
بروں آمد ز قلعه مهر محبوس — چو کنجشک از قفس و از دام طاؤس
علم بالا کشید و لشکر آراست — بمنشور ملک غازی سر آراست
بقاصد گفت گویا سرور عصر — که بادا یار تو فیروزی و نصر
رسیدم من هم اینک گرم پویاں — بداں فتحست مبارکباد گویاں
چو قاصد باز پس شد میل در میل — رواں گشت هم او امالے به تعجیل
که * بنوشت آں سپهدار — رسید اما پس از آرایش کار
ملک را نامد از تقصیر او رنج — نوازش کرد و دادش خلعت و گنج

* کذا - لفظ چھوٹ گیا ھے —

برو کرد آنچه بخشایش تواں کرد — سوے اقطاع اجمیرش رواں کرد

* ———— ————

چو بر هوشنگ رفت آں بخیهٔ راز — شد او هم در دل خود حمله پرداز
نه انکار رضا کرد از * سر هوش — نه بهر جنبش آمد گرم در جوش
زبانی گفت کاینک می رسم تند — ولے پاے عزیمت در دلش کند
دو سه بارش دگر خواندش سپهدار — نگشت اقبالش اندر آمدش یار
رسید او هم ولے بعد از ده و گهر — چو بے تدبیر کار آراست تقدیر
برو نیز از عتابے † نکته کم بود — همه بخشایش و لطف و کرم بود
نشد رنجه نیو شیده خیالش — بتشریف کرم پوشیده حالش
بصد ‡ انداز پروازش فرستاد — سوئے اقطاع خود بازش فرستاد

جانب عین ملک نامهٔ خاص

سوئے عالم ملک هم در نهانی — بمضمون دگر شد نکته رانی
که اے دانا بفضل و دانش و راے — خرد را بوده دایم کار فرماے
هم از بهر قلم خنجر کشیده — هم از زخم قلم خنجر بریده
هنر زیں گونه و ز بخت برومند — شهت برکشورے کرده خداوند
دیار مالوه دورش جهانے — بدور شه تو بر وے حکم رانے
تو عین الملک و در تو دیدهٔ شاه — چناں دیده که چشم مهر در ماه
اجین انعام و دهار اقطاع خاصت — ز خاصان دگر بیش اختصاصت
بگویم خود که با آں دانش و هوش — کند کس نعمتت را چوں فراموش

* ن : ونه سر هوش - † ن : عیانی - ‡ کذا - مشکوک -

بدان راضی شود کز هندوے چند
کشاید عقدهٔ اسلام را بند

لقیطے * گبر و گبرے چند خیزد
شه و شهزاده را خونے بریزد

تو مردے هوش مند و پخته تدبیر
کفی از خامی اندر کینه تقصیر

کجا رفت آں حقوق خدمت شاه
کجا رفت آں نوازش هائے درگاه

که از رایت، فلاے پاشنا سخت
رود از تختهٔ بازار بر تخت

پسنده علم و فضلت کز پے زر
فرود آری به هندو زادهٔ سر

گرفتم کاں بسیم و زر که جان داد
رضا در کفر و کفراں چوں تواں داد

اگر مهر محمد شاه داری
سوے دین محمد راه داری

من اینک از پئے آل محمد
کمر بسته بکیں چوں میم احمد

بیا با من بکوشش هم عناں شو
بدلها تیر و در جانها سناں شو

چو ما باهم شویم از تیغ و تدبیر
مخالف هم ز سهم ماخورد تیر

جگر هائے که گشته از سناں چاک
بشیری خون شاں شوئیم ازاں خاک

نمودیم آنچه مارا در نهمت بود
اگر خواهی رسیدن هاں بروں زود

وگر نائی و داری عذر پر خاش
مراد تست و روزی هست، می باش

*

چو پیک ایں نامه عین الملک را داد
خجالت بر خجالت در دلش زاد

نه روے آں که در کوه و بیاباں
سوے غازی ملک گردد شتاباں

نه راے آں که هم بر جاے ماند
سوے یاران بد بدراے ماند

سوے غازی ملک می خواست آهنگ
ولیکن دست بودش در ته سنگ

ضرورت مصلحت را کار فرمود
ز نامه با حسن گفتار فرمود

* لقیط - وہ بچہ جسے راستے سے اٹھا لائے ہوں -

کشاد آں نامه و پیش حسن برد
که بر اخلاص آں خس حسن ظن برد

فرستاده برفتن پائے بر کرد
وزاں پیش ملک غازی خبر کرد

شد آزرده دل ازوے لشکر آرائے
چنانش روے داد اندیشه در راے

که قاصد بار دیگر پوید آں سوئے
مگر عالم ملک زیں سو نهد روے

گر آید مشتری در خانهٔ ماه
شرف گردد بدو زاں خانه همراه

درین سو قوس او را گوشه گردد
بزاں برجیس هر مو خوشه گردد

گفت دیگر بسوے عین الملک

دگر ره قاصدے چوں باد مستور
رسید و کرداں را داد منشور

چو عین الملک دید آں حسرت پردرد
چو چشم از درد آب از دیدها برد

بقاصد گفت ازیں جا باز پس پوے
ملک را بندگی گوے و پس ایں گوے

که آخر من مسلمانم بده پشت
بعون ایزد دو رویه تیغ در مشت

بجهد خویش هم در بند آنم
که زیں غوغا فرس بیروں جهانم

ز دل با هندواں چوں یار گردم
که از ایمان و دیں بیزار گردم

ولے بیروں شدن را چوں محل نیست
به از تسلیم شاں بودن عمل نیست

ضرورت مانده ام اینک بصد بیم
سلامت یار خود کردم به تسلیم

چو پیدا گردد اعلام بلندت
سر خود گیرم از پیش سمندت

ز اهل کفر بیزاری نمایم
نباشم یار ولے یاری نمایم

چو یکسو گردد ایں شمشیر بازی
من و خدمت به پیش شاه غازی

اگر جاں بخشدم منت پذیرم
وگر خواهد که خوں ریزد بمیرم

*

چو قاصد باز شد این ماجرا گفت — ملک نے نرم گشت ونے بر آشفت
بدیگر چاره شد مشغول تدبیر — که تا فردا چه پیش آید ز تقدیر

نامه بر یک لکهی و قصهٔ او

مخالف یک لکهی سامانه را مهر — ز بے سامانئی خود شد سبک سیر
چو حرف نامه را مضمون فرو خواند — بسانِ حرف نامه] تیره رو ماند
*کراں حسب از سلامت جوشے — چو تسلیمات نامه در حواشے
نه از کفران نعمت شرمش آمد — نه بهر قلع کفر آزرمش آمد
چو هندو بود و در دل گبرساں بود — رگ گبریش ز تار نهاں بود
چو اول گشت مقطوع پناه اصل — بخون گرم هم با دین بشد وصل
شهے کو کرد یکسو از دو دانش — لئام خفتهٔ مطلق عنانش
چکیده † از دو لنگ جفتوانے — بکوری خورده از شاماخ نانے
چناں کو رانه ناں در فاقه خورده — که کوری را بدیده سرمه کرده
بسے کنجشک رانده بر سر کشت — رمیده مرغ ‡ از سنگ چناں زشت
نخورده مسکه جز ناں امیدش — که اندر دوغ شد سبلت سفیدش
ز غار کفر بر کش § برکشیده — بگردن چرم خامش در کشیده
چو شه در بندگی کرده قبولش — کشیده خام حلق از حلق خامش
بزرگی دادهٔ و شغل گراں هم — ولایت ها بزرگ و بے کراں هم
چو هندو زادهٔ هم جنس ایشاں — خروجے کرد با جمعے پریشاں

* کذا - پہلا ٹکڑا غالباً "کراں جست از سلامت" ہے لیکن آخری لفظ نہیں پڑھا جاتا -
† کذا - نامفہوم - ‡ ن: مرغ سنگ از - § ک: برکش -

بصد تعظیم شد فرماں بر او — ز سر پا کرد و آمد بر در او
ندید این کاں خس از رائے تبه کرد — چنیں با قرة العینان شه کرد
چنیں در دیده هائے ملک شد خار — وے آں خار بلا را تیزی کار
چو از غازی ملک شد نامه سویش — سیه شد چوں سواد نامه رویش
فرستاد آں همایوں نامه را زود — براں بوسے که بر بازاں نه بخشود
باخلاص حسن حسن رضا جست — پناه جانش را عون از قضا جست
حسن را چوں یزید وقت خود یافت — ز اولاد محمد روے بر تافت
خود آں بد بخت بود از خوے بدساز — در جور و ستم کرده بسے باز
تهی لطفے چو آب نیم کوزه — ترش روئے چو دوغ هفت روزه
به بے مهری چو قصابان بد چهر — بخوں ریزی چو جلادان بے مهر
همه خوں ریختے چوں بادهٔ ناب — کرم بودے گر از کس ریختے آب
کسے کش بیش کردے خدمتش پیش — چو رفتے پیش خوردے ضربتش بیش
ز بیم چوب و دشنام زبانش — کرا زهرا که گیرد نام نانش
چو چاکر بهر تاں را پے فشردے — ندادے ناں و آبش هم ببردے
زخشمش لشکرے در بے نوائی — بجاں هم شهری وهم روستائی
چو از غازی ملک بروے رقم رفت — ازو سوے ملک غازی حشم رفت
چو باچنداں جفا کفرانش هم شد — ز بیمش فتنهٔ با فتنه ضم شد
زمانه لاجرم بروے بر آشفت — برو هم شهری وهم لشکر آشفت
شکسته چوں ز رزم شاه غازی — خلاصے ساخت باصد حیله سازی
بسامانه رسید و خواست زاں جاے — هزیمت را کند سوے حسن راے
که نا گاهاں برو شهرے خبر کرد — همه تلدیش را زیر و زبر کرد

در آمد خاص و عامه بی مدارا — بکشتندش بشمشیر آشکارا
چنین باشد چو هر فن را جزائیست — بقدر پیشه هر کس را سزائیست

حدیث خوابهای سرور بیدار دل وانگه
شده تعبیر خواب یوسف اندر هر یکی مضمر

زهی بیداری بخت آن سری را — که بیدار است پاس کشوری را
کسی کو راست سوی کار دولت — بود هر موی او بیدار دولت
چو دولت یار هر بیدار باشد — نخسپد آن که دولت یار باشد
در آید خواب بعد از ماه و سالش — در آید خواب یوسف در خیالش
گه آویزد مهش در ذیل فتراک — گهی سیاره بوسد پیش او خاک
نه بیند خواب خوش جز پاک جسمی — کاز اقسام نبوت هست قسمی
ملک را چون دل بیدار می‌خواست — که خوابی بیند اندر کار خود راست
فرشته کوست خواب آرای هر چشم — نمود آن خواب بیداریش در چشم
که هرچه او را به بیداری کند دمر — نمودش خواب کاگه گشت ازان بهر
شنیدستم من خفته درین باب — هم از بیداری بخت وی این خواب
که آن بیدار دین را دیده چون بست — بپاس دین چو بیداران کمر بست
بسی نامه به بسیاران فرستاد — فسونی جانب یاران فرستاد
ولی چون مار گردون فتنه می‌خواست — نیامد مار کژ در رخنهٔ راست
ازان پیچاک و ناهمواری کار — بکار خویشتن پیچید چون مار
چو درماند اندرین اندیشه روزی — ز دل بیرون فشاندن خواست سوزی
بسی خاصان و خویشان را درون جست — غبار دل بآب دیده می شست

همی گفت از تاسف آب در چشم — که هم نگذاشت مارا خواب در چشم
سوا زور اندک و باری ز حد بیش — چگونه خیزد این بار من از پیش
ز یک دیوپالپور و خیل یک مهر — چه خیزد گو تو هر دم رستمی گهر
صفم با قلب دهلی چون ستیزد — صبا بر آسمان چون گرد بیزد
سوار اندر قلم را اندهٔ تیغ — دو لک بیش است با هم بسته چون میغ
بر ایشان کی توان خنجر روان کرد — بقطره خرج دریا چون توان کرد
بدانائی نباشد نسبت آن را — که از سوزن کند کوه گران را
کلنگان را ز شاهین شکاری — چه باک ار قاید از پوینده یاری
وگر سوی روم آن خود نه مردیست — نه کار سرخ رویان روی زردیست
ستیزی در میان بس محکم افتاد — که تیر از شست رفت اما کم افتاد
رهائی را چه سان سازیم تدبیر — گریزه پست و سیلاب آسمان گیر
یکی تیمار مستورات و فرزند — دگر اندیشه بهر خویش و پیوند
ندانم چون شود پایان این کار — صلاح ما خدا آرد پدیدار
بگفت این و دگر ره دیده تر کرد — چنانکه آن گریه در یاران اثر کرد
همه گشتند آب از دیده باران — چه ز افسوس و چه از افسوس‌خواران
پس آنگه با ملک گفتند گریان — که ای سوز تو مارا کرده بریان
چه کار آید ازین پس عمر مارا — که بهر تو جان نبازیم آشکارا
دو چشمت قطرها کز خشم و کین ریخت — بهای خون ما در ثمین ریخت
چو پیش از خون دیت برما فشاندی — نشستیم ار همه در خون نشاندی
تو داری بالحقیقت بهر حق جهد — درین ما با تو هم پیمان وهم عهد
چو عمر ما توئی و جان ما تو — بچندین جان یکی گشتیم باتو

دل خود بر خدا بند و میندیش   که فتح غیب بیش از لشکر بیش
چو می دانی نه بندد هرچه می‌گفت   بباید خار خار خود ز دل رفت
چو پیدا گشتی و پیداست درکار   که هم فیروزمندے هم سپه دار
بلندان را بر اورنگ بلندی   بود لابد ز تو اندیشه مندی
وزان سرکش که سرها را بود پاک   بجوید* بهر شمشیر خطر ناک
سنان بر پر دل اندازد همه کس   غرافرا جوشن عصمت فری بس
تو هستی اژدها این نیست یارا   که کس زنده گزارد اژدها را
کشد ترک از برای طعمه نخچیر   ز بیم شیر بر شیر افگند تیر
نه کشتن گرگ را بهر کباب است   کباب از بز* جوید زان خراب است
چو درکارت سلامت هست بر خیز   سلامت یار تست او هم بر انگیز
بدین سان هرکسے می پخت کارے   ملک هم داشت زین گرمی شرارے
همه روز اندرین تنها ز غم خورد   ز بس اندیشه خوردے نیز کم کرد

خواب غازی ملک بدیدن پیر

چو شب زاگ‌ون مشکین بستر آراست   ستاره چادر شب را بر آراست
زلال پاک جست و دست و پا شست   بطاعت بر مصلاے رضا رست
تعبد پیشواے کار خود ساخت   نماز بندگی را یار خود ساخت
همه شب داشت رو در حق پرستی   دلش بر آسمان و تن به پستی
بسجده گریه می کرد سیراب   که هم در سجده ناگه آمدش خواب
دران خواب مبارک دید پیرے   چو رائے خویشتن روشن ضمیرے

* ک : بجوید -

بصورت نسختے از خضر و الیاس   بمعنی چون مسیحا فرخ انفاس
ز نور الله محاسن راست کرده   ملایک نور ازو درخواست کرده
در آمد با ملک غازی به تعظیم   پس انگاهش به یزدان کرد تسلیم
بپوزش گفتش اے دیباچهٔ فتح   ز فیروزیت یا بد نیلگون سطح
بسهل اندیشهٔ کت در دل آمد   فزون ز اندیشه کامت حاصل آمد
بشارت می دهم کاینک هم اکنون   شوی بر تاج شاهان در مکنون
برون کش تیغ و قدرت بین ز تقدیر   که خواهی شد چو تیغ خود جهانگیر
چو زین مژده گران کرد آستینش   خطاب آورد شاه* راستینش
چو زین خواب اندر آمد مرد بیدار   امیدش مست گشت و بخت هشیار
ملک فخرالدول را در نظر خواند   خیال دیده پیش دیده بر خواند
بخویشان دگر هم گفت ازین حال   که خوش گشتند ازین فیروزی فال
بدیگر مخلصان دولت اندیش   هم این گوهر سپرد از معدن خویش
همه گفتند باجان † مارب یاب   چو بخت خویش بیدار از چنین خواب
بدین خوابے که در دلها درون رفت   ز شادی خواب شان از سر برون رفت
بشکر این نمایش مرد فیروز   همه شب بندگی می کرد تا روز

خواب غازی ملک که دید سه ماه

شبے چون چتر سلطان همایون   همایون گشته از وے چتر گردون
مہے کامل با نجم سر کشیده   بگردون چتر زرین بر کشیده
نموده سطح زنگاری مسافت   جهان را رنگ اعلام خلافت

* ن : سایه ز آستینش - † ق ر : خان -

سواد شب که شد بر تختهٔ روز   بپاشش کرده مهتاب شب افروز
فلک بر روئے ظلمت ریخته نور   چو بر فرش معنبر گرد کافور
درخشان گشته انجم در سیاهی   چو مروارید تر در گوش ماهی
شهاب اندر کشیده تیر باریک   بریده روشن از دیوان تاریک
هوائے چون مزاج عاقلان خوش   چو فعل عاقلان آفاق دلکش
ز اسباب طرب غم گشته گم نام   چو ناکامی ز کار افزائی کام
جهان آسوده چون قول حکیمان   نشاط آماده چون بذل کریمان
درین شب مملکت گیر ظفر یاب   براست داشت سر بر بالش خواب
وے اندر خواب و دولت پاسبانش   دل بیدار در پاس جهانش
نمودندش چنان در خواب امید   که بر بالائے این تابنده خورشید
درخشان سه مه روشن بر آمد   که هر یک از دگر روشن تر آمد
یکے چون چتر زر بالائے تارک   دو بر بالائے دو دوش مبارک
ز تاب آن سه ماه کامل النور   سه ماهه ره شب از عالم شده دور
چو خواب اندر سر آمد صاحب بخت   زد از همت ببام آسمان تخت
ملک فخرالدول را خواند در پیش   که پیش دیده گوید دیدهٔ خویش
نخست آئین تعبیرے که خود کرد   بنور رائے و آئین خرد کرد
که این سه ماه سه چتر بلنداست   که سه فرق سران زان ارجمند است
چو من دیدستم این خواب مبارک   مرا باشد یکے بالائے تارک
دو دیگر کز دو دوشم پرتو افگند   فشاند سایه بر فرق دو فرزند
ملک را کامد این تعبیر در گفت   شد امید دلش با کام دل جفت
ملک فخرالدول نیز از سر هوش   بدین تعبیر دادش مژده در گوش

که شاهان را فراز افسر ملک   بود سه چتر والا زیور ملک
چو چتر آسمانی دارد این خواست   که چتر ملک خواهد بهرت آراست
نمودندت سه ماه فرخ آثار   که این سه چتر تست اندر نمودار
کند زانها یکے در کامرانی   بر اکلیل همایون سایه بانی
دو دیگر در یمین و در یسارت   کند آرایش اورنگ یارت
ترا زیبد سه چتر ملک داری   که تو یک تن سه شاه کامگاری
بود تا یک سر والات بر جاے   بدیگر سر نشاید چتر بر پاے
سرت پاینده بادا جاودانه   که زیر چترت آساید زمانه

خواب غازی مصر و دیدن باغ

دگر ره خواب دید از بخت بیدار   که گوئی هست در بستان گلزار
دران بستان درختان نیم رسته   بآب زندگانی روے شسته
تر و تازه بسان شاخ طوبی   تهش سبزه چو خط بر روے خوبی
شگفته صد هزاران گل بهر شاخ   صبا پیرا ملش نا گشته گستاخ
ملک غازی بگلگشت اندر انها   چو گلگشت صبا در بوستانها
گل ار چه بوے بے اندازه می داد   وے از خلقش نسیمے تازه می داد
چو کرد از خواب چشم دور بین باز   کند تا خواب خود را گفتن آغاز
در آمد بخت بیدارش به تعبیر   بدو گفت اے به بیداری جهانگیر
تو در خواب آنکه گلشن دیدی و باغ   حریم ملک تست و نیست این لاغ
درخت نیم رسته هر یک از وے   خبر می گوید از کارت پیاپے
کت از دولت عملها نیم کار است   نه بر شاخ ترت هنگام بار است

گل ار چه صد هزاران نهفته است — هنوز یک گل از صد نا شگفته است
هم اکنون در رسد هنگام بارت — شود پر میوه و گل نو بهارت
درخت قدر تو ز اقبال والا — رود با شاخها از سدره بالا
بر دولت خوری در کام خود زود — بگیر این فال و خواهد هم چنین بود

بجنگ آوردن غازی ملک پس ملک را دادن
هرانچه از مولتان بهر حسن می رفت اسپ و زر

بباید مرد را بازوی شمشیر — که بستاند به نیرو غارت از شیر
زبردست آن بود کز قوت شست * — بکالای زبردستان زند دست
خسی † روبد ز راه آبی که کند است — درختان را برد سیلی که تند است
سگی بز غالهٔ را شد زبون گیر — پلنگ آن هر دو یکجا کرد نخچیر
کرا زهره که بی آسیب و آزار — ستاند گنج ز اژدر مهره از مار
چو از تازک رسد چابک بغارت — ز چابک غارت از تازک عبارت
ز ترک افتد صف هندو بتاراج — نیارد حمله سوی باشه دراج
چو از طاؤس و بط شاهین کند مال‡ — که باشد ماکیان کاید بدنبال
کم از زاغی مشو در کینه توزی — که از دندان شیران خورد روزی
خروسان یکدگر محکم ستانند — نه تا آن حد که کین بر جره رانند
بزی کو سر زدن با گرگ جوید — بران پشمین همه مویش بموید
متاع قادر از زاری نیاید — فسون بر اژدها کاری نیاید
بتندی نارد از رستم شتابی — خزینه کی برد ز افراسیابی

* ک: شست بمعنی نشانه - † ن: روید —
‡ ق - ر: بال —

درین وقت آن توانگر جوئی از کس — جز از غازی ملک در یابی و بس
درین کار از وی و زان کار رانی — بگویم ماجرای تا بدانی
چو او را عزم شد در کینه خواهی — که جوید کین جوهر های شاهی
پیاپی در طریق کاری بود — بپاس کار خود بیداری می بود
خبر بر می رسید از شیب و بالا — نهاده دل بفضل حق تعالی
رسیدش ناگه آگاهی دران حال — که کار فتح میمون گرددش فال
خبر گفتند کاینک می رسد تیز — متاع بس گران بار و سبک خیز
ز ملتان می رود اسپ و خزاین — سوی خسرو که شد میر مداین
تکاور هر یکی چون باد شب گیر — همه تیزی تیز آهنگ چون تیر
خزینه نیز مال عرصهٔ سند — نه کمتر ز انچه باشد غیرهٔ هند
ز غیب این سو فتوحی دارد آهنگ — اگر غازی ملک در وی زند چنگ
حشم را باشد از وی خرج و دخلی — که مرغان را رسید آماده نخلی
ملک فرمود تازان سو شتابند — خدا آوردهٔ را باز یابند
دویدند آن طرف فرمان پذیران — فرس غارت کنان و گنج گیران
رسیدند و گرفتند آن زر و مال — همان گیتی نوردان زمین مال
فتوحی آمده با آمد کار — رسانیدند در پیش سپه دار
ملک فال مبارک داشت آن را — فتوح اولین فتح جهان را
اشارت کرد کان گنج خدا داد — دهندش تا شود خلق خدا شاد
عملداران بکار زر نشستند — در استغراق لشکر در نشستند
بفرمان می رسید آن مایهٔ کار — بهر کس تا شود پیرایهٔ کار
قوی دل شد حشم زان بخشش پر — چو محتاج از مراد و مفلس از در

همه کس محل کالای گران کرد / هوس کرد آنچه در شهری توان کرد
یکی مرکب خرید از بهر پرخاش / یکی شیرین پرستاری شکر پاش
یکی آشد کار خیری را طلب گار / یکی بنیاد خیری کرد پرکار
یکی بکشاد نقدی بهر عقدی / یکی در عقد پنهان بست نقدی
یکی داد آرزوی دل بخویشان / یکی دریافت دلهای پریشان
همه دیوار پر از روح و رونق / سدیر دودمین گشت و خورنق
بلی ز ینسان ست گیتی را نمودار / که از زر هم چو زر گردد همه کار
در آمد هر کجا سامان در آرد / هزاران کار بی سامان بر آرد
بعیش از کیسهٔ پر خوب حالیست / نباشد کاسه پر چون کیسه خالیست
ولی گر کار خود گردان توان یافت / ز اقبال جوان مردان توان یافت
چو از مهتر بود کهتر نوازی / رسد ما را ز غرض بی چاره سازی
ز باران چون رسد بی جستجو آب / نباشد کشت را حاجت بدولاب
کسی دارد ز مردان سرخیٔ چهر / که بستاند بکین و بخشد از مهر
زند چون برق بر زور آوران تیغ / بود بر مفلسان بارنده چون میغ
بلند است ابر و آبی نیز دارد / که از دریا کشد بر سبزه بارد
مبر نام کسی کز همت پست / نه بتواند ستد نه دادن از دست
خداوندی کسی را در خور آید / که بر خلق از خداوندی بر آید
خداوندی جز احسان و کرم نیست / و گرنه کس ز کس در پایه کم نیست
چو از کس زیردستی بهرمند است / دلیل دولت و بخت بلند است
سپهر آن را که خواهد کرد سرور / کند چاکر نواز و بنده پرور
ولی جوینده هم باید خرد مند / که در خدمت شناسد جای پیوند

نجوید هیچ حال از هیچ شیوه / زبهد انجیر، گل و از بید میوه
کسی کش باید اندر کار خود نور / نباشد از پناه مکرمان دور
چو مفلس در پناه مهر سنجی است / پناه و مهر اوش آماده گنجی* است
تموز آرد چو تاب از پیش از پس / درخت سایه ور جوید همه کس

حکایت

یکی در سایهٔ ابر گهربار / ز بهر سایه می زد ناله هر بار
که وه وه سوختم از تاب خورشید / مرا از سایهٔ با یستی امید
یکی گفتش که چندین سایه بر فرق / چه بهر سایه چندین می کنی زرق
و گر زابرت نه سر سایه نشین است / درخت و رخت و سقف از بهر این است
جوابش داد مرد از دانش و داد / که ای از سایهٔ رحمی دولت شاد
بزیر ابر خورسندی زره نیست / بدان سایه که گاهی هست و گه نیست
نشاید با درختان نیز پستی / که یابی سایه تا زیرش نشستی
علم هم سایه دارد سایه بان هم / که دایم نیست بر سر این و آن هم
ز سقف خانه هم سایه توان یافت / و لیکن پرورش نتوان بدان یافت
من از گفتار خود آن سایه خواهم / که ذیل پرورش باشد پناهم
کسی کان دامنش سایه نینداخت / بود بی سایه گر صد سایه بان ساخت
درین عهد آن درخت سایه گستر / غیاث الدین است شاه ابوالمظفر
دعا این است بر سایه نشین فرض / که خلد ذاک ظل الله فی الارض

* ن : رنجی -

صفت های دل غازی ملک و از هر طرف مژده
چو از دهلی بسویش راند لشکر های بحر و بر

بخصم افگندن و رزم آزمودن
دل غازی ملک باید ستودن

نگویم دل که دریائیست در دور
که آن را در نیابد هیچ کس غور

ازو موجی که خیزد غرب تا شرق
هزاران لشکر اندر وی شود غرق

ازو هر قطرهٔ تیغ است خون ریز
وز و هر چشمه طوفانی است درخیز

و گر گویم که از پولاد کوهی است
کجا پولاد را زین سان شکوهی است

اگر طوفان آتش در رسد گرم
نگردد کاه کین پولاد او نرم

و لیکن بر فرودستان نا چیز
تو خواهی موم خوانش خواه ارزیز *

بسی دیدیم شیران وفا را
نبود این دل مگر شیر خدا را

و گر اسفندیار و تهمتن بود
چنین دل شان نه پندارم بتن بود

درین گفت من آن کس کونه داناست
دروغ شعر داند نی دم راست

ثبات آن ز تائیدی که دانم
به برهان خرد کردن توانم

ولی بابی خرد کاندر سفیهی است
ده برهان نیست حاجت چون بدیهی است

چه حاجت شیر را مردانه گفتن
ز رستم در نبرد افسانه گفتن

همین برهان نباشد بس که یکمهر
ستیزد با جهانی در زنا گهر

چنان بودش که چون غازی ملک خواست
که تیر خود کند بر گرزوان راست

همی غرید با خود چون هژبری
نهان می داشت رعدی را در ابری

سرش را سر نبشت حق خبر گوی
که مانده است از تو تا افسر سر موی

قبای چرخ با بالاش هم راز
که من چرخم قبای خود مرا ساز

* سیسه

دو پیکر در تقاضا هر زمانش
که کی گردم کمر گرد میانش

رسانیده بپایش آگهی بخت
که باید مستعد بود از پی تخت

سها خال ملک اندر کف پاش
که چون مردم شود در دیدها جاش

کمان و تیر را پوشیده می گفت
که کی گردیم تا بهر ظفر جفت

لب سوفار با زه لاغ می کرد
برات کرکسان بر زاغ می کرد

توان بازوش می گفت با مشت
که اختر هفت چرخ از تو یک انگشت

مه اندر صلح خود می گفت با کیش
که ای قربانت گشته صد چو من پیش

سخن گو ترکشش کاینک مرا هست
ز صد سهم فتوح آسمان شست

زبان می داد شمشیرش اجل را
که من یار توام نو کن عمل را

نیام خنجرش را گشته زین فن
دهن پر آب بهر خون دشمن

غلط کردم نیامش را درین دم
زبان آمد برون آب دهن هم

سنانش گشته سر تیز از پی حرب
که دروزم صد چو خسرو خان بیک ضرب

گرهها رمح او را عقد بر عقد
هزاران نقصش اندر هر گره نقد

شده گرزش ز بهر کین به تعجیل
که من بدرون کشم مغز از سر پیل

زره می بافت بهرش روح داود
که چون داود جالوت افگند زود

سمندش کو زمین هر سوی می کند
ز بهر خون خصمش جوی می کند

فلک گرد از سم رخشش فشانان
که گردد بوسه جای ملک رانان

عطارد ظل چترش را بامید
که نبود محترق زین پس بخورشید

علمهایش ستاره کین مه پاید
کند بر کرسئی نه پایه سایه

بدریای فلک در رفته ماهی
که اژدرها شوم بر گنج شاهی

نشسته خول او کاینک زبس دیر
بچرم گاو بشکافم دل شیر

دمامه زن کژک را راست می‌کرد / ز بهر نغمه شادی خواست می‌کرد
دهل‌ها را هوای در تهی گاه / که کی بانگی زنم بر قلب بدخواه
حشم جوشان که کی پیش آید آن روز / که گردد این ممالک گیر فیروز
فلک می داد قلبش را اشارت / که جیبم هست پر نقد بشارت
بذات خود وی اندر کار سازی / که فرماید علم را سرفرازی
همه ترتیب کار خویش می کرد / دل خود را حصار خویش می‌کرد
پران می‌شد که پیش آید به یکبار / کند دست ملوک و ملک بیکار
ولیکن منتظر می بود تا کی / بجنبد دشمن و با لشکر وی
بهای هر طرف می شد خبرها / زمانه می گشاد از فتنه درها
چو خسرو خان شنید آن زورمندی / دل افتادش بدریای نژندی
هواداران نمودندش که درحال / بباید فتنه را مستن بدنبال
شدش لابد که بفرستد سپه را / کند کوتاه بر آینده ره را
سپاه آراست چون موی سر انبوه / که هر مو از زمین بالا کشد کوه
دلیران ویلان و نام جویان / بخون خود ز هستی دست شویان
امیران و سپه داران اطراف / در اوصاف مصاف افزون اوصاف
سران لشکرش هم تیغ رانان / سر لشکر برادر خان خانان
بهر یک گنج و مال بی‌کران داد / سبک داد و بمیزان گران داد
فراوان پیل و بسیاری خزانه / همه با خان خانان شد روانه
چو لشکر مستعد گشت و سوارش / گزین رزم قدر چل هزارش
روان سوی ملک غازی روان کرد / زمین از بار لشکر ناتوان کرد
روان شد سوی آن مقتل مقابل / چو انجم لشکری منزل به منزل

ز بس کانسو شتابان راه می کرد / چو وهم تیز ره کوتاه می کرد
چنین تاکرد کین* کان لشکرانگیخت / سپاهی در سواد سرستی ریخت
درون شهر چون غازی ملک بود / برون در غارت افتاد این سپه زود
بسی رخت مسلمان شد بتاراج / بسی زردار منعم گشت محتاج
بقلعهٔ سرتبه † محصور پر دل / نگشت از هیبت شیران شتر دل
درِ بر بست و شد در بند پیکار / گروه قلعه را نگذاشت بیکار
خبر سوی ملک غازی فرستاد / ز پیکان تیر آوازی فرستاد
رسید آن پیک و آنجاها خبر کرد / سر هشیار را هشیارتر کرد
همیشه باد با هشیاریش کار / که از وی بشکند صد شاه هشیار

حدیث عهد و پیمان سران لشکر غازی
که در کام نهنگ اندر روند و دیدهٔ اژدر

چو مرد آید برون از عهدهٔ عهد / بکارش بخت و دولت را بود جهد
نشیند اهل دولت را بسینه / چو می در جام و گوهر در خزینه
نماند چون بنفشه کز سر انجام / چو سرو راست ز آزادی برد نام
شکوه مرد در عهد درست است / مدان مرد آن‌که گاه عهد سست است
ز مردان راستی باید قلم وار / که گردد کار او را عهدهٔ کار
کسی کز راستی هم چون الف نیست / عجب گر نقش کارش مختلف نیست
دلا گر راست خواهی پای ‡ خود را / بهر جا راستی فرمائی خود را
نگر غازی ملک را کز دل آراست / بعهد شاه خود چون راستی خواست
کلید راستی در شد بکارش / میسر گشت فتح کارزارش

* ک : باکر و کیں ؟ † سرسیه = سرسه ؟ ‡ ن : کار-

شنیدم کز علاءالدین مغفور / دلش پیمان و عهدی داشت مستور
که در عهد وی و بعد از زمانش / وفاداری که در دودمانش
کنون برخوان ز نقش کلک درپاش / که چون بود آن سراندازی به پرخاش
چو او شد زان وفاداری سرافراز / سرش گشت از جفاکاران سرانداز
چنین گفت آن که بود آگاهیش بیش / که بد غازی ملک در خانهٔ خویش
چو بشنید این سخن کامد بر آن سوی / نه لشکر بلکه دریای زمین شوی
طرب کرد از نشاط روزی بیش / چو گرگ غالب از بسیاری میش
سپاهش ار چه بود اندک نه بسیار / ولی بسیار اندک بود و پرکار
سواران بیشتر ز اقلیم بالا / نه هندوستانی و هندو والا *
غز و ترک و مغل رومی و روسی / چو باز جره در جنگ خروسی
دگر تازک خراسانی و پاک اصل / نگشته اصل بد با اصل شان وصل
همه مردان رزم و کار کرده / غزاها با ملک بسیار کرده
بسی صف های تاتاران شکسته / دل آن جمله خونخواران شکسته
خدنگ افگنان چست و چالاک / ز پیلک کرده سد آهنین چاک
گهی چون آسیا گه کرده سوراخ / گهی چون شانه مو را کرده صدشاخ
حلالی خواره چون کشت برافزای / موافق جوئی چون طبع خردرای
ملک در پیش یک یک را طلب کرد / پس از دل قصه را مهمان لب کرد
که ما را چرخ پیش آورد کاری / که گردش هست دوری چرخ واری
کرا نیروی پیل است و دل شیر / که هم بازو شود با ما بشمشیر
نخست از خون خود خیزد چو لاله / پس از خون عدو شوید پیاله

* کذا - لالا؟ بمعنی بنده یا ادنی نوکر -

که خنجر نهد اول سر خویش / کشد پس بر دگر سر خنجر خویش
بلی مردان پی سازی و سوزی / کسان را پرورند از بهر روزی
بود هر روز عشرت را شماری / فتد از بعد عمری کارزاری
بکاری نایدار یاری در آن روز / بسوزش دل که نبود یار دلسوز
بود تیر از برای رزم نخچیر / تو بی آن چوبه دان چوبهٔ تیر
کمان کو بشکند هنگام پیکار / زهی کی یابد از لب های سوفار
اگر شاهین زبون گردد ز شارک / کله گل مرغ را زیبد بتارک
بپائید آن که دارد کار با ما / شوید از عهد و پیمان یار با ما
شود گر عهدها محکم به سوگند / بکار جان شویم از جان کمربند
وگر یاری ندارد میل یاری / که دشوار است کار جان سپاری
فرین یاری که دارد کار با من / دل من هست آخر یار با من
بدین دل کاهنین سدیست برپای / کنم گر سد آهن باشد از جای
مرا یاور بس است وهم ترازو / دو بازوی من و تعویذ بازو
شنیدم بود رستم چیره دستی / که گاه حمله تنها صف شکستی
نه آن رستم ز من درکار بیش است / که هرکس رستمی در عهد خویش است
چو من بر نام یزدان تکیه کردم / یقین است آن که تنها چهره گردم
مراد من چو جز دین را فرج نیست / من و این کار بر غیری حرج نیست
چو بشنیدند مردان سرافراز / ز مخدوم خود این حرف سرانداز
سراسر چون همه سرباز بودند / بروی خاک سرها باز بودند
پس آنگه از سر سربازی خویش / سر خود خدمتی بردند در پیش
فرو گفتند کای سرور سران را / بزیر پای تو سر سروران را

همیشه باد سر یار کلاهت	کله گوشه کشیده سر بماهت
سری کز دولتت عمری کله داشت	ز کارت چون توان اکنون نگه داشت
بسر بازی چو ما را مژده دادی	سر ما در کله ناید ز شادی
نه ما آن سروری آریم پیشت	که ندهیم از نقد سرهای خویشت
چه باشد یک سر ما زیر خنجر	هزاران پاره گردد جمله یک سر
ز هر پاره جدا برخیزد آواز	که باز از بهر تو گردیم سر باز
کمر بستیم و پیمان نیز بستیم	بران پیمان رگ جان نیز بستیم
که تا جان در تن است و سر بگردن	نخواهیم از درت سر دور کردن
چو ما را سر جدا گشت اندرین کار	تو دانی خواه صلح و خواه پیکار
سپه را چون وثیقت محکمی یافت	ملک را خاطر آن سو بی غمی یافت
بعزم کار محکم کرد بنیاد	که بنیاد بزرگی محکمش باد

مصاف اول غازی ملک با لشکر دهلی
بیاد حملهٔ زیر و زبر کردن چنان لشکر

کسی داند که هول معرکه چیست	که چندی در زنا گهر و غازیست
دلیری کو صف مردان بدید است	نه بازش دیده درخواب آرمید است
گوی را زیبد اندر زیر توسن	که صف تیغ داند باغ سوسن
رود یک سر چوباد آن جا که یکسر	چو برگ بید بارد ، تیغ و خنجر
نیندازد گر آید ببر و یا شیر	چو نیلوفر ، سپر ، بر آب شمشیر
بسی بینی عروسان قبا پوش	بگشت کوچه های شهر پر جوش
چو در هیجا برخشد تیغ بی رنگ	پدید آید که هوشنگ است یا شنگ

یکی کو چند رزمی نازموده است	بروی خصم رو در رو نبوده است
مکن باور ز تیغ گوشتینش	که موشی در رباید پوستینش
نه شیران را کند کس جمله تعلیم*	نه روبه را گریز و حیله تسلیم
شکوه کوه خیزد مرد † و از مرد	پدید آید بگاه رزم و ناورد
شترکش نیست از نیروی دل جوش	رود ز اشتر دلی گو گیردش موش
وگر دندان نماید گربهٔ دشت	نیارد شیر مردی کرد او گشت
یلان را نیست حاجت گرز در مشت	دوان را بس بود ناخن بر انگشت
چو ‡ ترکش بست غر ، پهلو کی است آن	شکار شیر باشد در نیستان
نبود شیر هر جا هست روشن	که نی برگستوان دارد نه جوشن
برون آهن چه پوشی گاه پرخاش	درون سوکه پر خاش آهنین باش
بآهن رانی آن کو گشت مایل	همش جان آهنین باید همش دل
دلاور کو برزم آهن دل افتاد	به تیغ موم برد حصن پولاد
همه جا دل نشاید آهنین کرد	جز اندر کار کین باید چنین کرد
سواری را به هیجا دیده در گیر	که کورا § کور دارد دیده بر تیر
بگوش غر که بی تدبیر باشد	نوای دوک بانگ تیر باشد
بنزدیک یلان در جهد محکم	نباشد عقل دور اندیش محرم
دلاور چون خرد را کار فرمود	خرد مندی ندارد در وغا سود
نباشد هم شجاع و هم خردمند	بجز غازی ملک شیر عدو بند
که هم تیغش جهانگیر است و هم رای	بکین هم تیغ زن هم کار فرمای

* ن : جملهٔ تعظیم - † ق ر : هر دو - ‡ کذا: غر = نا آزموده کار پهلو = پهلوان —
§ کورا کور ، بمعنی زود زود —

چو دید آهنگ لشکر های خسرو   که آید روی در روی روا رو
اشارت کرد تا فرمان گزاران   کنند آئین ترتیب سواران
که و مه شد ز حکم کار فرمای   سلیح و ساز خود را زیور آرای
ز صیقل های صف ها یافت جوشن   که فتح از عیب هایش گشت روشن
چقلها زره کے پر زور و کاری   چو رای زیرکان در استواری
ز زیب و زینت بر گستوان ها   دل بیننده را نو شد توانها
کمان ها چون هلال اندر بلندی   یلان مریخ سان در زور مندی
خدنگ انگی بعشق اندر کمان دید   چو می خوار حریص اندر مه عید
به تیر آراستن هر تیر سازے   چو باز آموز در تعلیم بازے
چو سوهان سوے پیکان کرده آهنگ   رسوده خیل چین در غارت زنگ
بلاے از نظر کم ناوکے خورده   که زین سو در شد و زان سوے در برد
جهان چون شاه داری نوم* کرئے   که بجهد از تن و بجهد تن از وے
همه خنجر بلا رکهاے شاهی   رسیده قابض از مه تا بماهی
ز تیغ کیله تف بالا شتابان   که مهر از وے گریزد سوے تابان
چو خط استوا شد هر خطے راست   چو خط محور ازوے کر شدن خواست
سنان چون قطرهٔ آبے صفا یافت   عجب بین نیزه بالا قطرهٔ آب
چو بر نیزه سنان بنمود تابے   فروزان گشته برقے بر شهابے
ازان دو سر بزرگی کرده چقمار   که سرها خرد کردند زور که کار
فرس بزّی و کوهی و تتاری   تذرو باغ و کبک کوهساری
حشم را چون سلیح و آلت رزم   مرتب گشت بهر جنبش و عزم

* کذا - کرم خورده - نا مفهوم -

سبک غازی ملک کین را کمر بست   امید خویش بر تقدیر بر بست
نماز بندگی را یار خود کرد   توکل را پناه کار خود کرد
برون آمد ز شهر فرخ خویش   سوے هندوستان کرده رخ خویش
ظفر پر مایه شد چون عادل از داد   زمین در لرزه شد چون مردم از باد
سپاه اندک ولے نیروے دل پر   نه نیروے که گنجد در تصور
ز جاے خود چو در جنبیدن آمد   ملایک ز آسمانش دیدن آمد
شتابان شد به تندی سوے بد خواه   درو نظارگی سیاره و ماه
همی آمد صف پولاد بسته   ز اقبال و ظفر بنیاد بسته
به پیش آهنگ آن قلب معظم   ملک فخرالدول گشته مقدم
ملک دریا صفت* در صف دریا   خلف در پیش هم چون موج دریا
به بالاے ملک ماهی نشانے   چو ماهی بر سر دریا روانه
چو آمد نیک نزدیک علاپور   علاپور از مهابت شد بلاپور
همی کردند سیر ماه انجم   دوان مریخ پهر از چرخ پنجم
چنین † تازاب خیز کهن بس دیر   بعوض بهت آمد آب شمشیر
دران جولانگه جیحون مسافت   محیط حوض شد جیحون آفت
خبر شد جمع دهلی را دران عزم   که پیش آمد به هیجا غازئی رزم
بزرگان سه ‡ زان پیش دستی   خلل دیدند در بنیاد هستی
بخود گفتند کین یک میر کم زور   چگونه باصف دهلی کند شور
ندید انبوه مردم را قیاسے   نکرد از پری لشکر هراسے
همی آمد بر سم زور مندان   چو گرگے در شکار گوسفندان

* ن : صف. † کذا - مشکوک - ‡ کذا بے نقطه - سپلا ؟

نه مردم بلکه اژدرها است این مرد
بهر انگشت خنجرها است این مرد

اگر خنجر دهد ز انگشت شیران
بود شمشیر هر موئے دلیران

و گو باشد ز ناخن خنجر شیر
نه زان ناخن کم آید زخم شمشیر

ببایه چشم زد زان شیر نخچیر
که او چشمے نزد از ناوک تیر

هم او تن ها تن خود سره کاریست
همش بر لشکر خویش استواریست

باندک قلب ... * آنکه چنین تیز
بود از قلبهٔ او جاے پرهیز

به هشیاریش باید پیش رفتن
نه غافل وار یا فردیش رفتن

کسے کافتد دل شیران ز گردش
نشاید سهل گیری در نبردش

بهر جنگ مغل کو رخش بر کرد
بفوجے ده تمن زیر و زبر کرد

بلے هنجارهاے کار دارد
بر آرد کار چون هنجار دارد

چنین شطرنج بازے کوست درکین
کند سر زیر شاهان را چو فرزین

بچندین رزم صف ها کو دریداست
برویش زخم چشمے کم رسید است

دلیر و گُرپُز† و فیروز مند است
بلندش راے و بختش هم بلند است

قضا در زیر آن داود شمارے
که او را داشته است از بهر کارے

نگر تا چیست گردون را مکافات
که او را داده امنیت ز آفات

چو گفتاد این سخن را مود‡ دانا
هراسان گشت دلهاے توانا

درین اثنا یکے زیشان بر آشفت
که چندین وصف دشمن چون توان گفت

گر او مرد است نے ما زن شماریم
که با چندین سپه تابش نداریم

اگر خاک افگنیم آن سویکی مشت
زمین سان آسمان سازیم بر پشت

همي باید گشودن خنجر کار
که از خفتن نگردد بخت بیدار

* کذا - لفظ چهٹ گیا هے - † بمعنی نریس و عیار - ‡ مرداں ؟ -

بیک پے حملهٔ رانم بروے
که قبلش پے سپر گردد بیک پے

کلمهمش خاک اگر دریاست فوجش
بپاشانیم اگر طوفانست موجش

چه باشد در * دل دریا کف خاک
که باشد پیش صرصر مشت خاشاک

امیران چار و ناچار اندران عزم
کمر بستند بهر کوشش و رزم

بدان آهنگ کز در آب انبوه
شکست آرند بر کوهان که کوه

همان مرتد که کیش کافری داشت
بکیش هندوان سهم سری داشت

ازین سهم ارچه بودش جان بریده
دلش بد چون بطے پیکان بریده

بحیله خویش را پر زور می ساخت
بلا می دید و خود را کور می ساخت

دو چشمش کور بد در لشکر خویش
و لیکن احول اندر لشکر پیش

بلے شخصے که در دل سست زوراست
سوے خصم احول و در خویش کوراست

سوارے کز غریب باشد شمارش
نماید یک صف دشمن هزارش

ور آهن دل کند دل جوشن خویش
هزاران تن شمارد یک تن خویش

سر خود پر دلے بر تیغ بازد
که او از آهن دل تیغ سازد

دلے کو آهنین نبود که جنگ
نگیرد زنگ هم بر تیغش از ننگ

چو تیغ پر دلان صیقل پزیرد
بگیرد زنگ * اگر زنگش بگیرد

چو تیر از زور دل گردد عطا گیر
خطا گیرش اگر نبود خطا گیر

دران حال آن بزرگان را خبرها
بفتراک اجل بستند سرها

دو سه روزے سران کار فرماے
بدند از بهر هیجا لشکر آراے

چو گشت آراسته لشکر به هنجار
به هنجارے که هست آرایش کار

عزیمت گشت محکم در نهمت ها
که خون ریزند فردا بے دیت ها

* ن : ولے -

شب هندو نسب چون لشکر آراست — نفیر پاسبانان سو بسو خاست
بهم مهتاب و ظلمت شد شب آرای — چو خیل هندو و مومن بیک جای
سلاح آرای شد خلقی ز هر باب — گریزان شد ز دیده پیش ازان خواب
که و مه در خیال بامدادان — که ما کردیم یا بد خواه شادان
کرا در خاک سازند آشیانه — که باز آید سلامت سوی خانه
کرا امروز سر مهمان است بردوش — که فردا خواست کرد از تن فراموش
کرا امروز دست و پای بر جای — که فردا هر یک افتد در دگر جای
که امین هم نشین باماست این دم — که فردا خواست گشت از جمع ما کم
درین سودا مشوش بود هر کس — که شد جنبش پدید از پیش و از پس
مسافت درمیان هر دو لشکر — قیاس ده کروهی بود کم تر
و لیکن ره بیابان بود و بی آب — بسان روی بدرایان سیه تاب
شها شب راه مقصد بر گرفتند — سوی مقصود کار از سر گرفتند
چو صبح تیغ زن خنجر برآورد — جهان خفتگان زرین سر بر آورد
شب از خورشید روشن یافت بازی — چو قلب کافر از شمشیر غازی
سپاهی تشنه و بی آب و پرگرد — دران گرد از خوی خویش آبخور کرد
رسید اندر مقام حرب گه تیز — ز آب تیز شمشیر آتش انگیز
روان گشتند هر سو کارداران — که آرایند صف های سواران
نفیر چاوشان بر شد بعیّوق — علم ها را به گردون رفت سنجوق *
صف پیلان چو صف ابر آزار — هر ابری برق حمله باد رفتار
نه حون هر پیل چون کوهی باشکوه — برو برگستوان چون ابر بر کوه

* علم کی اوپر نکلی ہوئی نوک ۔

به پشت پیل ترکان تیر در شست — چو کوهی کو به پشت کوه بنشست
پس پیلان سواران صف کشیده — بجوش از پشت ماهی تف کشیده
نه یک صف بلکه صد صد گران سنگ — که صحرای جهان زیشان شده تنگ
میان قلب سرتد چتر بوسر — ته چتر * سماروغ خرده تر
همه خان و ملوک اندر چپ و راست — بسختی در نشسته از پی خاست
سلاح و ساز هر یک خسروانه — ز آهن گشته دریای روانه
ز بانگ کوس گردون ره نهاده — ولی زان زه بلا و فتنه زاده
گرفته نیزه بر کف پهلوانان — دعا بر مال و جان رفته خوانان
جوانان کرده ترکش ها پر از تیر — بر ایشان هر دریغ این عالم پیر
ز هر سو غلغل تکبیر می خاست — چنانکه افغان ز چرخ پیر می خاست
جدا صف های هندو ز اهل ایمان — چو گرد بخل ز آثار کریمان
فرس هندوی وراوت نیز هندی — برهمن پیش در هندو پسندی
همه "برمهاد" گبران بر زبان ها — همه دیباجهٔ بت بردهان ها
بدفع آن سگان نعره زنان تند — چو طبل کند را با حفص کلقند
بدانوت نیز در نغمه † سرائی — سرود از مردی و جنگ آزمائی
براو هر یکی بر پشت تیزی — چو دود آتش اندر گرم خیزی
سر و سبلت برو هائی چو انگشت ‡ — چو خطی زشت بر دیگر خط زشت
بزیبائی جمالی چون شب سلخ — که دیدن چو عیش غمگنان تلخ
ز نقد برهمه ابریشمین پوش — حریر و پرنیان افگنده بردوش

* سماروغ = کلاہ باراں ۔ خردہ = گھانس ۔ † ن : نعت
‡ انگشت = جلی ہوئی لکڑی ۔

بعطر آلوده هیکلهاے گنده / عبیر و مشک در گلشن فگنده
فرشته بر سر هر یک بلا جوے / عزازیل از پئے ایشاں دعا گوے
بداں گبران مرتد ' مرتد' گول / ز بهر جاں سپاری داده تقبول
بجاں دادن سیه دنداں از برگ / بلے دنداں سفید گردد که مرگ
اجل دنداں سپید اندر دروں شاں / که دنداں لعل گرداند ز خون شاں
جهان لشکر آتش وار سرکش / همی جنبید چوں طوفان آتش
درآمد صف دهلی یک طرف تنگ / ز دیگر سو براے قلبهٔ جنگ
صف غازی ملک شد فوج بر فوج / چو دریاے که بیروں بفکند موج
صف دهلی چو آں صف را نهاں دید / گریز و عجز دشمن در گماں دید
قوی شد زیں گماں دلهاے ایشاں / که ماتا جمع ؛ دشمن شد پریشاں
بجولاں شد سوار از هر کرانے / سبک شد بهر جولاں هر گرانے
چناں راندند تند و تند و بیباک / که در راه درست آب شغب ناک
چو ز انجا پیشتر راندند اسوار / بنا که گرد یک فوجے نمودار
چو لشکردیده شد گشتند جوشاں / چو باراں تند چوں تندر خروشاں
سپه یکسر سلاح جنگ برداشت / بر سم پیل مال آهنگ بر داشت
بداں قوت که اندک لشکر پیش / چرا هرکس نگیرد غارت خویش
بهک، بے حملهٔ کردند چوں باد / که زلزال بلا در عالم افتاد
هنوز ایں صف بداں صف نارسیده / که پیدا شد جریده بر جریده
ملک غازی ستاره دید ر عصر / که بودش هم‌عناں هم فتح و هم‌نصر
به پیش آهنگ فرزند سرافراز / چو شهبازے سوے مرغاں به پرواز

* ن : نیرو مند -

ملک بهرام ابیه در صف خویش / گهےزآتش جهاں سوز از تف خویش
بهاءالدین ملک ؛ دیں را اسد هم / بسے شهران لشکر نامزد هم
علی حیدر شهاب الدین هریک / یگانه در دو روے تیغ هریک
دگر گردن کشان و نام داران / بجاں تشنه بجاے تیر باراں
بهر جا فوجهاے سخت بسته / بعزم جاں سپاری * رخت بسته
ستاده جوق جوق اندر چپ و راست / که کے زاں سو ملک غازی کند خاست
چو قلب دهلی از پیش اندر آمد / خروش جنبش از لشکر بر آمد
ز هر سو قلب غازی فوج در فوج / محیط ایں سپه شد موج در موج
بباریدن در آمد تیر دلدوز / ز پر تیر پراں تیره شد روز
بر آمد بر ثریا گرد تاریک / فلک شد بر سها از ریگ باریک
بهر سو چند مریخ کماں گیر / هلالے را قراں می داد با تیر
قرانے کاں دو اختر می نمودند / ز دل خون و ز تن سر می ربودند
صریر تیر گشته ارغنوں ساز / ز تنها می ستد جانها بآواز
چو تیر پر دلاں زد نغمهٔ نے / جگر هاے کبابش داده هم مے
کماں کو خم زد اندر کهلهٔ جوئی / باستهزا تواضع کرد گوئی
نمود اندر نظرها در چناں راغ / هوا از پر کرگس چوں پر زاغ
پر کرگس که می زد نالهٔ زار / صلا می داد کرگس را به مردار
ز بالا کرگس از بهر خور خویش / همی آمد بمهمان بر خویش
ز چشم و دل که خورد آں مرغ غافل / دلش پر چشم گشت و چشم پر دل
بتن کرد از دروں ناوک دو سوراخ / ازیں سو در شد آں سو جست گستاخ

* ن : سپردن

بدان خوں کامد از پیکان ناوک	تواند آشنا کردن چکاوک
به پشت مرد روے کینه هر سوے	کماں را پشت بود و تیغ را روے
گماں رفت از درفش تیغ در مشت	که محرابیست یا محراب زرتشت
ز شمشیرے که هر یک شیر می زد	شعاع تیغ هم شمشیر می زد
نظر از رخش خنجر خیره می شد	جهاں در چشم مردم تیره می شد
سناں جاسوسئی هر دیده می کرد	همه زخم زباں پوشیده می کرد
برهنه در جگر می رفت هر نے	بخوں پوشیده بیروں می زد ازوے
به نیزه مرد زاں ساں سینه می خست	که بید سرخش از نے* نیزه می جست
مبارز کو بهر تن نیزه می داشت	میان استخواں نے نیزه می کاشت
بسا پهلو که برکش بود در میغ	که مومن سوے مومن چوں کشد تیغ
ولے با گبر و هندو بود کینه	که خوں می بیختش غربیل سینه
امیر صید قتلا پهلو جنگ	بحمله کرد سوے لشکر آهنگ
بر او زد شه سوارے زخم کاری	شکار شیر شد شیر شکاری
دراں دم گفت من میر گرانم	ملک غازی شناسد کز سرانم
بریدم پیش رزم آراے کشور	مگر جاں بخشدم کایمن شود سر
هنوز این گفت و گویش بر زباں بود	که فوجے زد برو کز هر کراں بود
بریدندش سر و بردند در حال	بدرگاه سپه دار عدو مال
ملک زاں جا که می داند حد مرد	بروں از حد دریغ حال او خورد
فرض اعظم ملک غازی چو در جنگ	محل دید از برے سیر آهنگ
گره بسته براے فتح بر تاخت	بیک حمله صف دشمن بر انداخت

* ن : پے -

شکست اندر جهان لشکر افگند	که در پیشش مه و اختر* سرافگند
شد از مومن بگردوں بانگ تکبیر	ز گبران بانگ "نراین" هوا گیر
یکے † گویاں هو در بانگ هو هو	دو گو را هوئے بر هوے از یکے گو
سیه رو مرتد از ‡ ازعسی بهنگام	زردی زد ولے زردی سیه فام
دراں صف سیاه و زرد هر سوے	سیاهاں زرد رو زرداں سیه روے
چناں سودا و صفرا در دل مرد	چرا رویش سیه نبود رخش زرد
چو مرتد دید ازاں ساں در تباهی	بروے خویش زردی و سیاهی
عماں زرد روئی تافت در حال	دگر چندے سیه رویش بدنبال
که رفتن سه خانش هم عناں بود	که هر سه از سیه روئی دخان بود
یکے یوسف که می زد لاف گرگی	ز دم هائے دروغش بد بزرگی
نماند آں صوفی آزاد هم سواری	که کم کردش جلید بخت یاری
دگر عارض که بد شکل گوارش §	لقب شد شایسته خاں قرقمارش
دو قاف از نام او با بهر گشته	که آں سر حرف قهر و قهر گشته
دگر آں یک لکهی مردود گمهاں	که او گشت از قضاے بد قدر خاں
بروں شد لشکرے همچو که قاف	که هر بازش ز سیمرغے زدے لاف
سه پیش و ملک غازی است درپس	ز آتش شعله و خرمنے خس
دواں می رفت ازاں فوج خطر ناک	صفے چوں پیش صرصر خار و خاشاک
ملک فخرالدول با فوج خود پیش	نهنگ و اژدها افگنده درکیش
چوشستش در کشاد بیلکے شد	یکے زو شست و شست ازوے یکے شد

* ن : مهر - † (کذا) مشکوک غالباً یکے گویاں سے موحد مراد هیں -

‡ (کذا) ک : از رعبش ؟ - § ق ر : گنوار (هندی لفظ) -

بحمله هر طرف کاهلگ می کرد   جهان برقلب ده شدن تنگ می‌کرد
بهر تیرے که جست از شست منصور   ز چرخ آوازهٔ می خاست از دور
ظفر هم گفت چوں دید آں دمادم   زهے دست و زهے تیر و زهے زه*
گریزاں قوم کفر و جمع کفراں   نه اینجاش امن ونے انجاش غفراں
پلنگانے که چوں آهو دویدند   بهر رخنه چو موشاں می خزیدند
نهنگ آهنگ و از دورش سواراں   دواں بیدست و پا مانند ماراں
بسا پر دل نهنگ از تیغ کینه   که سر در دید چوں باخه بسینه
شده پیل از خدنگ غرقه سوفار   بساں خار پشت و پشتهٔ خار
ز پیل آویخته هر پیلبانے   تن آویزاں و بیروں رفته جانے
ز دیگر پیل باناں جهد و تعجیل   که در سوراخ مورے در خزد پیل
نمی زد پیل را چنداں کسے تیر   که گاو آید مگر بهر جهانگیر
که گر دست آزمودے کس برانها   فتادے کوه بر کوه از گرانها
ز پیلاں کشته شد یک پیل جنگی   که بد حمله فراخش گاه تنگی
چو مرتد خانخاناں روے برتافت   عناں ها هر کسے سوے دگر تافت
ملک فخرالدول بود اندراں پے   که بر گیرد ازاں فوجے گراں پے
و لیکن چتر و پیل افتاد بیشش   ندید ن مصلحت کم بود پیشش
ده و دو پیل و چتر لعل آں خس   که ماند از فرق کیوان چرخ اطلس
گرفت و سوے فرماں ده رواں کرد   زحل را زیں خجالت ناتواں کرد
چو برد آں جمله در پیش سپه کش   سپه کش گشت ازاں فتح گراں خوش
بگیتی هر دمش فتح گراں باد   گرانی از دل او بر کراں باد




حدیث بخشش جان و نوازش از ملک غازی
مسلمانان دهلی را به لطف بے حد و بے مر

بپرسیدم من از پیروزی بخت   که اے رنگ آواز فیروزه گوں سخت *
ملک غازی که فتحش هم عناں بود   خبر گو بعد فیروزی چه ساں بود
جوابم داد کاز فیروز مندی   چو شد غازی ملک را سربلندی
ز بعد شکر یزداں شد براں عزم   که آید سوے دهلی از پئے رزم
وے آں جانب شد اندر کار سازی   که دیگر پے شود در تیغ بازی
دگر جانب مسلمانان دهلی   که بشکستند پا خانان دهلی
جز آں بعضے که هنگام زنا گیر   شدند اندر وفا سهمان تقدیر
گفته شاں شست تیغ کیں بخوبی   وقال السیف محاء الذنوب
دگر بعضے ز رمح و تیر جسته   همی آورد هر کس دست بسته
دگر بعضے ز هیبت گشته مسکیں   نه در تن زور ونے در سینه تسکین
بدرگاه ملک در می رسیدند   ز عفو و حشم او بر † می رسیدند
به خجلت پیش می رفتند غم ناک   همی سودند روے عجز بر خاک
سواراں ملک غازی ستاده   نظر بر لشکر دهلی نهاده
ز باقیها شاں چو نوک نیزه در طعن   گهے دشنام گفتند و گهے لعن
یکے گفت ایں همه کفراں سگالند   کساں در قتل ایشاں بے وبالند
دگر می گفت کآخر اهل دین اند   نشاید گفت بد گرچه چنین اند
دگر گفت اے نمک خواران بد عهد   چرا کم بود در حق نمک جهد
دگر از طنز گفت ایشاں چه کردند   نمک در دیگ رفت اینها چه خوردند

* ق ر : تنف - † ق ر : تر -

دگر می گفت کاه کار زارے / نیاید ز امل دهای هیچ کارے
دگر می گفت هست آن منصب بخت / کسے با آن نکرد است کوشش سخت
دگر گفت ار نباشد پے به پے جنگ / دلاور کے شود مرد کم آهنگ
همی گفت این چنین از پیش واز پس / سخن زانسان که باشد رسم هرکس
ملک بر کرسیء دولت نشسته / سران در پیش دستی دست بسته
همی آورد هر کس حاصل خویش / بخاصان می سپردے واصل خویش
اسیر و اسپ و مال و رخت و کالا / زر و سیم و در و لولوے لالا
خزاین می رسید اشتر بر اشتر / قطار اندر قطار از گنجها پر
گران گنجے چو دریا بے کرانه / که مالا مال شد دشت از خزانه
صفے پیلان جنگی را گزیده / ز ماران اژدر ایشان گزیده
گرفته احرام خدمت گوئی از دور / صفا و بو قبیس و مروهٔ وطور
بسے صندوق ها پر تنکهٔ و زر / که بکشائی اگر صندوق را سر
دو مهل از عقد آن نقد طرب ناک / پر زرین دمد بر بیضهٔ خاک
قباء چرخ زربفت و مرصع / ستام و زین زرین و ملمع
کله یکتا بسے مخروق مسلول / بپوشش صحت ده ماهه معلول
کمر هاے که گوهر هاش از امید / بنور چشم خود پرورد خورشید
طرایف کاید از فرمان گزاران / ز بهر تاج و تخت تاجداران
همه چندین متاع بادشاهی / که بود آثارے از فضل الهی
خدا داد آن خداوند غزا را / که در خور بد فزاهاش این جزا را
چنین باشد فتوح آسمانی / کت از جاے رسد کان را ندانی
کسے کش ز آسمان یک در کشادند / ز هر سو صد در دیگر کشادند

سپاه منهزم چون از کم و بیش / شکسته بسته حاضر گشت در پیش
ملک زانجا که رسم مهربانی است / بر آئین بزرگان کاردانی است
بر آن قومے که بود افتاده در زیر / چو خورشید قیامت تاب شمشیر
بفرق خاص و عام و مهتر و خرد / بسان ابر رحمت سایه گسترد
غم هر خستهٔ * نا افسوس می خورد / ز بهر کشتگان افسوس می خورد
کسے کو داشت رسم نیزه و تیر / بغم خوردن نمی کردند تقصیر
همی هر خستهٔ کش بود جائے / همی شد دم بدم مرهم رسائے
ملک هر بار از وے یاد می کرد / به پرسش جان او را شاد می کرد
اگر چش جان عدان تا بنده می گشت / بدان پرسیدن از سر زنده می گشت
†بلے آن کش کرم پرسش نماید / بدان حد کے رسد کس پرسش آید
ملک گوئی که روح اللّه بد و بس / که دم می داد و می شد زنده هرکس
سران را خود بسر تیمار می داشت / دواها بر تن افگار می داشت
ملک والا تمر کز اول جنگ / به پیش آهنگ لشکر داشت آهنگ
بحمله ‡ زخم کاری خورد چندان / که بے خود یافتندش روز میدان
بدان بودند بدخشان نا ورد / کش از همعنی کنند اندر زبان فرد
بعجت سر زنندش هم چو حجاج / برند اسپ و سلاحش را بتاراج
تمرشان گفت حاجت نیست تعجیل / کشنده کشتنی گیرند بے قیل
ولے باید مرا پیش ملک برد / که من مرد بزرگم نیستم خرد
گر او خواهد ازان خویش کردن / شما را بار خون نبود بگردن
بدین گفتش سر اندازان اقبال / روان پیش ملک بردند در حال

* کذا - قافیه درست نهیں - غالباً کتابت کی غلطی هے - † کذا - ؟ ‡ ن: بلا جمله -

چو دیدش در چنان حالے سپهدار — درونش زان جراحت ها شد افگار
رهانیدش ز خنجر هاے خونی — خریدش باز ازان جاے زبونی
درون بارگاه خویشش آورد — بسے نزل و نوازش پیشش آورد
بعزت کرد افسون تکیه گاهش — فرو پوشید دامن بر گناهش
بدست خود جراحت هاش می بست — دواها بهر راحت هاش می بست*
بتکیه پیش خویشش داشت معذور — دمے از تکیه گاه او نشد دور
دلاش داد و بجان بخشیش جان داد — ازین به بخششے خود چون توان داد
بریسان دیگران را نیز بسیار — نوازش کرد بیش از قدر و مقدار
چو هر مجروح را مرهم رسانید — دواے جان هر درهم رسانید
سپه را داد انعام و مواجب — به بخشش واجبی افزون ز واجب
چو بیش از واجب آمد بذل کارش — ز واجب بیش بخشد کردگارش

پس از فتح نخستین جنبش غازی ملک از جا
ز بهر قلع گبران نے بقائے مسند و افسر

چو شد یک فتح یار شاه غازی — شدش فتح دگر در چاره سازی
ظفر گفتش که اے شاهنشه نو — علم همراهت اینک هاں رواں شو
بدین مژده روان شد صاحب بخت — که بستاند ز بدخواه افسر و تخت
سپاهے در صف و چوره و سخت — سرے فیروزمند و صاحب تخت
میان کوکبه با قوت دل — رواں شد همچو مه منزل به منزل
صلداران عیشش محرم راے — رقیبان سپهرش مسند آراے

* ن: خست -

مسیحش در دعاے زندگانی — خضر هم رهنماے کامرانی
فرشته کز خلافش بیند آزاد — خلافت را بذاتش مژده می داد
قضا می بست بهر مایهٔ نو — سریر ملک را پیرایهٔ نو
قدر می کرد در دهر ملمع — قباے چرخ را از انجم مرصع
زمانه زین طرب در ناز می شد — در دولت ز هر سو باز می شد
به همت عقل کل می خواست آنجاے — که شاگردی کند در پیش آن راے
فلک می کردش از عون الهی — صبا رکاب تخت پادشاهی
ثوابت هم دران کوشش که گویند — ثبات دولتش را مژده جویند
همی کرد اختر از عقد ثریا — نثار تخت سلطانی مهیا
زحل خود لاف مولائی همی زد — دم از اقبال لالائی همی زد
همان بوجهس بر امید تشریف — بدانش خطبهٔ می کرد تصنیف
رهش مریخ نیز از خانه می دید — بفتح او حمل را شانه می دید
همی گفت آسمان را آفتابش — که سکّه می شوم بهر خطابش
بشادی زهره در ساز خوش آواز — همی کرد از بریشم قول نو ساز
عطارد شغل انشا خواست می کرد — بدان امید طغرا راست می کرد
مهے کانگشتر یش نیم کاست — بخنصر یار گشتن می نیا رست
هوس می پخت اکلیل فلک هم — که افسر من شوم بر فرق این جم
ظلال چتر هم در چرخ رو داشت — که ظل نور یزدان آرزو داشت
همی دیدند تاج و تخت جمشید — جمال شاه نو در خواب امید
بدین آثار اقبال جهان گیر — همی آمد ز بخت راست تدبیر
بهر سوے ده و معمورهٔ معمور — زن و مرد ایمن و مستور مستور

نه بیم اندر دلے ز آسیب خنجر   نه کس را غارتے ز انبوه لشکر
نه بیکاری کشید از ده سوارے   نه کس کاهے ربود از کشت زارے
خسے را گر ربود از خرمنے مرد   شد از هیبت رخش چوں کهربا زرد
همه کالا بقیمت می خریدند   بریں ساں ره به تیزی می بریدند
ز پالم تا به هانسی و سدینه   چو آهوے حرم میش و نرینه
بصحرا ها ستور و گوسفنداں   ز غصب آزاد و غاصب بسته دنداں
ستور یک لک آں غله جویاں   پر از غله همی رفتند پویاں
ملک را کار دارانے که بودند   بشش لک تنکه حاصل وا نمودند
ملک گفتا که گرشش صد لک است ایں   نگیریم چوں حرام و درشک است ایں
علی حیدر هم از بهر خدا را   بسوے حق نمود ایں ماجرا را
بقامیزه زهے عدل و زهے داد   که یارب شاه عادل جاوداں باد
وزاں جانب چو مرتد خاں خاناں   عناں بر تافت از مطلق عناناں
جهانے قلب چوں دریا و چوں میغ   فرو شد درمیاں قطرهٔ تیغ
هماں صوفی که خود را صف شکن خواند   صف غازی ملک را دید و در ماند
دگر خاناں لشکر دار و سرکش   که بدٔ صف هاے شاں چوں کوه آتش
ملک غازی که زد یک قطرهٔ آب   بمرد آں کوه آتش را تف و تاب
چناں برباد رفت آں جیش منقوش   که از باد قیامت عهن منفوش
فتاد آوازه کز اندک سپاهی   بود غازی ملک بر قلب شاهی
بیک جنبش که آں پرخاش گر کرد   سران ملک را زیر و زبر کرد
بگیتی گشت بلغا کی پدیدار   که مردم در زمیں در رفت چوں مار
زهر سو رهزن آمد در شر و شور   بهر راهے رونده شد کر و کور

به هر جا فتنه هاے خفته برخاست   بلا دیوانه بیم آشفته برخاست
ره افتادن گرفت از هر کراں ها   بماند از راه رفتن کارباں ها
درون شهر هم هوے در افتاد   بهر یک خانه هوے دیگر افتاد
بدهلی لشکرے کا فزوں ز حد بود   ز هر خانه سوارے نام زد بود
چو بشکست ایں سپاه از مرد پر زور   چو دریا شهر دهلی گشت پرشور
چو زاں چابک سواران سر انداز   نهامد بعضے اندر شهر خود باز
هماں آوازهٔ لشکر شکستن   دل خلقے فکند اندر شکستن
اگرچه از تیغ و تیر زور منداں   مسلماں را نبود آزار چنداں
ولے چوں دور ماند ار جهادے   بود در خانه دلها را گزندے
خصوصاً بشکند چوں لشکرے پر   بهر کو صد در افتد در تحیر
عزیز خویش هر کس یاد می کرد   ز دوری دمبدم فریاد می کرد
یکے در فرقت فرزند نالاں   یکے بهر برادر دست مالاں
پدر بهر جگر گوشه بتاپاک   دل مادر ز سوداے پسر چاک
بشهر آمد پریشاں خاں و سالار   ز خجلت بازوے پیکار بیکار
چو بادے کو وزد وز خس نه بیند   چو آبے کاید و واپس نه بیند
سران تیز رو بر پشت تیزی   چو تیر تیز رو در تیز خیزی
به تیزی هم چو پیکاں می رسیدند   بشرم از پشت پیکاں می کشیدند
رسیدند الغرض چوں بر عرض* تیر   بسوے مهر بد کیشاں غرض گیر
حسی † چوں دید چنداں تیرے زور   که باز آمد عرض را کرده بے هور
ازاں سهم آمدش در دل خراشے   کشید آهے ز دل چوں دور باشے

* ق ر: عرض = شمار - جائزه - † کذا مشکوک - هور = نصیب -

دلش بشکست و جانش نیز بشکست / توان در استخوانش نیز بشکست
قرار اندر دل بے تاب می جست / ز سوز* سینه دم دم آب می جست
چو پسته در لب خشکش زباں خشک / دهانش خشک لب خشک و زباں خشک
ازاں حیرت که جانش داشت تابے / نمی آمد به بادامش هم آبے
زباں می خواست تو کردن بگفتار / نبود آب دهانش با زباں یار
پس از دیرے که خود را یافت باخویش / سران ملهزم را خواند در پیش
بحیرت گفت چندیں لشکرے پر / که صورت کرد نتواں در تصور
بپری بر زمین و ز آسمان کم / که شد زیرش زمیں چوں آسماں خم
ملوک کشور و پهل صف آرائے / مهاں رزم ساز از تیغ و از رائے
کرا در دل فتد زیں ساں زنا گیر / که چندیں میر میرند از یکے میر
خدنگ انداز چندیں با زها زه / ز یک تیر اوفتد اندر دها ده
چو شدکایں تهر ما در خوردهٔ نیست / صف دهلی است آخر خردهٔ نیست
نجم از سپه، گر هست بد روز / ز خود رنجم که بختم نیست فیروز
بدے گر خاتم ملکم سزاوار / شدے در جنگها فیروزیم یار
مرا چوں نیست ایں فیروز در مشت / چه سودست از کرم چوں خاتم انگشت†
چو خاتم را ز من آں مرد غازی / به نیرو می ستاند، بے نبازی
من از خاتم شوم زیں ساں که حالست / رسم در خنصر آں جم متصل است
گرم روزی بدے فیروزئی بخت / شدے پایم بریں فیروز گوں تخت
چو فیروزی براں سو رایت آراست / کبودی بالضرورت خهل ماراست
علم هاے ‡ سیاه و لعل ایں شهر / ز خدنگ بد دلم شد نیلگوں بهر

* ن : تف - † ک : چه سوداست ار کنم خاتم در انگشت ؟ - ‡ ن : عمل هاے -

چنیں مصرے که کردن شایدش مهل / ز فرعونے چو من زد جامهٔ نیل
چوں ایں رنگ آمد از چرخ کبودم / ز رنگ خود چه رنگ آرد وجودم
همه ز نگار تیغ از چرخ شد دور / ستد ز نگار چرخ از تیغ من نور
ز ایں خجلت مرا از تیغ خویش است / که از تهر سپهر سست کیش است
زهے خجلت که در عهدم بغا ورد / سوار لشکرے زن شد یکے مرد
مگر رستم ز نُل ناگه بر آمد / مگر بیژن ز قعر چه بر آمد
مگر کیخسرو آمد بیروں از غار / مگر ضحاک جست از حلقهٔ مار
مگر پولاد وند معجز است ایں / مگر روئیں تن و روئیں دژ است ایں
مگر شد حیدر کرار زنده / که از وے شد وغا را کار زنده
مگر بو مسلم مرو از زمیں خاست / ملک خاقاں ملک زاد از کمیں خواست
اگرچه او هست مارا دشمنی سخت / هم انصافش دهم زاں زور وزاں بخت
بود گر جان من ایمن ز تاراج / خودش بد همم هم اورنگ هم تاج
ز تخت و تاج بے پیوند گردیم / بکنجے از جهاں خرسند گردیم
ولے رسمے است کاں کو افسر آراست / ز بهر خنجرش باید سر آراست
چو سایه کرد بر سر چتر چوں میغ / سر ایمن کے بود از سایهٔ تیغ
چو شیر از دم علم بر سو بر افراخت / سر خود بایدش درپاے دم ساخت*
ز شاهاں خسپد ایمن هر کس و بس / ولے شاهاں نه خسپند ایمن از کس
کنوں چوں نیست از دشمن رهائی / بباید کرد کار پادشاهی
همون را باید ایں کار گراں کرد / که مارا زیں بلاها بر کراں کرد
ازیں گفتار خسرو خاں بپاسخ / چو شد غازی ملک را فال فرخ

* ن : باخت -

فلک گفت از پئ عالم نوازی
که شد غازی ملک سلطان غازی

ز چرخ انجم سریر آرای او باد
سریر چرخ زیر پای او باد

سخن در رای بد رایان و یاران* بد خسرو
که آن گمراه را بردند † سوی گمرهی رهبر

بجای رای دانا را بود نور
که نبود سایهٔ شمشیر ازو دور

چو رای از تیغ بازوی ندارد
گرانی در ترازوی ندارد

هزیمت گشتگان را رای و تدبیر
بود بعد از خلل برگردن تیر

گریزنده که نبود دل بجایش
چگونه دل بجای آید ز رایش

بپای لنگ مرکب کردن چوب
پس آوردن سوی زور آوران کوب

نباشد هیچ صیاد هنر دام
نهنگ پخته را از رشتهٔ خام

غرض القصه خسرو خان بد روز
زبون شد چون ز کشور گیر فیروز

بسی نالش ز بخت خویشتن کرد
دمی با همدمان ترک سخن کرد

پس آنگه پیش خواند اهل خرد را
ز خاطر ریخت بیرون نیک و بد را

طریق مصلحت را ساز پرسید
صواب از رای هر یک باز پرسید

سران ملک هیبت خوردهٔ رزم
شدندش رهنمون در صلح و در حزم

یکی گفتا که حد بستن صواب است
که پل محکم به از تیزی در آب است

همی گفت آن دگر کس نیز کاری
بباید کرد با اندیشه باری ‡

فرستیم آن طرف دانندهٔ چند
نمودار غرض را نکته پیوند

که در آرایش هنجار کوشند
دو سوی اندر صلاح کار کوشند

* ن : ایان - † ق : بودند - ‡ ن : کارے -

گر آن سرکش در آرد سر درین کار
که از راه رضا با ما شود یار

ز هانسی هرچه زان سو عرصه داریم
همه در عهدهٔ کارش سپاریم

شویم آسوده دل زین کارسازی
هم از شمشیر کافر هم ز غازی

شویم ایمن بدین تدبیر و تمییز
ازان کافر کش و زان کافران نیز

دگر گفت از سر رعنائی خویش
که چند اقرار بر رسوائی خویش

چو ما را عجز حال ما زبون کرد
سلیم* مرده را نتوان فسون کرد

چو کار افتاد و کار افتاده گشتیم
بسیل تند بار افتاده گشتیم

چه جوئیم از کسی در کار یاری
که برما می زند شمشیر کاری

کسی کو زد بانگ لشکر خویش
جهانی را بزور یکسر خویش

جهانی لشکرش چون گشت همدست
بهنجار و فسون زو چون توان رست

نشاند اقبال و بخت با فراغش
خیال پادشاهی در دماغش

نیاید تا سرش در سایهٔ چتر
کجا سر تابد از سرمایهٔ چتر

بتندی می رسد آنگه شتابان
چو سیل تند کوه اندر بیابان

بافسونی که خواند مرد دم ساز
چنین تند اژدهای کی رود باز

بود حیلت زبونان را زبون گیر
ز برگ گل نسازند اسپر تیر

بکشت سبز چون بدخو شود پیل
بحمله‌ش کشت بان را چیست تاویل

چو باد تند رو در جنبد از دور
چراغ از زیر مقنع کی دهد نور

چو باران از هوا ناوک روان کرد
بدرع کاغذین چون رو توان کرد

حریفی گر بود با چیرگی جفت
بزور چیرگی باید سخن گفت

بشطرنج ار یکی بازی فره کرد
فرو تر گردد ار ترسان شود مرد

* مارگزیده-

چو کار افتد که باید نقد جان باخت   مقامر وار باید خان و مان باخت
همان پر دل که زین سر می رسد تیز   نخست از همتی خود شد سبک خیز
نه بر جان لرزه کرد و نے بر اسباب   دژ اندر گل فگند و دیزه * بر آب
نه تنها کرد چون شیران میان چست   ز تن شمشیر و تیرش لا جرم رست
چو او برداشت تیغ لا اُبالے   خدا از غیب فتحش داد حالے
کنون ما را هم از دروازهٔ غیب   بباید خواست نقد فتح در جیب
پس آنگه را صبا کردن بدان سوے   شدن صد روبه همچون گل بیک روے
چو تو بر مسند شاهان نشستی   کمر هم بر میان شاهانه بستی
علم بیرون کش و زایوان برون آے   ز دست خوابگه در دشت خون آے
گره بکشا گرت در سینه عقدیست   فرو ریز آنچه در گنجینه نقدیست
چنان زن بر سپه موجے ز پرتاب   که مستغرق شود بل غرق سیراب
زرے را کآفتاب عالم افروز   بچشم مهر پرورد از سر سوز
شهان را گو چه گنج افروز باشد   و لیکن از پئے این روز باشد
نگاه کار چون ناید بکارے   چرا سنگے نگه دارند بارے
بده گنجے که بے † انفختهٔ تست   دگر گان جست و اکنون بختهٔ تست
چو شد بازوے لشکر آهن از زر   برآورد آهن از بازوے لشکر
گرت فتح الهی یار باشد   فتوحت زین نمط بسیار باشد
وگر بر عکس گشت آئینهٔ کار   بدیگر آئینه رفت این نمودار
تو بر رے داده باشی هر چه زان کام   چو آئینه بماند روشنت نام
یکے بود این و دیگر آن که بارے   بماند ‡ خصم را آئینه دارے

* ق ر : دیده - دیزه = حصار - † انفشت = سرمایه - ‡ ق ر : نه ماند -

که هست آئین زر کاز پیش و از پس   رود چون آئینه بر دست هر کس
کسے کائینهٔ در سینه دارد   سوے زر پشت چون آئینه دارد
همه آئینه کش گیرند در مشت   بسوے در ازین رو می کند پشت
زر ار آئینها را به نمودے   نه سوے پشت سوے روے بودے
هم اندر آئینه ز انصاف بنگر   صفا سوے دگر زر سوے دیگر
هر آن آبے که خواهی دست ازو شست   برون ده ست شو تا بر کف تست *
چو آبست آن که سهمت بر کف آید   که بنماید ولے بر کف نپاید
حسن را کامد این گفتار در گوش   شدش خون در دل افکار در جوش
رخ از داروے تلخ ار چه ترش کرد   ولے چون دید سود خود فرو خورد
بناموسے که دادندش کسان دل   شدش در مصلحت یاری رسان دل
علم فرمود بر انجم کشیدن   مراتب ز اختر پنجم کشیدن
درون سوش ار چه پالان بر شکر بود   نمودار دل از بیرونش پر بود
بسان حلقهٔ سیماب در طرز   برون سخت و درون سو لرز بر لرز
چو کهش تیر بود از بخت سنگین   درون صد سهم و بیرون چرم رنگین
چو ماهی بوده نفس از بهر کارش   برون جوشن درون سو خار خارش
خوش او در دهلی و جان در دوا دو   تنش در شهر و جان در دهارو ماندو
گریزش بین چه سان باشد ز دشمن   که صد فرسنگ جان بگریزد از تن
چنین تر سے کسے را کے بود کے   که او از جان رمد جان وے از وے
برون آمد برسم تا جداران   جهانے پر شد از چابک سواران
صف آرایان بگردش صف شکن هم   فراوان پیل جنگی پیل تن هم

* ن : دست -

ز پیلاں در خرامش چند در چند
صد البرز گراں بل پانصد الوند

همه چوں دیو لیکن دیو با جنگ*
همه چوں کوه لیکن کوه بے سنگ

برادر خانخاناں مرتد شوم
سوان زاغ چهراں چوں یکے بوم

بگردش هندواں پر ز تلبیس
چو عفریتاں هائل گرد ابلیس

مسلمانان که خدمتگار هندو
بسان سایه گشته یار هندو

چناں آمیخته با آں سپاهاں
که خیرات مسلماں با گناهاں

ز هندو و مسلماں لشکرے پر
که زاں شد گبر و مومن در تحیر

خرامش گر شد از دارالخلافت
نماند هیچ بهر جنبیدن مسافت

بر آمد پیش حوض خاص دهلیز
سرا پرده بر آمد هر طرف تیز

ز تشویش ملک غازی که ناگه
رسد با سهل و اندک فوجے از راه

سپاهی کو نگنجد بست فرسنگ
با نبوهے فرود آمد چناں تنگ

که اندر خیمهاے غنچه کردار
صبا را جاے جنبش بود دشوار

صفے † کز اژدهاے شد گزیده
بلورے مار پیچے بد خزیده

لری ‡ کردند ناهموار در پیش
که باد از وے سر آید در تگ خویش

پس پشتش النگ $ گل کشیده
سپه را در درونش دل کشیده

دروں سوے النگش حوض روشن
ز هر بادے همی پوشید جوشن

سپه گوئے گرفت از حوض تعلیم
که پیش از جنگ جوشن داشت از بیم

اگرچه حوض دورے مختصر داشت
همه لشکر دراں حوض آب وخور داشت

بگرمی می رسید آوازه هر روز
که انگه می رسد آں مرد کین توز

*ک : پاچنگ = کفش - † (کذا) ‡مشکوک'- لور = گڑھا یا بل] -
$ النگ (بفتحتین) = دیوار مور چال] -

گزشت از سرستی و آمد بهانسی
از و یک ذات و از دیگر شهاں سی

بدهای هر چه او نزدیک می شد
جهاں بر هندواں تاریک می شد

چو خورشیدے که بارد بر جهاں نور
بود بر شب پرک تاریک و دیجور

خزینه دادن و تاراج بیت‌المال از خسرو
براں گنجے که جمع از باختر کردند و از خاور

بقدرت به زر و گوهر فشاندن
که نبود صیده لرزاں در فشاندن

ز بهر دشمناں بخشیدن مال
کند نام بزرگی را فرو مال

نه آں کس کو فشاند نام گیرد
نه آں کس کو برد منت پزیرد

چو گل کاز شاخ زر در غنچه بندد
چو زر بر بست هم بر وے بخندد

چو زاغے کو خورد میوه بمنقار
ز بن هر شاخ بیروں افگند بار

چنیں نا داده به گنج گراں قدر
که هم بدره شود نقصان وهم بدر

غرض القصه نا منصور و ناصر
چو بیروں شد ز قصر از بخت قاصر

جهاں را بیں چه سودا بر سر آمد
که در شهر خدا غوغا بر آمد

دل افگنده*که خونها کوش می کرد
بسنگ انداز باده می خورد

دلش هیں کوچه بے دیقی روا داشت
که سنگ انداز در شهر خدا داشت

ز بیم آں که زر تاراج گردد
سر با تاج هم بے تاج گردد

اشارت کرد گنجے زر کشادن
مراد عالمے را در کشادن

بروں زد کوه هاے نقره و زر
ز زر و نقرهٔ گوئی فزوں تر

ز اندازه فزوں می برد هر کس
چو بادے کو برد خاشاک یا خس

* کذا - نامفهوم - دوسرے مصرعے میں تیسرا لفظ اُڑ گیا هے مولوی رشید احمد مرحوم نے " گوئی " قیاس کیا هے -

ازاں زر ھاے چوں انگشت سوزاں
چراغ کام ھر کس شد فروزاں

ز زر والا شدہ ھندوے ھر کس
چو دودے کو بر آرد سر ز آتش

ز مال بے کراں گبران زر سنج
چو ماران سیہ غلطیدہ بر گنج

شدہ از سکۂ زر بدرہ حاصل
بیک بدرہ ھزاراں بدر کامل

ز چرم خام دینار ری و بلخ
بروں می ریخت صد کاں مہ زیک سلخ

بقدر واجب خود ھر سوارے
بواصل داشت دہ یوسے شمارے

بہ بعضے فوج می دادند گنجے
بہ بعضے کان زر بے ھیچ رنجے

کسے دہ قرص زر پختہ ناں برد
کسے از نقرۂ کان صحن و خواں برد

کسے * را چند زر کلہا بکف کرد
کسے از تنکۂ بدمہ علف کرد

کسے از مہر کہنہ وجہ نو یافت
کسے نو سکہ سیم زود رو یافت

بآئینے کہ ناید در عبارت
ھمی شد مال بیت المال غارت

بخانان و ملوک و کار داراں
ز دریا موج بد بے سیل باراں

مقامے کز خزانہ بود ھر یک
کرور تنکۂ زر بود نے لک

رسید آں گنج ھاے پر بتاراج
کہ گر تودہ زنند از بہر محتاج

نہ شاھین ترازو سنجدش باز
نہ بر بالا کند شاھینش پرواز

بخواری روے شد نقرہ بہر روے
رواں شد جوے زر در پیش زر جوے

ز بومی † بسکہ ھندو سیر خور شد
ھمہ تھال برنجش تھال زر شد

مسلماں زر اگرچہ بے کراں برد
کہینہ ھندوے دو چند آں برد

اگرچہ بردن زر بے کراں بود
ولیکن بیم آھن ھم گراں بود

* مشکوک- بدمہ = بہرہ] ؟ † فرھنگ جہانگیری میں یہ لفظ سیری درج ھے اور یہی صحیح ھے -

ھمیشہ دم بدم آوازہ در شہر
کہ اینک دھرہ * زن شد صفدر دھر

گزشت از ھانسی آمد در مدینہ
فہکن عونہ دین المدینہ

ازاں آیند دیں مقدار نو یافت
مدینہ حیدر کرار نو یافت

چو در رھتک سہ پایہ کرد رایت
ولی عہد نبی شد در ولایت

چو در مندوتی آمد حیش منصور
بدھلی شد دمیدہ نفخۂ صور

چو زندہ ناں فراھم کرد برخواں
و فر المرء من امۃ و اخوان

چو گرد آں سپہ پر شد بپالم
بچشم ھندواں شد تیرہ عالم

چو نور افگند بر کوہ کسنبور
شد آں سنگ از صفا رخشندہ چوں طور

علم کز حوض سلطان عکس بنمود
منارہ حلہ بست از ظل ممدود

چو میلے چند ازاں نزدیک تر شد
سپاہ ھندواں زیر و زبر شد

ازاں جا سوے آب حوض رہ جست
ز تیغ آلایش یک رزم زاں شست

پر از دھلیز و خرگہ شد سراسر
ھمہ صحرائے لہراوت ز لشکر

پس پشت آب جون و پیش دھلی
کجا یارہ ستادن جیش دھلی

ز رود جون ھمی آمد ندائے
ظفر را خوش دلی می کوفت پائے

ملک فخرالدول بر روئے لشکر
چو شیراں برتنش ھر موے لشکر

جوانے ھم چو بخت خویش بیدار
ربودہ خواب بیداراں بیک بار

بگاہ تیغ ھر زخمش بلائے
ھر انگشتے بدستش اژدھائے

بھین * ھر پیکش چوں بہل کشتی
کہ گردد غرقہ در گبر کنشتے

بھر سوئے بختی عزم می کرد
ھمہ تدبیر کار رزم می کرد

ازاں سہمے کہ زد در سینہ خنجر
نہی خفتند بیداران لشکر

* ک : ڈیرہ - † ن : بلا نقطہ مشکوک ک: پھن (= چوڑا) ؟

وگر کس دیدهٔ بهر خواب می بست
ز هیبت هر زمان از خواب می جست
ز صفرا ماندهٔ خلقی بسته دندان
بلب گم کرده دفدا نهاے خندان
فراهم گشته هر جا خاصهٔ و عام
درین قصه که چون گردد سر انجام
بهر جمعے جز این گفتار کم بود
بهر دل جز غم پیکار کم بود
همه شب‌ها کسان در بیم و تشویش
چو پیر روستائے را سر و ریش
خصوص آن شب که روزش خواست شد جنگ
جهان شد بر سواران حلقهٔ تنگ
کسے داند که این تنگی چه سان است
که در دل تنگیش از بیم جان است
مبادا تنگی دل هیچ کس را
که تنگ آرد درون دل نفس را

حدیث دربمیں فتح ملک غازی و وا گفتن
ز ترتیب سپاه و جنبش و بر کوب و کر و فر

کسے کش بشگفاند بخت روشن
گل فیروزی از فیروزهٔ گلشن
بهر کارے که اقبالش کند ساز
شود در هاے فتح از هر طرف باز
شکالے در صف او شیر گردد
سپر در دست او شمشیر گردد
چنان باید بسد مصمت آرام
که جوشن گرد دش دیبا بر اندام
دعائے بد کند گر سوئے او راه
شود تبت یدا نصر من الله
بهر چاره که گردد حیلت اندوز
صواب آموزدش چرخ بد آموز
کشاید گر بر آهو ناوک چیر
ز آهو بگزرد دوزد دل شیر
بعالم گیری اندر بیم و امید
شود هر گوهر تیغش چو خورشید
بر او دشمن چو تیر انداز گردد
ازو هم سوے دشمن باز گردد
سواری را کند گر بر فرس جهد
جهان پیل بندد بهر او سهد
اگر لشکر کم است وگر فزون است
چو فتح آمد ز اندازه برون است

کسے کایزد بلندش خواست کارے
سپاه و لشکر آنجا کیست بارے
بدان سان کایت فیروزی و نصر
کنون دیدیم زایزد بر شه عصر
چنان بود این حدیث تیغ بازی
که چون اندیت در آمد شاه غازی
شب جمعه حسن شد در پئے کار
که فردا رایت افرازد به پیکار
دران غوغا که هر کس بود مفتون
نهانی رفت عین الملک بیرون
چو بنیادے ندید از ملک عینش
عزیمت شد بشهر خود اُجینش
همه شب بود خسرو لشکر آرائے
سران و سر کشانش نیز بر پائے
چو صبح جمعه تیغ تیز برداشت
زمانه غلغل خونریز برداشت
همه تن مهر گردون تیغ کین داشت
زحل آهن و مریخ آتشین داشت
بعزم رزم شد ترتیب لشکر
ازان هر روز ترتیب آهنین تر
چو خورشید درخشان در تلالا
بر آمد چرن سنان یک نیزه بالا
روان شد تند خسرو خان به روز
بکیں سوے ملک غازی کین توز
سپاه آراسته از شرق تا غرب
تو گوئی خواست کردن با فلک حرب
صفے چون هفت جوش آهن نکوپیم
که جز سبع شدادش من نگویم
ز دست راست گشته کینه گستر
دو صوفی نوش خون را شسته ساغر
یکے خان یوسف صوفی به تعجیل
که مصرے گیرم از شمشیر چون نیل
دگر با او کمال الدین صوفی
کمر بسته بکین چون میم کوفی *
هما نجا قرقدار اندر تگ و تاز
که بود از صایستی † سر افراز

* کوفی خط کوفی- ن : لوفی- † قرہ قمار نامی ایک امیر کے بیٹے کو "شائستہ خاں" خطاب دیا گیا تھا - یہاں اسی سے مراد ھے اور غالباً مصرعہ یوں ھے :
" کہ بود از خان شائستہ سرفراز " -

همانجا پا وکهل باب کافور	بحرف مهر داری گشته مشهور
همانجا راست کرده فوج پیکار	شهاب آن باربک را نایب کار
همانجا خاص حاجب بود قیصر	همانجا پهلوے کافور عنبر
همان جانب بکیں میر اوده بود	بهاء الدین دبیرش هم سده بود
بدست چپ هم انبدلشکرے سخت	هوا داران خسرو خان کم بخت
یکے مرتد * کاه خوک خواری	ز دیگر خوک خواران جست یاری
دگر رن دهول یعنی رائے رایاں	دگر کیج برمه وناک † ازتیره رایان
دگر سنبل که حاتم خانش خواندند	امیر حاجب سلطانش خواندند
دگر آن مال دیو آفت انگیز	که رفت و باز گشت از بهر خون ریز
دگر اصحاب دیوان جمله باهم	شده دیوان عارض هم بدان ضم
دگر بد تبلغائے یغده زاں سوے	همانجا نیز ‡ رنضان گشته کیں جوے
امیران دگر را کس چه داند	که این جا یک به یک را بازخواند
همه نو میر گشته پاره گوشان	بخون رانی چوخون خویش جوشان
فلاسان را چو نام خود دران پاس	سنان سر تیز گشته خنجر الماس
خراسان پیش صف پیلان جنگی	چه مست معبری چه پهل بنگی $
براو گرد پیلان شد صف آرائے	سوارے ده هزار از رانه ورائے
سپاه دوزخی چوں کوه آتش	سیاهانے بسان دود سرکش
ز زنگ روئے شاں ظلمت بهر سوے	شده دشت از سیه رویان سیه روے

* مراد حسن کے بهائی خانخاناں سے ہے، جسے برنی بهی لکهتا ہے کہ مرتد ہوگیا تها - † (کذا) ممکن ہے کہ صحیح لفظ کہج برمه ناک ہو - ‡ ن : پیر (؟) - $ بنگالی -

دران تاریک چهران عقل شهدا	نشان کفر شاں در چهره پیدا
اهر دیو و ابر دیو و امر دیو	اباد الله کلا دیو بر دیو
دگر * نرسوه سائهں سه برسیه	ز بر خوردن نشسته سیه برسیه
دگر هرمارو بهری مار و پو مار	سخن شاں مار مار و سر بسر مار
بزلی صندلی کالوده در بر	ز خجلت خشک گشته صندل تر
خورده در گرد صندل مار اگر تاب	بد آن جا گرد ماران صندل تاب
روان باخشت و ژوپین هندو گستاخ	چو آهوے سیه بالا زده شاخ
همه از بهر مردن بهرمان † بند	به تیغ بهرمانی گشته خرسند
بلے رسمے است هندو را در آهنگ	که بر سر بهرمان بندند در جنگ
سگے مرتد بران گبران سپه دار	بسان صبح کاذب در شب تار
فلک کو جز بمومن مهر نگماشت	طلوع صبح صادق چشم می داشت
بسے راوت بگرد رانه و رائے	بسے پایک گران زخم و سبک پائے
برنج خورده در خورده در اندام	ز رایت برده در روئین تنی نام
یکے روئیں تن اندر پیش شاں تهال	دگر روئیں تنی اندر پیش شاں نال
ازاں پرچم که هندو گو دم بست	بریش گاو دم صد اشتلم بست
بسے دندان خوک آویخته هم	که از شیران نه ایم اندر وغا کم
بسا کس بهر برد هندوئے تهز ‡	هم از سر خاسته هم از همه چیز
بهت $ پیکار با آن نابکاران	چو افسوں گو بگرد سایه داران
بسے گنده نمک هم گشته در خیز	خروشاں چوں نمک در آتش تیز

* (کذا) - † ایک ریشمی کپڑا - ‡ ک : هیز - بمعنی نصف مرد برد کی رعایت سے - $ بهاٹ (جنگی) -

سپه نهمے مسلماں نهمۂ گبر	بهم گشته سیه ابر و سپید ابر
بعکس کار گیتی داده منشور	بیک جا جمع کرده ظلمت و نور
بدیں ترتیب لشکر راند خسرو	کشیده بر فلک بانگ روارو
همان رو رو که آن بد حال می زد	ز بهر رفتن خود فال می زد
سپاهے کس چه داند وصف آن کرد	که یادش وهم را در دل گران کرد
ز آهن آسمان در تاب گشته	ز لرزانی زمین سیماب گشته
بلرزه چرخ سیمابی هم از تاب	بسان عکس سیماب از ته آب
عنان داده بجولان شیر مردان	طلب کار نبرد از هم نبردان
زره پوشان آسوده زیر پولاد	چو جوے آب روز جنبش باد
نبود اندر زره هندو و لالا	چو عکس آب سرته پاے بالا
بجوشن مرد گاه کینه جوئی	خیالے بود در آئینه گوئی
بجوشن گوئی هر تیره جانگے	درون رفته است در ماهی نهنگے
بسا پخته که زیر خامش اندام	چو پخته کو کند جا در دل خام
چو در پیش ملک غازی رسیدند	بغوغا خنجر کین بر کشیدند
نمود آن روز پر دل در پئے جنگ	چه چاره چون رسیدش کشتۂ و تنگ
چو دید آن حشمش خیل خاص را خواند	درین کارے که پیش آمد سخن راند
که کارے سخت پیش افتاد ما را	زمان یاری است ار هست یارا
بمهر خویش چون خویشان دلسوز	شما را پروریدم بهر این روز
کنون وقتیست کاندر حق یاری	کنید آن پرورش را حق گزاری
همه مردند گاه خفتن و خورد	و لیک این جا شود پیدا حد مرد
بسا مردان که جنبد از زر و زور	نهک گنده کنند اندر شر و شور

سران زور مند و کار دیده	که بودند این عمل بسیار دیده
ملک را جا بجا همدست بوده	کششها کرده کوششها نموده
بخدمت پیش ازان سوگند خورده	بجهد و جان سپاری عهد کرده
همه * دل را بجان بازی سپردند	خیال جان و مال از دل ستردند
ببوسیدند خاک از راه تعظیم	نهادند از سلامت سر بتسلیم
که ما را چون کرم هائے تو پرورد	ببايد مرد را شکر کرم کرد
چو جانے شد مهم هولناکت	نه جان ما به است از جان پاکت
دران جاے که از رخشت چکد خوے	برغبت خون خود ریزیم صد پے
سر ما چون کلاه از دولتت یافت	سر از حکم کلاهت چون توان تافت
سرے کز تیغ هر روزش سلام است	ز تو بر گردن ما مانده وام است
تو در هر جا که گوئی تا توانیم	بگردن کرده آنجا پیش رسانیم
همین دم بین که در یک حملۂ کار	باوک می زنیم آن قلب بسیار
چو لشکر کاران را پاسخ این داد	سپهرش مژدۂ تاج و نگین داد
سبک غازی ملک شد در پئے جنگ	سپاه کوه وش را کرد بے سنگ
چو او از فتح و فیروزی طلب کرد	جوادش بهرجان بخشی طرب کرد
همی جست او مدد ز ایزد تبارک	همی گفت آسمان الله مبارک
بآئین نخستین لشکر آراست	بهرجا لشکر آرائے بر آراست
سر صف میمنه حاضر باخلاص	بهاء الدوله خواهر زادۂ خاص
بفوج دومین شیر سبک عزم	ملک بهرام ایبه رستم رزم
بدیگر فوج ازان پس پهلوئے کار	علی حیدر بهر دو نام کرار

* ن : ز -

بسوی میسره در کین کمر بند / ملک فخرالدول شایسته فرزند
بدیگر فوج هم چون سعد وقاص / اسد والا برادر زادهٔ خاص
بدیگر فوج بود آماج داری / جوش* غوری شهاب اسفندیاری
سر صف میر هادی صفدر شرق / به تیر و تیغ هم باران و هم برق
بقلب اندر گزین خاص تقدیر / ملک غازی سپه دار جهان گیر
زعون حق یزک در پیش کرده / توکل هم عنان خویش کرده
نه هم چو دیگران ز آهن† چغل پوش / سلیح از عصمت یزدانش بردوش
دورمحش در چپ و در راست درنای / رسیده سر بگردون پای بر جای
تو پنداری که خورشید فلک راست / سماک رامح و اعزل چپ و راست
سنان نیزه هاش اندر تلالا / گذشته ز آسمانها نیزه بالا
علم ماهی و او با فر شاهی / چو سعد اکبر اندر برج ماهی
بهر سو شاه بازان برانده / پر طاؤس را بسته نشانه
که آن غازی ملک هر جا که زد کوس / همایون داشت بر خود پر طاؤس
که زان یمن از سپاه کافر شوم / پرانیدی بسی سر با پر بوم
زطاؤسی که زین سان داد اثر ها / بهر بوم مغل رفته خبر ها
حدیث آن پر طاؤس میمون / چنان در بوم ها گشته همایون
که این آوازه زان گبران در هم / کله با پر بوم افگنده سر هم
غرض آن روز چون طاؤس افلاک / ز بال نور کرده آرایش خاک
ملک فرمود تا هر صاحب کوس / ببندد بر علم ها پر طاؤس
که تا فرقی بداند خصم بد سیر / ز رایات ملک با رایت غیر

* کذا - † جوشن -

چو شهبازی که از قوت نه از کید / همه طاؤس هندوستان کند صید
سپاه از هر دو جانب گشته در جوش / جهان کرده سلامت را فراموش
بجهد آن طائر فرخندهٔ رزم / به پرواز شکار انگیخته عزم
اجل دندان بخوردن تیز کرده / امان بهر گریزش خیز کرده
ز خون خود هزبران دست شسته / سنان و تیغ شان ز اندام رسته
مبارز جوی و جولان گر بهر سوی / سر بی خود را بالا زده موی
غران را بس امید از خود بریده / ز سهم تیر پران جان پریده
ز بودا برد ز انسان سرد گشته / که لب شان خشک و روشان زرد گشته
ز جنبش های لشکر غرب تا شرق / زمین می خواست در دریا شود غرق
دران جنبش که عالم پر بلا بود / نشانیء ملک غازی "قلا" بود
ز آواز "قلا" هنگام خونریز / جهان در چشم خسرو گشته شبدیز
چنان شد گرد بر خورشید منظور / که نورش خاک گشت و خاک شد نور
ز بهر مومنان کافتند در خاک / رسیده مژده های رحمت پاک
ملایک فاتحه آغاز کرده / در فردوس رضوان باز کرده
ستاده حور و غلمان بهر آشام / رحیق سلسبیل افگنده در جام
ز بهر روح چندالان و میوان / که هم در سوختن گردند دیوان
ز ننگ سوزش ایشان بناموس / سقر بر آتش خود خورده افسوس
ملک غازی دریں دم پر دل و شاد / به تنها سوی پیلان رفت چون باد
درون شد بی هراسی بی تعجل / کجا هیبت خورد پیل افگن از پیل
بمیزانی که باشد صفدران را / همی سنجید هر کوه گران را
که چون در حمله جنبد هر یک از جا / چسان باید فرود افگندن از پا

ز دل سلحشید نے از زور بازو ‌ ‌ که تیر از کوه چوں گردد ترازو
چو میزاں بست شاهین خیالش ‌ ‌ بصید پیل نیر و کرده بالش
بقلب خویش باز آمد جهاں گیر ‌ ‌ عناں فتح کرده آسماں گیر

مظفر گشتن غازی ملک بر لشکر خسرو باندک فوج و لشکر، پیل وصف درهم زدن لشکر

چو آمد هر دو لشکر روے در روے ‌ ‌ بعزم دست بردن موے در موے
ز سوے خسرو مد بر یکے فوج ‌ ‌ بروں زد هم چو از دریاے پر موج
چناں در حمله بانندی پے افشرد ‌ ‌ که یک فوج ملک غازی ز جا برد
ز صف بگزشت و در بنگه در افتاد ‌ ‌ ز غوغا خلق در یک دیگر افتاد
بسے فوج گراں هم روئے بر تافت ‌ ‌ عناں را هر کسے سوے دگر تافت
نرفت از جا ملک غازی بیک جوق ‌ ‌ که گیرد از نبرد خویشتن ذوق
سوارے سی صدش دنباله و بس ‌ ‌ نمانده دیگرش از پیش و از پس
چو دید این حال با تندی بر آشفت ‌ ‌ ز خشم آلودگی با حاضراں گفت
که من تنها نه ام تا سر بجا هست ‌ ‌ نخواهم یاریٔ یارم خدا هست
هنوز این راز بودش با خداوند ‌ ‌ کش از هر سو در آمد صفدرے چند
یکے بهرام ابهه رزم سازے ‌ ‌ که از هر گرزے اندازه گرازے
دگر دیں آرا اسد کیں را چو آذر ‌ ‌ برادر زاده در معنی برادر
دگر شایسته خواهر زادهٔ خاص ‌ ‌ بهاء الدین دلے پر صدق و اخلاص
دگر والا ملک شادی که او هم ‌ ‌ بفرزندی است عقدے بسته محکم
چو گشتند این همه یک جا فراهم ‌ ‌ بحیله پانصدے شد بلکه زیں کم

ملک غازی چو دید از پیش و از پس ‌ ‌ همیں مقدار فوجے اندک و بس
نوند بشید ازاں انبوهئی پر ‌ ‌ که گرد چترش آمد در تصور
سمک تکبیر گفت و تند بر کوفت ‌ ‌ به تندی سوے چتر و چتر ور کوفت
براں ساں حملهٔ آورد جوشاں ‌ ‌ که گشت از حمل آں صحرا خروشاں
فتاد از حملهٔ آں خوب کیشاں ‌ ‌ پریشانی دراں جمع پریشاں
نجوم فتح کانجا شد سهها ‌ ‌ بنات النعش کردند از ثریا
ز تیراں کماں سخت بازو ‌ ‌ نه دل بل سنگ خارا شد ترازو
کماں یک مشت بود و تیر نه مشت ‌ ‌ سواراں را بداں ده مشت می کشت
گرفته زاغ بر شاخ کماں جاے ‌ ‌ صلاحی داد کرکس را که پیش آئے
به زاغاں طعمه چرم و استخواں بود ‌ ‌ ولے زاغ کماں را طعمه جاں بود
طمانه سینه را دروازه می کرد ‌ ‌ بقفل دل کلیدے تازه می کرد
دراں دلها که بادش سخت کیں بود ‌ ‌ کلیدے نے بقفل آهنیں بود
ز سوزے کاں نه کم بود از کتاره ‌ ‌ جگر می شد چو سوری پاره پاره
ازاں گلمر * که دل برد و رواں هم ‌ ‌ ز هر تن لاله رست و ارغواں هم
یک انداز از هزار اندازئی خویش ‌ ‌ هزار افگنده در هر بازوئی خویش
ملک هر سو که مرکب را عناں داد ‌ ‌ هم اندر دیدنش بد خواه جاں داد
یکے کافتاد پیشش نا گهانے ‌ ‌ خرید از بیلکش زخمے بجانے
ز بس کز پر دلی بر چتر زد سخت ‌ ‌ نگوں گردش بفرق آں نگوں بخت
فتاد آں چتر و آں ترکیب بشکست ‌ ‌ مراتب را همه ترتیب بشکست
حسن سوے گریزاں رفت سر گم ‌ ‌ دگر سر گم سوانش نیز در دم

* پیکاں -

گران سر گشته گُم در گُم نرفتے — سرش گم گشتے از سر گم نرفتے
هم آخر دور چرخش اشتلم کرد — چو پاگم کرده بُد سر نیز گم کرد
ملوک از بس که خوں آلوده رفتند — ز گرد کم غبار آلوده رفتند
حسن بس کاں غبار غم فرو خورد — شدش رخساره چوں گل چوں گل زرد
سرا سوهٔ سپاهے پوش فوجے — گریزاں گشته دریاے ز موجے
نه پیلے را بجنبش زور پا بود — نه پیل افگن یلے را دل بجا بود
علم از تیر بر بالاے پیلاں — شده پر خار چوں شاخ مغیلاں
هزبران پشت سوے تیغ کرده — بسوے پشت روے تیغ خورده
گریزاں هر یکے افتان و خیزاں — تنش از جاں و جاں از تن گریزاں
اجل با جمله بارے کرد زاں جنگ — چو دیوانه که بازد شیشه برسنگ
یکے را بود زخم نیزه بر پشت — یکے را حربه در دل رفته با مشت
یکے را جان شیریں گشته ره گیر — یکے در تلخیِ جاں کندن از تیر
یکے را چاک پهلو خنده در کام — یکے را زخم خوں گریاں در اندام
یکے را هر دهاں انگشت زاری — یکے انگشتوارش زخم کاری
یکے را تیغ بر زانو رسیده — یکے را آهنه زانو بریده
یکے را خوں ز شه رگها کشاده — یکے بے خود میان خوں فتاده
یکے افتاده بود و زخم خورده — یکے می شد یکے را زخم کرده
یکے را آمده شمشیر بر روے — یکے را نیزه در رفته به پهلوے
یکے غلطیده جاں می کند در خوں — یکے را جاں ز تن می رفت بیروں
یکے از تشنگی مرگ بے هوش — یکے سیراب خونهاے جگر جوش

یکے از عجز تن داده به تسلیم — یکے در لورو لو* در می شد از بیم
یکے در غار پنهان سر دروں برد — یکے هم درمیان خار بن مرد
نهنگ آهنگ اژدرها سواران — دواں بے دست و پا مانند ماران
چناں در دست و پا افتاد مردم — که شد هر مردے را دست و پا گم
اگرچه پشت شاں رو بود هر سوے — همه سو پشت گشتند از همه روے
بسا پوینده را کاندر دوا دو — ز زخم تیر خورد آں گشت جو جو
اگر می جست مرغے در میانه — همی شد ریگ ریگش سنگدانه
سوار تدر صف فیروز سنداں — ز فیروزی چو بخت خویش خنداں
گریزنده قفا کرده سوے جنگ — دلاور در قفایش کرده آهنگ
چناں از تیغ داد زخم می داد — که اندر نقره گم می گشت پولاد
پلارک تخم می شد در جگرها — مبارز در زمین می کشت سرها
یلاں را زخم خنجر مست مانع — شراب مرگ شاں داروے نافع
سر گبراں ز شمشیر فزا کوش — تو گوئی عاریت بود ست بردوش
تراقے کز عمود و ترک می خاست — ز دلها خوں ز سرها مغز می کاست
زننده هیچ سوے گرز نگزارد — که در پشت استخواں هارانه گرد آرد
ازاں در خوں سرشته آرد خام — خورشها پخته شد بهر دد و دام
شکالاں صبح کرده سبلت خویش — که روزی گشت تتماجی ز حد بیش
شنهدستم که در صحراے تا ورد — دل و چشم است خورد کرگس از مرد
دراں دشت از دل و از چشم هر کس — چناں پر چشم و پر دل گشت کرگس
که نے دل می شدش در چشم دیدن — نه چشمش رفت سوے دل کشیدن

* بمعنی "زها" - † مشکوک -

دران هنگام کافت را صلا بود   بیک جا گبر و مومن در بلا بود
مسلمان بر مسلمان تیغ کم زد   مگر هندوے کهوکهر کین قدم زد
معاذالله که گر شمشیر خون ریز   بخونریز مسلمانان شدے تیز
شدے روشن که چون گشتے ز بنیاد   مسلمانی خراب و جنت آباد
ولے می شد ز هندی براو   کماء من ینابیع دمار
ازاں سوهاے هندو گوئی افلاک   سراسر جو ز هندی کاشت در خاک
فتاده هر سو آن نا خوب فلان   بروے خاک هم چون فال زالان
ز هر تن تیر روزن ها کشاده   عجب بین تیر در روزن نهاده
خدنگ ترکی و قهر خطائی   چو قد دلبران در دلربائی
بهر سو سیل خون رانده ز هر تن   کمان رستم و باران بهمن
شده در هیکل هر دیو در جوش   چه بیژن پر از خون سیاوش
سنان هر سیلهٔ آن تیره کیشان   زبان می داد و دل می برد ازیشان
بهین راوت که در زور آزمائی   بروے پیل گفتی سور پائی
چو بکشادند تیر بے خطا را   بزاری گفت "هے هے تهر مارا"
ز خون گبر و مسلمان هر دو ریان   ز دین دیان و دیان دین * دیان
ملک غازی درین رزم ایستاده   سواران روے در غارت نهاده
که ناگاهان ز هندوے پر آشوب   یکے فوج کمین گه کرد بر کوب
هزار افزون براو سیه روے   برو سرخی ز خون خویش رو شوی
شد از غازی ملک بر چرخ تکبیر   ز گبر آواز ناراین هوا گیر
در آمد زان سپاه آن حملهٔ تیز   روان شد خنجر هندی بخون ریز

* ن: دی - ؟

زد آن فوج براو بر علمها   بسے کلک علم ها شد قلم ها
علم هاے ملک غازی فرو خفت   همه ماه علم شد با زمین جفت
تعالی الله ملک غازی چه دل داشت   که با آن حمله جاے خویش نگذاشت
در آمد پیلک پیلک زبان تیز   ازاں دوزخ روان گشت آتش انگیز
همی غلطید هر کوهے ز کوه   چو گنجشک از تنک زاغ از گروه *
ز زخم تیر در یک چشم زد گشت   سیاه و لعل وام از کشتگان دشت
ز هندو تیر زوبینے همی جست   که در خارا نشیند لیک ننشست
بدان نیرو که هر ترک هنر بین   همی زد تیر و رو می کرد زوبین
ازان هندو که جان هر یکے رفت   فراوان کشته گشت و اندکے رفت
چو آن فوجے شکسته پیشتر راند   ملک غازی گرے را پیش خود خواند
اشارت کرد با یک ماهی خاص   بر آرد کش ملایک خواند اخلاص
گرے چون کرد در نصب علم زور   شد از نصب علم چشم بدان کور
سمک برداشت ماهی را علم دار   ملک غازی ستاد آنجا علم وار
طلوع آفتاب از برج ماهی   همی دادش نوید پادشاهی
دهل زن را هم اندر پیش خود جست †   بفرمودش که شیپان برقوس چست
بگفتش کاے تهی سینه دهل وار   دهل پیهاوے این بر دل نگهدار
نگر چون می زند فتحم بناموس   بدین بانگ دهل بر آسمان کوس
چو من قادر شوم از بخت فیروز   برین شب چهره گبران سیه روز
بمژده آنکه در جاے چنین تنگ   دهل پیشم زدی در نوبت جنگ
ز بهر عیش روز و روزگارت   دهل پر زرفشانم در کنارت

* غلوله - † ن: است -

بماهی دار هم گفت اندران تاب   که گرد آری تو ماهی هم برین آب
ترا زان پس که ساکن گردد این برق   میان تلکه چون ماهی کنم غرق
من و این ماهی و بانگ دهل پیش   کنم صد صف بکام ماهیء خویش
صف از پیشم چو سیل هفت شاخست   سوار آب و برگستان باخه است
بدین سان چون سپهدار صف آرای   تن تنها علم را داشت بر پای
سواران پراگنده که دیدند   علم بر پا ز هر سو در رسیدند
رسید از یک طرف با صدق و اخلاص   بهاء الدوله خواهر زادهٔ خاص
ز دیگر سو ملک غازی بر آمد   ملک بهرام سوارے دیگر آمد
علی حیدر هم آمد حیدر آسا   دگر شیران پیکار اژدر آسا
گره بستند شد جمعیتے سخت   که فتحش زان گره بیرون دهد بخت
بهر جانب ملک غازی نظر کرد   که زان پس بر که باید رخش برکرد
ز یک سو دید فوجے محکم از دور   به پیشش نیمه پیدا نیمه مستور
سپاه انبوه و پیلے چند در پیش   مسلمان نیز ناوک زن چو بدکیش
بسے بالا بسے در شیب مانده   ز کوب حمله بے آسیب مانده
ملک پرسید کین لشکر کیانند   کز آشوب صف ما بے زیانند
چو پرسیدند سنبل بود و کافور   که گشتند از پئے مردی سقنقور
همان جا یوسف صوفی صف آرای   تمام جنگ را چون نیزه بر پای
ز هندو نیز با ایشان یکے فوج   چو خاشاکے که باشد هم ره موج
تغیر کرد باز آن را دران حال   که چون ماندند گبران فارغ البال
ملک با جمله صف خنجر بر آهخت   پس اندر حمله شد با جنبشے سخت
بسختی زد بران غوغاے انبوه   چو در روز قیامت کوه بر کوه

نیاورد آن سپه این حمله را تاب   همه گشتند هر سوے عنان تاب
برفتی هیچ مردے پس نمی دید   به پهلو جز پر کرگس نمے دید
تهی دل پیش پیش و پر دل از پس   فتاده گرد پاده تاند بر خس
خدنگ موشگاف موشگافان   شده شانه شکاف پرگزافان
چو بشکست آن سپاه و رفت هر سوے   ملک آورد سوے اردگه روے
معارف دست در تاراج کم برد   بجز در سمت منزل راه نسپرد
ولیکن تهی * بے راه و کهوکر   مسلمانان هم افغانان مفکز
بهر سو دست غارت بر کشادند   ز سر خود از کمر خنجر کشادند
مسلمان را بجانے گر امان بود   به بردند آب و آتش بد زجان بود
ز مومن نیز اگر کس دید عقدے   روانے تیغ راندش بهر نقدے
فراوان نو مسلمانان مغل نیز   فرس برد از مسلمانان و هر چیز
و لیک آفت براے هندوان بود   که کشته، مرده، زنده بے امان بود
همی راندند بر هندو بصد قهر   سنان و دهر چون بر دهریان دهر
سران چغتوانان † می درودند   زر و اسپ و جواهر می ربودند
فتاده گبر و مومن غول کرده   دهان زخم شان تنبول خورده
یکے از راوتان هار گهر برد   یکے از گوش گوش آویز زر برد
یکے بکشاد بازو بند یاقوت   یکے سلکے که شهرے را بود قوت
یکے عقدے ز مرواریه بر یافت   یکے انگشترین نامور یافت
یکے با رانهٔ شد هم ترازو   که عین الهره برد از موش بازو،

* کرم خوردہ - صاف نہیں پڑھا گیا - ممکن ہے تهری (صحراے تهر بندہ کی قوم) مراد ہو -
† کذا - غالباً چغته کی جمع بمعنی نوبلا -

یکے زد تیغ و فتح آں در کشادش
که سبز آهن زمرد سبز دادش

گروهے گوهر جاں داد بربار
گروهے را قضا گنج گور داد

جهاں را دیر شد کائیں چنیں است
که هرچه اورا جگر ایں را نگین است

کسے کو پشت داد و پس نه بیند
بغارت روے اورا کس نه بیند

غرے با بو مثل زد در شبانی
که در غارت نباشد مهربانی

ملک غازی که ایں فتحش بر آمد
مرادے را که جست اندر برآمد

جبیں را کرد بر روے زمیں جاے
ز رخ درپیش منعم شد زمیں ساے

چو بود آں سجدۂ شکرش باخلاص
شدش سر بهر تاج مملکت خاص

کنوں کاو یافت تاج بادشاهی
همیشه تاجور دارش الٰهی

بشارت دادن اسباب شاهی و جهاں داری
دل غازی ملک را بهر مسلک ز انجم و اختر

چو دولت مرد را برسر نهد تاج
فتد ز آسیب او دشمن بتاراج

بهر قفلے که دستش یار گردد
هر انگشتش کلید کار گردد

بهر منزل که جایش در خور آید
مراد از بام و گام از در درآید

به تعظیم آسماں بوسد جبینش
بسلطانی دهند ز انجم نگینش

ز تقدیر است چوں بینی به تمیز
خواص قابلیت در همه چیز

یکے را کز بلندی بهره مند است
نیارد پست ماندن چوں بلند است

وگر کز آسمانش بهره پستی است
رهش بازار سوے زیردستی است

بود گندم خرے بالا سرا فراز
سر چلغوزه گوید با فلک راز

بکوشش دیو جمشیدی نیابد
سزا ره نور خورشیدی نیابد

سرے کو را بود قسمت کلاهے
هوس بر تاج بردن نیست راهے

ازاں نقدے که می سنجند در غیب
بروزی پر شود نے از هوس جیب

نه هر فرقے سزاے چتر شاهی است
نه هرتن را لقب ظل الٰهی است

نه گوهر ز اهن هر دهره یابند
نه هر پیشانیه را مهره یابند

نه هر درے بر افسر جاے یابد
نه هر سر تاج ملک آراے یابد

نه هر پا چشم شاهاں کرد پامال
نه هرکس درکف پا دارد ایں خال

کف پاے شه غازی است آں بس
که شد خالش سواد چشم هرکس

چو بود آں خال ملکش در کف پاے
گرفت آں پا نگر بردیدها جاے

چو از چتر سهه آں بود نشانش
بفرق آں چتر شد سایه فشانش

کنوں بشنو که از نه چتر گردوں
چساں بر فرقش آمد چتر شبگوں

ملک غازی چو شد بر چتر فیروز
هماں جا بد بفیروزی همه روز

مبارک روز بخت مقبل خویش
شب آمد در مبارک منزل خویش

چو شب چتر سیاه خویش بکشاد
مه نو هم کلاه خویش بکشاد

دم باد از هماے چتر شب وام
ملک را بهر ملک آورد پیغام

که بسم الله درآ اے صاحب بخت
که هم تاجت مبارک باد و هم تخت

جهاں را ز اختر خود نور تو ده
به برج بادشاهی شمع نو نه

فراواں منتظر بد مژده در چنگ
سرو پاے ترا اکلیل اورنگ

چو ملک دهر بگرفتی بپاے
هنوز ایں انتظار هر دو تاکے

درفشاں دور باش گوهریں ساز
بروں کرده زباں گوهر انداز

همی گوید علم هم پایۂ چتر
تو بخش از روے خود پیرایۂ چتر

علم هاے سیاه و لعل هر جاے
براهند ایستاده بر یکے پاے

که در دولت بریں سو کے گرائی که یابم از تو در دولت روائی
بگاه صبح شد نوبت بفریاد که من هم خویشتن را می دهم یاد
بها تا نوبتے چوں نو نقد ساز شود نه گنبد گردوں پر آواز
همه شب باد می آورد ازیں سان پیام ساز سلطانی بسلطان
ملک در دل هوس را بند کرده بسهلے خویش را خرسند کرده
گرفته راس در اندیشهٔ خویش همی زد باخود اندیشهٔ خویش
که من مرد صف آرائے نبردم بگرد مسند شاهی نگردم
کرا ایں سر که جوید کار عالم نهد بر یک سر خود بار عالم
کسے کش ساخت چرخ از بهر ایں حال کجا بیروں شود چرخش بد نبال

حکایت

شنیدم گوهرے از سلک شاهے بسوے ملک عقبی جست راهے
کشید از کار تاج و تخت داماں ز شهر خود بسوے شد خراساں
دریں بیگانه شهر آنهی چناں بود که ناگهه بخت باکس* هم عناں بود
چو خالی گشتے از فرماں روا تخت غریبے را رسیدے بارے از بخت
چو دیدندے بسیماے کس ایں نور بدو گشتے سراے ملک معمور
دراں هنگام کاں شهزادهٔ عصر رسید آنجا همی شد بر در قصر
مگو † بے کار فرما بود گاهے همی بایست در بایست شاهے
چو دیدندش بزرگاں شکل شاهاں شدندش بهر تاج و تخت خواهاں
ز رویش گرد تا کاسی فشاندند بشاهی بر سر تختش نشاندند

* ن : باکش - † ن : مگو بیکار فرماں -

جواں چنداں که گفت از ترک خود راز به ترک اونگشت * اقبال دم ساز
رهائی چوں نبود از خاصه و عام پذیرفت آں عمل ناچار و ناکام
گزارد بخت خود را مقبل از دل ولے نگزارد او را بخت مقبل
چنانکه اقبال و بخت ایں جهانگیر شدش بهر جهاں گیری عناں گیر
چناں صبحے که با جوزا بر آمد کلم روشن که چوں بالا بر آمد

دخول موکب غازی ملک در قصر سلطانی
چنانکه آید به برج خویشتن مهر ضیا گستر

چو صبح غرهٔ شعباں فرخ نمود از تخت گاه آسماں رخ
بر آمد شاه انجم نور باراں چناں کز اوج مسند تاجداراں
ملک باد سلیماں جست در پیش سلیماں وار کردش مرکب خویش
رواں شد نرم نرم آں باد گل رنگ بدار الملک شاهی کرده آهنگ
بر اختر سایه کرده اعلام منصور که زاں ماه علم جوزا برد نور
بناوک چشم بد را دوخته قوس بنظاره همه حوراں فردوس
خضر تسبیح گویاں در دویدن مسبح الحمد خواناں در دمیدن
دو سوے مملکت گهر سر افراز کشیده صف دلیراں صف† انداز
دواں در پیش صف پیلاں نوگهر ز آب تیغ و بادکیں برنجهر
غر نیاں کوس فتح آواز می داد ز سر می برد هوش و باز می داد
دمامه نغمه هاے تازه می کرد مهابت را بلند آوازه می کرد
دوال چاؤ شاں چابک افگن کشاده چابکاں را چابک از تن

*ن : نگفت †ن : سر -

ز آواز نقیبان کز گزر دور رمنده مردمان چون سایه از نور
کمان‌گیران پس و پیش غلامان‌خاص کمان‌کش گشته پیش رخش رقاص
کمان در مشت و حاضر دیده دوزان ز پیکان شعلهٔ آتش فروزان
که گر پرنده بالا پر زدے تیز شدے پر کم ز پیکان سبک خیز
سنانها برهنه پوشیده در گرد که خورشید از فروغش حربه می‌خورد
برهنه تیغ‌هاے آبگون هم درون چرخ برق افگن برون هم
ز آرد خاص تا دروازهٔ قصر همه تیغ و سنان بد با شه عصر
بدین ترتیب در حفظ الهی درون آمد بقصر بادشاهی
فرود آمد ز رخش وهم بران سطح بجاے آورد حق را سجدهٔ فتح
پس آنگه خواند با لطفی ز حد بیش ملوک و میر باقی ماندهٔ پیش
دل هر یک بجان بخششی قوی کرد دران بخشش نبی را پیروی کرد
برابر جمله را با خویش بنشاند همه منشور کار خود فرو خواند
که من بودم یکے آواره * مردے ز مهر و مه چشیده گرم و سردے
بلطفم شه جلال‌الدین مغفور مقرب کرد نزدیک خود از دور
گرفته بر سرش تیغے چو الماس به بیداری فراوان داشتم پاس
چو آن سلطان گیتی رفت در خواب دلم گشت از دریغش در تب وتاب
بسان شمع می بودم درین سوز که کے باشد شب شمع مرا روز
که ناگه صبح اقبال علائی جهان را داد فیض روشنائی
ز بهر نور کار جان و تن را دران پر تو فگندم خویشتن را
چو پیش مهر او گشتم هلالے همی افزود هر روزم جمالے

* ن: آزاده -

کنون کین بدر من کامل جمال است ازان آثار مهرم این کمال است
الغ خان کو برادر بود شه را ازو افروختم چندے کله را
چو پاینده برحمت بود کارش چه خدمتها که کردم بلندوارش
چو او بگزشت گشتم باز یک چند به پیش شه علاء الدین کمر بند
از انگه تا کنون کاینجا رسیدم ازان شاهنشهٔ والا رسیدم
چو بشنیدند گفتش نیک رایان بگفتند انچه گفتن راست شایان
که چون سررشته خود بیرون فگندی گهر از خویش بر غیرے چه بندی
چو می‌دانیم کز تیغ تو آن خاست که باید وصفش از نوک قلم راست
چو خان بر حصن رنتهنبور برتاخت ز لشکر گرد گردش حلقهٔ ساخت
بران شد راے کارد حمله چون باد برد آن حلقهٔ آهن به پولاد
فرستاد از درون سو لشکرے سخت چو سیل کوه کو غارت کند رخت
به لشکر گاه خان شورے در افتاد چنان کین خلق در یک دیگر افتاد
ترا فرمود خان تا پیش رفتی فزون از هم سران خویش رفتی
نمودی زان نمط جهد اندران جنگ که بر آینده گان کردی جهان تنگ
بهنجارے سران را ره نمودی که زان گردن کشان سرها ربودی
هم از شمشیر مومن پاک شد زنگ هم از خونهاے کفر لعل شد سنگ
دو حصه کشته شد از لشکر راے بصد حیله یکے شد باز بر جاے
ازان جا چون مظفر باز گشتی بدست خان یکے شهباز گشتی
نشست آن کار زان گونه بیادش که زان پرتو قوی گشت اعتقادش
گشاد کار اقبالت همان بود طلوع صبح بختت زان زمان بود
چو او در عالم دیگر سفر کرد امیدت سوے دیگر رخش بر کرد

شدے سلطانی اما چوں وفا بود — بسان* تغلق خانی بجا بود
میان بندگان دولت اندیش — هوی بودی برسم بندگی پیش
شه آن سوے که چون تیرت فرستاد — رسیدی بر غرض باز آمدی شاد
دگر کافر چو سوے برن بوتاخت — مسلماں را چو هندو برده می ساخت
ترا چوں شه فرستاد اندران سوے — دماندمراندی از خونهاے شان جوے
تنی ها چار بود و مهر هم چار — همه شهزادگان ملک تاتار
چو با آن لشکر پر باز خوردی — باندک مزد کردی انچه کردی
ووت شد عزم بر اقبال مدبر — بوان هم قدرتت بود از مقدر
دگر در رزم ترساق و علی بیگ — هم افگندی بسے سرهاے چوں دیگ
وگر بر جاش تمهر و کبک بود — هم از تو قتل گبران یک بیک بود
دگر دو بونبل † نزدیک دریا — صف کافر چو دریا شد مهیا
سپاهش یک تمن گبران قتال — زمین دریا صفت وایشان بزلزال
همین مقدار راے بونبل هم — ز بار هندوان کرده زمین خم
معظم تغلق غازی ترا نام — مغل هم نام تغلق داشت و ایام
چو تو تغلق غزا را تیغ در دست — چو او تغلق بگبری ‡ تیر در شست
چو بهر نصرت دین است زورت — لگد بر فرق ایشان کوفت بورت
نشاندی در دل گبران سنان را — اسیر و بنده کردی هم گنان را
ز راے بونبل هم بستدی مال — ز دریا هرچه باشد عبرهٔ § سال
دگر بر جهد و زیرک رسیدی — صف آن صفدران هم تو دریدی
بدین سال هژده رزمت جا بجا بود — که در هر هفده فیروزی ترا بود

* ک: بشان - † بنوبل ؟ - ‡ ن: بگبرے - § عبرة = محصول راه داری -

گرانی هر یک مشرح باز گویند — بدفترها سخن را ساز جویند
هنوزت انتظارے بود هر دل — که تا دیگر چه بخشد بخت مقبل
که فتح فوزده زاد از پس دیر — بجنگ اول دهلی شدی چیر
مصاف هشتم بود این که در جنگ — ز ملکے بستدی ایلیل و اورنگ
چو حیدر شهر یزدان رفت ازان پس — جز از تو مسلم آمد این قدر بس
ازان پس شکر یزدان را که تقدیر — بدین دیبا چه خاست کرد تحریر
خداوندت که بے آزار می داشت — ترا از بهر چندین کارها داشت
وگر نه کس بچندین قتل و خونریز — چه سان یابد خلاص از خنجر تیز
کنون کآزاد ماندی زان بلاها — بفرما خوان شاهی را صلاها
برابر تخت چون هوشنگ و جمشید — به برج مملکت نو ساز خورشید
ملک تغلق که گفت من همان است — که تاج و تخت من تیر و کمان است
نه کار رزم باید سروران را — نه حل بے حمله مانند صفدران را
چو از لطف علائی روز تا روز — فروغ کار من شد گیتی افروز
مرا پاداش لطفش بود واجب — اداے حق انعام و مواجب
چو بشنیدم که کافر نمکے شوم — بکفران نسل او را کرد معدوم
خدیو قطب دین را با چنان مهر — که چون چشم خودش میداشت بر چهر
بزخم دشنه کبر آن را تلف کرد — متاعش گبر و مومن را علف کرد
بر اخلاف دگر هم تیغ خوں راند — حرمها کشت و بعضے را برون راند
چنان باغی ز گبران شد بتاراج — کله گل مرغ برد و حلهٔ دراج
حرم بشکست و حورے چند از انها — بخود خواند آشکارا و نهانها
دگر بعضے بگبران تبه داد — زحل را مه ته ران سیه داد

همان مرتد برادر خانخانان ملوث کرد چندین پاک جانان
بچشم زین غضب تاریک شد دهر ز دود قصه می تیره شد شهر
نشستم تنگدل چون دردمندان گزیدم پشت دست خود بدندان
زدم از سوز چون آتش فغانی که شد بی شمع زان سان دودمانی
بران گلهای نوخیز دل افروز بسی بگریستم چون ابر نوروز
پس این غم با دل خود کردم آغاز که ای دل خانه از شادی بپرداز
که این قصه که رنج تازهٔ ماست فرو خوردن نه در اندازهٔ ماست
بزرگانی که پروردند ما را بصد تیمار غم خوردند ما را
سپه دادند و مهری و ولایت بهمدی بانگ کوس و نصب رایت
پس اندر عهد ما جمعی پریشان خلاف آرند در اخلاف ایشان
روا باشد که ما را خون در اندام بماند خون شان نا کرده آشام
زهی سستی که ما را جان بسینه پس از ما میرد این آزار و کینه
چرا بازوی ما را زور کم گشت چرا پیکار ما را نیزه خم گشت
چه شد ما را که چون مردان نکوشیم بمردی خون شان چون می ننوشیم
شد این اندیشه تا چارم عنان گیر که گشتم در عدو دوزی سنان گیر
وگر پرسی نه تنها این نیت بود که خون بیگناهان را دیت بود
مقابله بلکه گاه تیغ و تیرم سه نیت گشت محکم در ضمیرم
نخست آن که اندرین خاک خطرناک ز گرد کفر نور دین شود پاک
بکوشم بهر دین مصطفی را که از سر گردد اسلام آشکارا
دوم آنکه این همایون مرصد و بوم کشم از دست هند و زادهٔ شوم
کسی گو مانده باشد ز ارجمندان بلندان را دهم جای بلندان

سه دیگر آن که کافر نعمتی چند چو نسل شاه را بنیاد بر کند
چنان شان سر ز تن در کینه خواهی که خون گرید بر ایشان تیغ شاهی
چنان ره را دهم از خون شان قوت که خاکش لعل گردد سنگ یاقوت
نیت چون بهر یزدان در سر آمد به پاداش نیت کامم بر آمد
چو همت بود محکم همچو پولاد کلیدی گشت و باب فتح بگشاد
چو گشتم بر مراد خویش فیروز من و تن بهر باقی شکر این روز
نمی جویم سریر کامگاری جز از بهر غزا خنجر گزاری
ز نسل شاه مرحوم ار کسی ماند بنامش باید این منشور نو خواند
ور از لوح جهان شد نام شان پاک بسی هستند امیران خطرناک
من و رخشی که در ویرانه پوید سریر شاهی آنکه هر که جوید
مرا این حال پور می پسند است دوان ویرانه نو من پسند است
بزرگان بر زمین سودند رخسار ببوسیدند پایش را ز مهر وار
بعذر بندگی دادند پاسخ که ای بر ملک دیوار تو فرخ
ترا زیبد کلاه پادشاهی که مخصوصی بتائید الهی
سزای دیگری بودی گر این تاج بدو دادی قضا زین گونه معراج
قبائی را که دوران بهرت آراست ببالای دگر کس کی شود راست
بطی کو طعمهٔ پارست در کام بود زو دود خواران را طمع خام
گوزنی را که شیر آورد در زیر شغالان هم خورند اما چو شد سیر
فروغ تست این آزمانهائی که از ذره نیاید آفتابی
چو ما هستیم در خدمت نگون سر نگون سر کی سزا باشد بر افسر
نگون سر شب پرک شب ها به پرواز سزای تاج طاؤس سر افراز

همان روزت رسد این نام و ناموس	که بستی بر علم پرهاے طاؤس
چو یزدان این سرافرازی ترا داد	بافسر سرفرازی هم ترا داد
دگر ره گفت داراے جهان گیر	که من هستم کهین ساز و کمان گیر
که چون من صفدری جویم که جنگ	چگونه جایگه دارم بر اورنگ
من و فرق مغل و این تیغ غازی	شما دانید تاج و تاجداری
دگر ره مهتران خواهش نمودند	بسے کوشش بخواهش در فزودند
همی گفتند کاے از لطف جانی	عدو را مرگ و ما را زندگانی
شد از تیزاب تیغت کفر ویران	عمارت یافت عیش دین پذیران
مبادا جز تو کس فرمان ده ما	که هستی بعد جان نه جان ده ما
چو یکبار از تو جان بخشیده بردیم	نه بخشد گر دگر جان بخش، میریم
درین صورت تو ما را جان پاکی	مکن این زندگان را باز خاکی
دگر ره گفت ملک آرائے جان بخش	که جان بخشد خداوند جهان بخش
نه من ظالم که زین گفتار رنگین	کنم بے صبر و سلک این کار سنگین
اگر من خواهم این ملک از خود آراست	گمان مردمان خواهد شدن راست
که نے من بهر دین و کین زدم تیغ	بکار خود بر آمد برقم از میغ
درین نقش غرض پروردهٔ من	همه ناکرده گردد کردهٔ من
پس آن بهتر که من زین سر بتابم	بسوے چارهٔ دیگر شتابم
چو من بهدل درین کار اندر آیم	بگرد کار دلها کے بر آیم
شهانے کش ستم بر بز گمارند	بدیه از ده رمه یک بز نیارند
دگر باره خردمندان باخلاص	درون دادند گوهر ها چو غواص

که این کارے که از دست بر آمد	نه مردم * کاسمان را هم بر آمد
کسے کو جز تو خواهد رفعت بر تخت	گرفتم حالیت پوزش کند سخت
چو بیند این دلیری هم ملامت	چگونه خسپد ایمن از سلامت
دران کوشش نماید چار و ناچار	که از بالین خود برچیند این خار
حقیقت رزم بو مسلم نهانی نیست	که تا اکنون چنونے در جهان نیست
خلافت را سزا بود آنچه در زور	بزور افگند حوت را دور ازین شور
بجعفر داد تدبیر خلافت	همان تدبیر او شد بر وے آفت
دل جعفر روان در خونش آویخت	چو آب جعفر ازوے خون بیرون ریخت
ملک را گرچه خاصی بود ازان جوش	فروهشت اندرین پخته سخن گوش
درون اندیشه باخود کار می پخت	حدیث پخته دیگر بار می پخت
که ناگه گشت پیدا پیشش از دور	سه چتر ملک چون سه پارهٔ نور
چو آمد بر سران سه ابر در بار	ملک سرکرد خم چون شاخ پر بار
بینے بگو بست بر شاهان بصد مهر	که بودند این فلک ها را مه و مهر
پس از سه ماه یاد آورد و دریافت	ازان خوابے که سه ماهش بسر تافت
بدل دانست کاکنون جاے ره نوشت	جفر از بخشش یزدان خود نوشت
عنان کار در دست قضا داد	ضرورت در چنین کارے رضا داد
همان روزے که چندین ماجرا بود	ز چرخش بانگ بر مسند بر آبود

جلوس شه غیاث الدین و دنیا تغلق غازی

فراز تخت سلطانی چو افریدون و اسکندر

* مردم کاسماں یعنی آسماں جیسے افراد۔

مبارک روز هفته که بهشتی — که هنگامی است با انوار بیش این
جهان از چشمهٔ خود روی شسته — که و مه سبحه و سجاده جسته
موذن قامت خود برکشیده — جماعت صف بمسجد برکشیده
ممالک گیر سلطان جهان بخش — دران ساعت برآمد بر سر تخت
سریر آراسته ماه و آفتابش — فهان دین و دنیا شد خطابش
ملایک جمله گفتندش همانگه — دعاء خلد الرحمن ملکه
خروش کوس گیتی را خبر کرد — دل بد خواه را زیر و زبر کرد
موافق ریخت گوهر ها ز حد بیش — مخالف هم ولیکه از دیدهٔ خویش
فلک شادی بدوران و زمان داد — جهان را مژدهٔ امن و امان داد
دگر پرسی ز طالع طالع قوس — که زان طالع جهانی گشته فردوس
شده مریخ ناوک زن کمان گیر — که بر جان بد اندیشان زند تیر
کمان ملک را بخشد بلندی — ببازوی شه آرد زور مندی
ببر بر جیس برج آرائی گشته — به بیت المال مال اجزائی گشته
که مال هفت کشور سنج بوسنج — رساند در خزینه گنج در گنج
بسیوم خانه زایر مشتری وش — شده دلو لبا لب را رسن کش
دلیلش آن بود کز چرخ دولاب — بلند دیکان و خویشانش دهد آب
زحل در پرده و ناظر به تثلیث — ز مهر و دوستی چون نوح با شیث
چو آن سیاره بالا و بلند است — بلندی خوی شاه ارجمند است
ز مستی شهر گیرد زهرهٔ سعد — نهاده شهر را زنجیری از جعد
بتثلیث از نهم * او هم نظر دار — بلشر صحت و از هر سو خبر دار

* ممکن هے کہ یہ لفظ "ادهم" خانے کے معنی میں هو۔

بماهر قرصهٔ خور بالحقیقه — که دادش خوشهٔ گندم دقیقه
دلیلش این که کار ملک جمشید — شود پخته بآتشهای خورشید
سران مملکت فرمان پذیرند — بفرمان هم ز یلد وهم بمیرند
عطارد نیز در عاشر طرب یاب — بخوشه کرده در بیت الشرف خواب
شود زان تیر و کار رائی و تدبیر — ز بهر بخت شاهی راست چون تیر
قمر در عقرب و خانه ده و دو — عدو را نیش عقرب زد به پهلو
* سنان سازد قمر نیش چنان را — زند در چشم بد خواه آن سنان را
ازین طالع زمانه دارد امید — که دایم ماند این تابنده خورشید

حدیث مرتد مدبر که چون بودش گرفتاری
وزان پس کشته گشتن بعد رسوائی بشهر اندر

چو ناصر گشت پی نصرت ز تقدیر — خله کرد از سنان و تیر چون تیر
براهر شد جدا زو مرتد شوم — بهر گوشه خزان می گشت چون بوم
در آمد در سرائی با رخ زرد — وزو زردی بهر دیوار اثر کرد
ز رنگ زعفران گونش پیاپی — در و دیوار می زد خنده بر وی
بران گونه وی از اندیشهٔ جان — چو جان می گشت و چون اندیشه پنهان
درین حال انچنان بر گشته حالی — نهانی یافت جای کاهی زالی
دران ویرانه آن بیران درون رفت — برخنه هم چو ماران سرنگون رفت
چو لشکر ها ز کشتن باز پرداخت — سواری چند ناگه آن طرف تاخت†
نهانی ‡ هر کسی شان را سپر داد — که نتوان خانه حر را گرچه درداد

* کذا - مشکوک - † ن: باخت - ‡ کذا - مشکوک -

و لیکن این جا است زالے پردستان	که گر سی مرغ می جوئیش هست آن
وگر مرغیش در دام او فتاده است	چو سی مرغش بگنجے جائے داد است
رود گر رستمی در کنج آن زال	شود صید وے آن سی مرغ بے بال
ازیشان رستمی بو زال بشتافت	چو سی مرغے بکنج آن مرغ را یافت
چو نیکویش از شناسائی نظر کرد	شتابان رفت الغ خان را خبر کرد
که جائے هست مرتد خانخانان	سر اندر کش زبیم تیغ رانان
شب این روشن شد و خان رفت که را	وزان تاریک روشن کرد شه را
سوارے چند رفت از پیش در حال	کشیدندش ز محنت خانهٔ زال
رسانیدند در دم پیش خانش	برحمت داد خان اول زبانش
که شاهنشاه ما چون هست جان بخش	به بخشد جان و مالے از جهان بخش
جهان بخشی چو دل دادش زمانے	روان کردش بسوے شیر والے
چنان فرمان شد از فرمان ده دهر	که باخویشش برد خان* جانب شهر
بگردانند در شهرش بخواری	که این باشد حق ناحق گزاری
بفرمان خان اعظم عزم آن کرد	که راند بروے انچه او باکسان کرد
چو او آلوده دامن هائے مستور	ز ستر پاک دامانان دین دور
سبک پرده ز کارش بر فگندند	بعجزش دامنے بر سر فگندند
خود این شه راحق آن شاه انگلی داد	که بر سر هائے شاهان دامنے داد
پس انکه خان اعظم سرور دهر	ز بهر گشت شهرش برد در شهر
بگردانیدش از هر شاه راهے	پر از نظارگی هر راه شاهے
بشوریده همه دهلی زن و مرد	بحیرانی درو نظاره می کرد

* ن : جان –

گزان دست تعجب را دران شور	ازان فتح و ازان نصر و ازان زور
نگون سر مرتد رسوا دران گشت	زمین را سایهٔ او بے کران گشت
ز گشت شهر چون بر دند بازش	ز گشت آن جهان گذشته رازش
بنائے کفر کفران بر فگندند	چو درپیش خیالش سر فگندند
روان شد خون که کشتن چو جویش	که شوید گرد رسوائی ز رویش
بیان می کرد خونش از چهره شوئی	که مرتد را چنین به سرخروئی
پس از خاکش بخواری در کشیدند	نگونسارش بکنگر بر کشیدند
بلندی چون بجوید کس به هنگام	بلندیش این چنین باشد بفر جام
شه دارا بلندی باد جاوید	که درخورشد بلندی را چوخورشید

گرفتاری خسرو از الغ خان مخالف کش
چو مرغی شوم کش بازی کند صید از برای خور

بکار مرد چندانے بود نور	که نبود پرتو اقبال ازو دور
چو رفت آئینهٔ بخت از نمودار	همه بر عکس گردد صورت کار
اگر گوهر بدست آرد شود سنگ	دگر آئینه بیند گیردش زنگ
زر نقدش بدامن خاک گردد	حریرش زیر پا خاشاک گردد
فرس گر پیشتر راند فتد پس	و گر بر دست گیرد گل شود خس
اگر خنجر کشد بر خصم خونریز	سر خود را برد زان خنجر تیز
گریزد مرغ جوشیده ز نانش	پرد مرغابئے بریان ز خوانش
بد آموزی کنندش نیک رایان	ز پهلویش گریزند آشنایان
رمه گرگان ربایند از سپاهش	فرس دزدان برند از پایگاهش

چنان کش بیش بر بیش آید آسان   کنندش باز کم کم هم بر آنسان
ز دور روزگار است این کم و بیش   که آرد هردم آئینے دگر پیش
تو نشناسی طریق دهر قتال   مگر آنگه که خوانم بر تو این حال
که خسرو خان کافر نعمت خس   چو از غازی ملک بگریخت واپس
چه سان شد ز اختر گردنده حالش   چگونه کرد گیتی پایمالش
چو او از پیش شاهنشاه غازی   شکست و کرد راه چاره سازی
برابر بود کافر نعمتے چند   براو نیز چندے سخت پیوند
فرس را هر طرف لختے عنان گیر   خیالش مژدهٔ تیر و سنان گیر
عنان هر سو که می پیچید جانش   اجل می داد پیچش در عنانش
دوان پیچاکِ جانش امکان نشد هیچ   که زان پیچ بلا گردد عنان پیچ
چو گم ره بود ره را نیز گم کرد   سوار گمرهش نیز اشتلم کرد
جدا گشتند ازان گمره خسے چند   خس گمره چه گویم ناکسے چند
چو آن گمره ماند از هم رهان دور   بره جوے کشاد از چشم بے نور
خزان در رفت در ویرانه باغے   نهاد از سوز در هر لاله داغے
گهے ماند و گهے رفت و گه افتاد   چو برگے در خزان از جنبش باد
خبر بردند پیش شاه منصور   که در باغے است باقی مانده مقهور
اشارت کرد الغ خان را شهنشاه   که گردد باد سوے آن چمن گاه
شتابان گشت الغ خان عدو سوز   بسوے آن چمن چون باد نوروز
خزان * دیده درختے دیده کنده   سپهر از برگ و بارش بر فگنده
رمیده بلبلان گلشن از وے   دمیده نو بهار گلخن از وے

* یعنی ایک خزاں دیدہ درخت کو اُس نے اکھڑا ہوا دیکھا ـ

شده زو پر مغیلان باغ نسرین   بنسرینش نشسته گرد نفرین
ز بیم خونش زاغان خیز کرده   کلاغان نوکها را تیز کرده
ازین سو تیغ بیرون کرده سوسن   وزان سو بار بروے رانده توسن
ز بیم دیدن رویش فران باب   به بسته چشم هاے خویش را آب
الغ خان چون چنان بیچاره دیدش   نوازش کرد چون دل پاره دیدش
که مندیش ارچه تو در خورد آنی   که از تهمت رسد لطف زبانی
ولے شه مکرم است و مهربان هم   بخواهد جانت بخشد و جهان هم
بگفت این و نوازش کرد در حال   روان کردش سوے شاه عدو مال
چو آن برگشته روز آمد بدرگاه   زمین بوسید پیش مسند شاه
شهش گفت اے ستم کار جفا کیش   چرا کردی جفا بر منعم خویش
ویت کرد از عزیزی دو جگر جائے   تو بفشردی روان در خون او پاے
جواب این داد کافر نعمت شوم   که حالم همگنان راهست معلوم
اگر نا رفتنی بر من نرفتے   ز من نا آمدے و این فن نرفتے
قلم چون رفته بد کاین ز آید از من   و زو آن آید و این آید از من
قلم نا چار حرف خود برون داد   نه این تهمت ز من بلک از قلم زاد
چنان کو حرف شمشیر از قلم خورد   سرا هم حرف او خواهد قلم کرد
قلم آسوده نتوان پیش ازین گفت   که حرف از خط نخواهد چون قلم خفت
دگر ره گفت شاهنشاه آفاق   که اے با فتنه جفت و با بلا طاق
چرا کشتی دگر شهزادگان را   تو بند؟ سرزدی آزادگان را
بزاری باز پاسخ داد خون ریز   که آنجا من نراندم * خنجر تیز

* ن : ندانم ـ

و لیکن شد بریشان در زبونی … زبان بدسگالان تیغ خونی
همی گفتند ازین راه خطر ناک … بباید خار کندن تا شود پاک
دگر گفتش چو تو پائین پرستی … چرا خود بر سر مسند نشستی
بگفتا رائے من هم داشت آهنگ … که یک شهزاده را شانم بر اورنگ
و لیکن مصلحت بینان بد رائے … شدند اخلاص بد را کار فرمائے
که چون سلطان نشان باشی تو در پیش … بود سلطان نشان را خطرهٔ* بیش
به تخت مملکت خود کن قبا چست … که دیگر هر که شیند دشمن تست
ضرورت چون در آمد یاری بخت … ز بیم سر نهادم پائے بر تخت
دگر گفتش که چون کردی بسر تاج … چرا آهنگ من کردی بتاراج
فرستادی همه لشکر بسویم … که یک رویه زنند تیغ دو رویم
بگفتا روشنم بود این سراسر … که کس باتو نیارد شد برابر
کنم سوئے تو اقلیمی ز عالم … کشاده بندمت حد تا بپالم
و لیک این گفت ایشان آب من بود … که باید زود برکشت آتش خرد
کنون کز من ستد یزدان ترا داد … علی رغم من این دولت ترا باد
همین † جان بخش و دیہے ده … که گردد جانم آزاد از رهی ده
که مانم از پئے شاماخ و کوری … ز شور خاک شان در خاک شوری
نخواهم کندم سلطان ضائع … بکوری گردم از دو دیده قانع
شهش گفتا که سهلست این توان کرد … ولے چون باتو ترک کین توان کرد
چو باتو کار بهر دین و کین است … بباید کرد کین کاین کار دین است
چو چندین جان که در خور بد زیان را … به بخشیدم همه اسلامیان را

* ن: خطر در - † کذا - نامفهوم -

شود حمل ار کنم جانت هم آزاد … که چندین فتنه نے از تو ز من زاد
پس از اسلام دور افتاده باشم … رضا در کفر و کفران داده باشم
فتد در خاک هر گردے که خوردم … رود برباد هر جهدے که کردم
بزرگانے که بهر کین ایشان … کمر بستم بسان خوب کیشان
قصاص خون اگر بر تو نرانم* … ز روح پاک شان شرمنده مانم
برو سر نه چو آتش در ته تیغ … که می باید نهادن سرته تیغ
بگفت این و اشارت کرد در حال … که کردندش روان مردان قتال
همان جائے که بر سلطان مبارک … مخالف راند شمشیر هلاک
سر آن نا مبارک هم بدان جائے … چو تیغ آسمان گون شد زمین سائے
فرو بردند و افگندند در صحن … که تاپامال شد چون دانه در طحن
بنظارهٔ عوام و خاصه و میر … همی گفتند کا حسنت اے جهانگیر

* ن: ندانم -

(ترک صفحه آخر :- زهی)







صحت نامہ

یاد داشت :—

کتاب کے حواشی میں "ن" سے نسخۂ حبیب گنج ۔

"ق ر" سے قیاس مولوی رشید احمد ۔

"ک" سے کاتب الحروف (سیدهاشمی) کا قیاس مراد ھے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	خزائن الفتوح	مفتاح الفتوح
۳	آخری	عبرت	عبارت
۴	۱۶	ہر	تھا
۱۵	۱۲	تاریخی مثنوی	تاریخ
۲۰	۷	دیپال پورا	دیپال پور
۴۴	٦	بھکا	بھاگا
۴۸	۲	بڑھا	بڑھ
۵۳	۲۰	قلعۂ گبران	قلع گبران ، نے۔
٦٦	۱۷	سرسناک	شرمناک
٦۹	۱٦	۰	کہ
۷۱	۱۵	۱۹۲۰	۲۹۲۰
۷۷	۱۹	عشقیہ	عشیقہ
۷۸	۱	,,	,,
۹۱	۲۰	نام	نام سے
۹۳	۷	ماشاء	ماشاءاللہ









متن مثنوی

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۲۲	حاشیه	×	× ن
۲۳	۹	مود	مرد
۲۴	۱۴	میهمان	میهمانی
۲۴	حاشیه	۱۹ ۲۰	۱۹ وین ۲۰
۳۱	حاشیه	ك : ن	ك : كن
۴۴	۲	بسپرده	بسپرد
۴۶	۱۱	بکبارگی	یکبارگی
۵۱	۴	گدد	گردد
،،	۱۶	چه باقی	چه می باقی
۵۴	۱۲	قطع	قلع
۵۷	۶	شمشیم	شمشیر
،،	۱۱	سرے	سوئے
،،	۱۵	هویك ـ رود	هریك ـ ریزد
۵۸	۴	غرا	غزا
،،	۱۶	دگر	وگر
۶۰	۱۲	بیداری	بیدرائے
۶۴	۱۵	گویا	گو با
۶۷	۶	درین	ور این
۷۳	۴	یابد	پا بر
۷۷	۴	کاری	کارے
،،	،،	بیداری	بیدار
،،	۷	کفقند	گفتند
۸۱	۶	احتر	اختر
۸۲	۱۱	مستن	بستن

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۸۸	۱۸	سو	سر
۹۱	۱	قبلش	قلبش
۹۴	۱۲	تندو تند	تیز و تند
،،	۱۹	ستاره	ستاده
۹۵	حاشیه	سپدن	سپردن
۹۷	۴	زردی زد	به زردی زد
۹۹	۷	دو	در
،،	۱۲	،،	،،
۱۰۰	۱۳	زربی	زرین
۱۰۲	۱۳	بنائے	برائے
،،	۱۷	درمند	زورمند
۱۰۶	۱۳	نجم	ترنجم
۱۰۷	۱	و	ز
۱۱۳	۵	بران	برآن
،،	۶	فشاندند	فشاندن
۱۱۵	۱۸	هر پیکش †	هر بیلکش
۱۱۸	۶	گاه	بهٔ گاه
۱۲۹	۵	زکوه	زکوهے
،،	،،	کروه	کروهے
۱۳۸	حاشیه	‡ ن	‡ ك
۱۴۷	۱۳	اجزائے	افزائے
۱۴۴	۱۴	دگر	وگر
،،	۱۶	بس	پس

ملنے کا پتہ :—

دفتر مخطوطات فارسیہ

لال ٹیکری - حیدرآباد دکن

—— * ——



قیمت فی نسخہ (مجلد) ———— چار روپیہ

" " " " بیرون ہندوستان ———— چھہ شلنگ

(تاجروں کو معقول کمیشن دیا جائے گا)